پاکستان میں افغان پناہ گزینوں کی موجودگی اور ان کی واپسی

(شرعی و قانونی تناظر میں تجزیاتی مطالعہ)

تحقیقی مقالہ برائے ایم فل (علوم اسلامیہ)

مقالہ نگار

عبدالکریم

ایم فل، علومِ اسلامیہ

نگران مقالہ

ڈاکٹر سید عبد الغفار بخاری

صدرِ شعبہ علوم اسلامیہ

نمل اسلام آباد

شعبہ علومِ اسلامیہ

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

ستمبر 2019ء

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرستِ عنوانات

فہرستِ عنوانات iii

منظوری فارم برائے مقالہ و دفاع مقالہ v

حلف نامہ فارم vi

انتساب vii

اظہار تشکر viii

مقدمہ ix

ابواب بندی xii

Abstract xiii

باب اول: ہجرت کا مفہوم ، پس منظر اور حقوق 14

فصل اول: ہجرت کا مفہوم اور اہمیت 15

فصل دوم: ہجرت کی ابتدا اور اس کا تاریخی پس منظر 27

فصل سوم: مہاجرین کے حقوق 41

باب دوم: افغان مہاجرین کی آمد ، اسباب ، مسائل 57

فصل اول: افغان مہاجرین کا تعارف 58

فصل دوم: مہاجرین کی آمد کے اسباب 66

فصل سوم: افغان مہاجرین کے مسائل 87

باب سوم: پاکستان میں افغان مہاجرین کے لیے خدمات واقدامات 98

فصل اول: افغان مہاجرین کے لیے پناہ گاہیں 99
فصل دوم: حکومت پاکستان کے اقدامات اور غیر ملکی اداروں کی خدمات 108
فصل سوم: پاکستانی عوام کی خدمات 122
باب چہارم: افغان مہاجرین کی واپسی شرعی و قانونی تناظر میں 129
فصل اول: افغان مہاجرین کی واپسی شرعی تناظر میں 130
فصل دوم: افغان مہاجرین کی واپسی قانونی تناظر میں 141
فصل سوم: افغام مہاجرین کی واپسی کے مسائل اور ان کا تدارک 150
نتائج 165
سفارشات 166
فہارس 167
فہرست آیات 168
فہرست احادیث 169
فہرست اعلام واماکن 170
فہرست مصادرومراجع 173

منظوری فارم برائے مقالہ و دفاع مقالہ

(Thesis and Defense Approval form)

زیر دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ انہوں نے مندرجہ ذیل مقالہ پڑھا اور مقالہ کے دفاع کو جانچا ہے، وہ مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہیں اور فیکلٹی آف سوشل سائنسز کو اس مقالے کی منظوری کی سفارش کرتے ہیں۔

مقالہ بعنوان: **پاکستان میں افغان پناہ گزینوں کی موجودگی اور ان کی واپسی**

(شرعی و قانونی تناظر میں تجزیاتی مطالعہ)

نام ڈگری: ایم فل علوم اسلامیہ

نام مقالہ نگار: عبدالکریم

رجسٹریشن نمبر: MP.IS.AS16.ID.023

ڈاکٹر سید عبد الغفار بخاری ______________________

(نگران مقالہ) نگران مقالہ کے دستخط

پروفیسر ڈاکٹر شاہد صدیقی ______________________

(ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز) ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز کے دستخط

بریگیڈیئر محمد ابراہیم ______________________

(ڈائریکٹر جنرل) ڈائریکٹر جنرل کے دستخط

تاریخ: ستمبر ۲۰۱۹ء

حلف نامہ فارم

(Candidate declaration form)

میں عبدالکریم ولد امیر خان

رجسٹریشن نمبر MP.IS.AS16.ID.023

طالبعلم، ایم فل، شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز (نمل) اسلام آباد حلفاً اقرار کرتا ہوں کہ مقالہ بعنوان: **پاکستان میں افغان پناہ گزینوں کی موجودگی اور ان کی واپسی**

(شرعی و قانونی تناظر میں تجزیاتی مطالعہ)

ایم فل علوم اسلامیہ کی ڈگری کی جزوی تکمیل کے سلسلہ میں پیش کیا گیا ہے، اور **ڈاکٹر سید عبد الغفار بخاری** کی نگرانی میں تحریر کیا گیا ہے، راقم الحروف کا اصل کام ہے اور یہ کہ مذکورہ کام نہ تو کہیں اور جمع کروایا گیا ہے، نہ ہی پہلے سے شائع شدہ ہے اور نہ ہی مستقبل میں کسی بھی ڈگری کے حصول کے لیے کسی دوسری یونیورسٹی یا ادارے میں میری طرف سے پیش کیا جائے گا۔

نام مقالہ نگار: عبدالکریم

دستخط مقالہ نگار: ____________

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

ستمبر ۲۰۱۹ء

انتساب

اپنے شفیق والدین اور محترم اساتذہ کے نام جن کی دعاؤں،
کاوشوں اور رہنمائی کی وجہ سے اپنے اس مقالہ کو پایہ تکمیل تک
پہنچانے میں کامیاب ہو سکا ہوں۔

اظہار تشکر

میں سب سے پہلے اللہ تعالی کا شکر گزار ہوں کہ جس نے مجھے توفیق وہمت عطا کی اس مقالے کو مکمل کرنے میں اور اپنے والدین محترمین کا تہہ دل سے مشکور وممنون ہوں جنہوں نے اپنے کم وسائل کے باوجود میری تعلیمی وتربیتی سفر کو ترقی دینے کے لیے میرے ساتھ ہر لحاظ سے تعاون کیا اور میری حوصلہ افزائی کی اور بہن بھائیوں کا مشکور ہوں خاص کر ہاجرہ امیر اور آسیہ امیر کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے میرے مقالہ کے لیے مواد جمع کرنے اور کمپوزنگ کرنے میں بے انتہا محنت اور لگن سے تعاون کیا اور اپنی اہلیہ کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے میری ہمت بڑھائی اور حوصلہ افزائی کی۔

بالخصوص اپنے سپر وائزر پروفیسر ڈاکٹر سید عبد الغفار بخاری صاحب کا جن کی شفقت، ان تھک محنت اور رہنمائی سے میں نے اپنا مقالہ مکمل کیا۔ ان کے علاوہ میں محترم ڈاکٹر نور حیات خان صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھے یونیورسٹی میں مزید تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دی اور اپنی قیمتی مشوروں سے نوازا اور محترم شاہد قریشی صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جن کی ترغیب اور رہنمائی سے میں نے یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے کا فیصلہ کیا اور ان تمام اساتذہ کرام، احباب اور دوستوں کا شکریہ جنہوں نے دوران تعلیم میرے ساتھ تعاون کیا۔

اسلام آباد کے تمام لائبریریوں کے عملے کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے کتب کی فراہمی میں تعاون کیا اور خاص کر الندوہ لائبریری چھتر اسلام آباد کے منتظمین اور عملے کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میرے مقالے کی تکمیل میں بے حد تعاون کیا۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اللہ تعالی انہیں اپنی طرف سے دنیا وآخرت میں بہترین جزاعطا فرمائے اور مجھے بھی دنیا وآخرت میں کامیابی سے ہم کنار فرمائے۔ آمین!

مقدمہ

اسلام بھائی چارے اور ہمدردی کا دین ہے، امن وسلامتی کا درس دیتا ہے اور ہر ایک کے ساتھ خیر خواہی کی ترغیب دیتا ہے۔اس لیے کہ اللہ تعالی نے تمام انسانوں کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے، چناں چہ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿يا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْناكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثى وَجَعَلْناكُمْ شُعُوباً وَقَبائِلَ لِتَعارَفُوا﴾

(سورۃ الحجرات:۴۹/ ۱۳)

پھر ہر قوم کی طرف اللہ تعالی نے اپنے نبی بھیجے اور ان میں سے بعض پر کتابیں بھی نازل فرمائیں تاکہ وہ ان کو اللہ تعالی کی وحدانیت کی تعلیم دیں اور کامیابی کا راستہ بتائیں۔اللہ تعالی نے قرآن مجید کو آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر نازل فرمایا اور اسلام کو پسندیدہ دین قرار دیا۔ قرآن مجید کے نازل ہونے کے بعد سابقہ آسمانی کتابوں اور شریعتوں کو منسوخ کردیا اور اعلان فرمایا کہ یہی کتاب اور شریعت تا قیامت باقی رہے گی۔لہذا جو شخص آخری نبی ﷺ اور آپ کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان لائے گا تو وہ دونوں جہاں میں کامیاب ہوگا خواہ وہ کسی بھی رنگ ونسل کا ہو اور اس کا تعلق کسی بھی قوم اور قبیلے سے ہو۔ اسلام نے تمام ایمان والوں کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا۔ارشاد ربانی ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾(سورۃ الحجرات:۴۹/ ۱۰)

حضور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات سے مسلم معاشرے میں ایسی اجتماعی سوچ وفکر پیدا ہوئی کہ معاشرے کا ہر فرد اپنی ذات پر دوسرے مسلمان بھائی کو ترجیح دیتا تھا۔مسلمانوں میں ایثار اور قربانی کا جذبہ اتنا زیادہ تھا کہ اللہ تعالی نے ان کی تعریف فرمائی کہ وہ اپنی شدید ضرورت کے وقت بھی اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے اور ریاست مدینہ میں مؤاخاۃ کے موقع پر اسی جذبے کے زیر اثر انصار مدینہ نے اپنا تمام مال و دولت مہاجرین میں برابر تقسیم کردیا۔بحیثیت مسلم چوں کہ ایک بھائی دوسرے بھائی کا ہمدرد ہوتا ہے اور اس کے ساتھ خیر خواہی بھی کرتا ہے اسی جذبہ اخوت اور خیر خواہی کی بناء پر ایک مؤمن دوسرے مؤمن کی تکلیف اور پریشانی کو اپنی تکلیف اور پریشانی سمجھتا ہے۔یہی وجہ ہے نبی رحمت ﷺ نے تمام مؤمنین کو ایک جسم کی طرح قرار دیا ہے۔اس طرح کی بھائی چارے اور غم خواری کی مثالوں سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے۔ انصار مدینہ نے جس طرح سے مہاجرین مکہ کا استقبال کیا اور انہیں خوش آمدید کہہ کر ان کے لیے گھروں کے دروازے کھولے اس کی مثال تاریخ میں ملنا مشکل ہے۔

جب روس نے افغانستان پر حملہ کیا تھا اور وہاں کے باشندوں کی نسل کشی کا سلسلہ شروع کیا تھا تو ان لوگوں نے اپنی ایمان اور جان ومال کی حفاظت کے خاطر پاکستان کی طرف ہجرت کی تو پاکستان کی غیور عوام نے اپنے کم وسائل اور نامساعدہ حالات کے باوجود جس طرح سے ان کو خوش آمدید کہا تھا اس سے انصار مدینہ کی یاد تازہ ہوگئی تھی۔انہوں نے اپنے اس عمل

سے ثابت کیا کہ ایمان والوں میں ایثار کا جذبہ اسی طرح موجود ہے جیسا کہ چودہ سو سال پہلے آپ ﷺ کے دور میں موجود تھا اور یہ جذبہ تا قیامت جاری رہے گا۔ ان شاء اللہ !

اب جب کہ تقریباً چار دہائیاں گزرنے کے بعد حکومت پاکستان نے انہیں اپنے ملک واپس بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے اگر حکومت انہیں اپنا شہری تسلیم نہیں کرتی تو انہیں ایک نہ ایک دن اپنے ملک واپس جانا ہی ہے۔ لہٰذا اس سلسلے میں ان کے مشکلات اور مسائل کیا ہیں ؟ کیا یہ ان کو بھیجنے کا صحیح موقعہ ہے ؟ جب کہ وہ ایک کافر سے جان بچا کر آئے تھے اب وہاں چالیس ممالک سے زیادہ کفار کی فوجیں موجود ہیں جو کہ مسلمانوں کے دشمن ہیں، حالاں کہ وہاں امن وامان کی صورت حال بھی بہت خراب ہے ۔ لہٰذا اس مقالہ میں ان تمام مسائل کا تحقیقی و تجزیاتی جائزہ لے کر ان کا حل پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالی توفیق وہمت عطا فرمائے۔ آمین!

بیان مسئلہ

تاریخ اسلام میں پہلی ہجرت "ہجرت حبشہ" ہے جس کی رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہجرت پر جانے کی اجازت دی اور دوسری ہجرت "ہجرت مدینہ" ہے جس میں نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بذات خود ہجرت فرمائی اور ہجرت کا یہ سلسلہ امت محمدیہ ﷺ میں آج تک جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔

افغانستان پر سویت یونین کے حملہ آور ہونے کے بعد وہاں کے حالات کشیدہ ہوگئے تھے جس کی وجہ سے لاکھوں افغان باشندوں نے پاکستان کی طرف ہجرت کی۔ پاکستان کی حکومت اور عوام نے خوش دلی سے ان کا خیر مقدم کیا اور ان کو اپنے ملک میں پناہ دی اور ہر لحاظ سے ان کے لیے قربانیاں دیں۔ تین دہائیوں سے زائد عرصہ مہمان نوازی کے بعد حکومت پاکستان نے فیصلہ کیا ہے کہ ان مہاجرین کو واپس ان کے ملک بھیجا جائے بقول ان کے کہ وہاں امن وامان قائم ہو گیا ہے۔ لہٰذا میں اس مقالہ میں مہاجرین کی معاشرتی مسائل کا ذکر کروں گا اور وہاں پر جانے میں ان کی کیا مشکلات ہیں وہ بیان کروں گا۔ ان مسائل کی تفصیل سے نشان دہی کر کے ان کے حل کے لیے ایسی تجاویز پیش کرنے کی کوشش کروں گا جو کہ ان مسائل کے حل میں مددگار ثابت ہو گا۔

سابقہ تحقیقی کام

میری معلومات کے مطابق افغان مہاجرین کے حوالے سے کسی یونیورسٹی میں تحقیقی مقالہ نہیں لکھا گیا ہے البتہ اقوام متحدہ کے ادارہ برائے مہاجرین اور دیگر تنظیموں نے مہاجرین کے حقوق اور مختلف مسائل پر تحقیقی مقالات لکھے ہیں۔

۱۔ یو این ایچ سی آر کی جانب سے ایک مقالہ شائع کیا گیا ہے جس میں مہاجرین کا تعارف اور ان کے حقوق کے بارے میں بتایا گیا ہے "مہاجرین کی حفاظت: سوالات اور جوابات" یہ مقالہ فروری ۲۰۰۲ء میں شائع ہوا ہے۔

۲۔ اسی طرح ایک ادارہ جس کا نام ہے پی ڈی ایچ آر ای نے ایک مقالہ شائع کیا ہے "مہاجرین کے انسانی حقوق" کے نام

سے اس کے اندر ان کے حقوق اور مسائل کا ذکر کیا گیا ہے۔

۳۔ یونیورسٹی آف مینوسیٹا کے طرف سے ایک مقالہ ہے جس میں مہاجرین کے حقوق اور دیگر معاشرتی مسائل کے بارے میں ہے "مہاجرین کے حقوق" یہ مقالہ ۲۰۰۳ء میں شائع ہوا ہے۔

تحدید

پاکستان میں موجود افغان مہاجرین کی بستیوں میں سے صرف اسلام آباد، پشاور، ہری پور کا خصوصی سروے کیا ہے۔

مقاصد تحقیق

موضوع زیر بحث پر علمی تحقیق سے مقاصد ذیل کا حصول مقالہ نگار کے پیش نظر ہے:

۱۔ افغان پناہ گزینوں کی ہجرت کے اسباب کو بیان کرنا۔

۲۔ پاکستان میں قیام کے دوران ان کے لیے کی گئی حکومت کے اقدامات کو بیان کرنا۔

۳۔ حکومت پاکستان کے ان کو بھیجنے کے مقاصد کو بیان کرنا۔

۴۔ واپس جانے والوں کی مشکلات کی نشان دہی کرنا اور ان کے حل کے لیے تجاویز دینا۔

تحقیقی سوالات

۱۔ افغان مہاجرین کون ہیں؟

۲۔ افغان مہاجرین پاکستان کی طرف ہجرت کرنے پر کیوں مجبور ہوئے؟

۳۔ حکومت پاکستان نے نامساعدہ حالات میں کیسے افغان مہاجرین کی مدد کی اور اس کی کیا کیا صورتیں تھی؟

۴۔ افغان مہاجرین کے آنے سے پاکستان کے معاشرے پر کیا اثرات مرتب ہوئے؟

۵۔ کیا افغان پناہ گزینوں کو پاکستان میں وہ تمام شرعی و قانونی حقوق حاصل ہوئے ہیں جو ایک پناہ گزین کو شریعت اور قانون میں دیے گئے ہیں؟

تحقیقی طریقہ کار

مقالہ ھذا میں تجزیاتی سلوب تحقیق اپنایا گیا ہے جس کے لیے درج ذیل مصادر / ٹولز سے استفادہ کیا گیا ہے:

۱۔ لائبریریاں

۲۔ تحقیقی مقالات و مضامین

۳۔ انٹرویوز / سروے

ابواب بندی

باب اول: ہجرت کا مفہوم، پس منظر اور حقوق

فصل اول: ہجرت کا مفہوم و اہمیت

فصل دوم: ہجرت کی ابتدا اور اس کا تاریخی پس منظر

فصل سوم: مہاجرین کے حقوق

باب دوم: افغان مہاجرین کی آمد، اسباب، مسائل

فصل اول: افغان مہاجرین کا تعارف

فصل دوم: افغان مہاجرین کی آمد کے اسباب

فصل سوم: افغان مہاجرین کے مسائل

باب سوم: پاکستان میں افغان مہاجرین کے لیے اقدامات و خدمات

فصل اول: افغان مہاجرین کے لیے پناہ گاہیں

فصل دوم: حکومت پاکستان کے اقدامات اور غیر ملکی اداروں کی خدمات

فصل سوم: پاکستانی عوام کی خدمات

باب چہارم: افغان مہاجرین کی واپسی شرعی و قانونی تناظر میں

فصل اول: افغان مہاجرین کی واپسی شرعی تناظر میں

فصل دوم: افغان مہاجرین کی واپسی قانونی تناظر میں

فصل سوم: افغان مہاجرین کی واپسی کے مسائل اور ان کا تدارک

Abstract

My topic is as under: "An analysis of the presence of Afghan refugees in Pakistan, and their return, in the light of Shariah and law". In the first chapter of this thesis I have highlighted the virtue and importance of migration, contract between Muhajareen and Ansaar, virtue of Muhajareen and Ansaar, and the rights of Muhajareen. In the second chapter I have introduced Afghan refugees, causes of their migration and the services provided to them by various departments in Pakistan. Since this thesis is about Afghan refugees, their introduction was necessary.

The time after the migration is the most important and difficult one for Ansaars, because they have to arrange for the sustenance and lodgings for the coming guests. For this purpose, in the third chapter, the services done and steps taken for the Afghan refugees by the Pakistan government are mentioned. Besides, the sense of sacrifice and brotherhood in Pakistani people is elaborated, because they have welcomed the Afghan refugees with such great sacrifices and brotherly affection that after Ansaar of Madina, it, s like is difficult to find in history.

In the fourth and last chapter and an endeavor is made to explain their exile from Pakistan, when they have been living here for forty years, and their two generations, after getting educated here, are acting as ambassadors between the two countries. At the end of this chapter, the difficulties and dangers waiting for the refugees, in case they return to Afghanistan, are presented. In this situation, it is not without risk to send them there by force, as the situation in Afghanistan is getting worse by the day. They had run for their life from an infidel Russia, and now, in the form of NATO, a force of forty non-Muslim countries do not hesitate in committing any oppression. Therefore, it is not right to send them there.

باب اول

ہجرت کا مفہوم، پس منظر اور حقوق

فصل اول

ہجرت کا مفہوم اور اہمیت

ہجرت کی لغوی تعریف

لفظ ہجرت ثلاثی مجرد اور ثلاثی مزید دونوں ابواب سے مذکور ہے۔

ثلاثی مجرد میں نصر ینصر (بضم عین کلمہ) سے آیا ہے جیسے: **ھجر یھجر ھجرا وھجرانا** کا معنی ہے قطع تعلق کرنا۔

ثلاثی مزید باب مفاعلہ سے لغت میں مذکور ہے جیسے: **ھاجر یھاجر مھاجرۃ** جس کا معنی ہے ترک وطن کرنا، ہجرت کرنا۔

ابن منظورؒ لفظ **ھجرۃ** کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ھجر یھجر ھجرا وھجرانا: صرمه ،وھما یھتجران ویتھاجران، والاسم الھجرۃ وفی الحدیث: ''لا ھجرۃ بعد ثلاث،،الھِجرۃ والھُجرۃ: الخروج من ارض الی ارض،،۔ (1)

ترجمہ:"**ھجر یھجر ھجرا** کا معنی ہے چھوڑنا اور قطع کرنا۔ باب افتعال اور تفاعل دونوں میں اس کا معنی باہمی قطع تعلق کرنا اور چھوڑنا ہے۔ اس کا اسم **ھجرۃ** ہے۔ اور حدیث میں ہے: تین دن کے بعد قطع تعلق جائز نہیں ہے۔ اسی طرح ہجرت کا معنی ہے ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف نکلنا"۔

زبیدیؒ نے تاج العروس میں **ھجرۃ** کی تعریف یوں بیان کی ہے:

"الھجرۃ :الخروج من ارض الی اخری، وقد ھاجر قال الازھری: واصل المھاجرۃ عندالعرب خروج البدوی من بادیته الی المدن یقال: ھاجر الرجل اذا فعل ذلك،،۔(2)

ترجمہ :" ہجرت یہ ہے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف نکلنا، یہ اس نے ہجرت کیا۔ ازہری کہتے ہیں: اصل میں ہجرت عرب کے ہاں یہ ہے کہ دیہاتی آدمی اپنے گاؤں سے شہر کی طرف نکلے تو کہا جاتا تھا کہ اس نے ہجرت کی ہے"۔

زبیدیؒ نے لفظ **ھجرۃ** کو ثلاثی مزید فیہ باب مفاعلہ سے بھی ذکر کیا ہے:

"ھاجر یھاجر مھاجرۃ: ترك وطنه وفی التنزیل العزیز:﴿وَالَّذِينَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْإِيمانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هاجَرَ إِلَيْهِمْ﴾ ومن مکان کذا، او عنه: ترکه وخرج منه الی غیر المھاجر: الذی ھاجر مع النبیﷺ او الیه"۔(3)

---

(1)ابن منظور، محمد ابن مکرم بن علی افریقی، لسان العرب، دار صادر، بیروت۔ لبنان، ۵/ ۵۰

(2)زبیدی، محمد مرتضی الزبیدی، تاج العروس من جواہر القاموس، دار الفکر بیروت۔ لبنان، ۷/ ۶۰۷

(3) تاج العروس، ۷/ ۶۰۷، ایضا

القاموس الوحید میں مزید تفصیل کے ساتھ اس کو ذکر کیا گیا ہے:

"هاجر يهاجر مهاجرة: ترک وطن کرنا۔ ہجرت کرنا۔ جب اس کے "صلہ" میں الی آئے تو اس کا معنی یہ ہے: هاجر اليه: کسی کے پاس ترک وطن کر کے آنا۔

هاجر من مكان كذا او عنه: کسی جگہ سے دوسرے مقام پر منتقل ہونا۔ اسی باب سے ہے المهاجر: تارک وطن۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہجرت کرنے والا یا آپ ﷺ کے پاس ہجرت کر کے آنے والا۔

المهاجرة: (مصدر) ہجرت۔ انتقال مکانی۔ المهاجر: (بفتح الجیم اسم ظرف) مقام ہجرت۔

المهجر: (بفتح المیم والجیم اسم ظرف) مقام ہجرت۔ جہاں ہجرت کی جائے۔

الهجرة: (بکسر الہاء مصدر) ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقلی۔ تلاش رزق میں لوگوں کا انتقال مکانی۔ ترک وطن۔ انتقال آبادی"۔(1)

مذکورہ بالا بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل لغت کے نزدیک لفظ هجرة ثلاثی مجرد اور ثلاثی مزید فیہ دونوں ابواب سے مذکور ہے لیکن ہر ایک کا معنی و مفہوم مختلف ہے۔ جب یہ ثلاثی مجرد سے آئے تو اس کا معنی ہوتا ہے ترک کرنا، قطع کرنا اور اگر ثلاثی مزید فیہ میں باب مفاعلہ سے ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے ہجرت کرنا، ترک وطن کرنا۔ اگر باب افتعال اور تفاعل سے ہو تو معنی ہوتا ہے باہمی قطع تعلق کرنا، چھوڑنا۔ جب کہ لغت میں لفظ "مهاجر" جہاں بھی مذکور ہے اس کا معنی ہے تارک وطن، اپنے ملک اور علاقے کو چھوڑ کر دوسرے جگہ جانے والا۔ اہل عرب بھی اپنے عرف میں جو شخص دیہات سے شہر کی طرف جاتا تھا اسے مہاجر کہتے تھے۔

ہجرت کی اصطلاحی تعریف

الموسوعة الفقهية الكويتية میں ہجرت کی اصطلاحی تعریف یوں کی گئی ہے:

"الانتقال من دار الكفر إلى دار الإسلام. فإن كانت قربة لله فهي الهجرة الشرعية "۔(2)

ترجمہ: "دار الکفر سے دار الاسلام کی طرف منتقل ہونا۔ پس اگر یہ اللہ تعالی کی خوشنودی اور رضا کے لیے کی جائے تو یہ شرعی ہجرت ہے"۔

علامہ عینیؒ ہجرت کی تعریف قدرے مختلف الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

---

(1) کیرانوی، مولانا، وحید الدین قاسمی، القاموس الوحید، ادارہ اسلامیات لاہور، ۱۴۲۲ھ، ۲۰۰۱م، ۱۷۴۱۔ ۱۷۴۲

(2) وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية ۔ الكويت، الموسوعة الفقهية الكويتية، الطبعة الثانية ، طبع الوزارة، ۴۲/ ۱۷۷

''ويقال: الهجرة الترك، والمراد بها هنا ترك الوطن والانتقال الى غيره،،-(1)

ترجمہ :"اور(ہجرت کی تعریف میں) کہا جاتا ہے کہ ہجرت کا معنی ہے چھوڑنا، اور یہاں اس سے مراد ہے کہ وطن کو چھوڑنا اور منتقل ہونا اس کے علاوہ کسی اور ملک کی طرف"۔

علامہ جرجانی ہجرت کی اصطلاحی تعریف اس طرح بیان کرتے ہیں:

"الهجرة: هي ترك الوطن الذي بين الكفار والانتقال إلى دار الإسلام".(2)

ترجمہ:"ہجرت اس علاقے کو چھوڑ کر جو کفار کے زیر تسلط ہو دارالاسلام کی طرف منتقل ہونے کا نام ہے"۔

علامہ قرطبیؒ ہجرت کا معنی یوں بیان کرتے ہیں:

''والهجرة معناها: الانتقال من موضع الى موضع ، وقصد ترك الاول ايثارا للثانى،،(3)

ترجمہ : "ہجرت کا معنی ہے: ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف منتقل ہونا اور پہلی جگہ کو چھوڑنے کی قصد کرنا دوسری جگہ پر ترجیح دیتے ہوئے"۔

اسلام میں ہجرت کی اقسام

ہجرت کی لغوی و اصطلاحی تعریف کے بعد اب اس کے اقسام کو بیان کیا جائے گا چوں کہ ہجرت لغوی اور اصطلاحی معنی کے اعتبار سے وسیع ہے خواہ وہ روزگار کے لیے ہو، خواہ جان و مال عزت و آبرو کی حفاظت کے خاطر ہو، خواہ ایمان کی حفاظت مقصود ہو سب معانی کو ہجرت شامل ہے۔ لیکن اسلام کی نظر میں ہجرت اس کو کہتے ہیں کہ جہاں انسان کی عزت و آبرو اور جان و مال کا خوف ہو اور جس جگہ ایمان کی حفاظت مشکل ہو وہاں سے ہجرت کرنا اسلام کا حکم اور ایمان کا بھی تقاضا ہے۔ علامہ ابن حجرؒ نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ابن حجر عسقلانیؒ نے ہجرت کی دو قسمیں بیان کی ہیں:

"وقد وقعت فى الاسلام على وجهين: الاول: من دار الخوف الى دارا لامن كما فى هجرتى الحبشة وابتداء الهجرة من مكة الى المدينه - الثانى: الهجرة من دارالكفر الى دار الايمان،وذلك بعد ان استقر النبىﷺ بالمدينة وهاجر اليه من امكنه ذلك من

(1) عینی، محمود ابن احمد، الجامع لاحکام القرآن، مؤسسۃ الرسالہ بیروت۔ لبنان، الطبعۃ الاولی: ۱۴۲۷ھ، ۲۰۰۶م، ۳/ ۴۳۲

(2) جرجانی، علی ابن محمد، کتاب التعریفات، دار الکتب العلمیۃ بیروت۔ لبنان، الطبعۃ الأولی: ۱۴۰۳ھ-۱۹۸۳م ، ۱/ ۲۵۶

(3) قرطبی، محمد ابن احمد، الجامع لاحکام القرآن، موسسۃ الرسالہ بیروت۔ لبنان، الطبعۃ الاولی: ۱۴۲۷ھ، ۲۰۰۶م، ۳/ ۴۳۲

المسلمين وكانت الهجرة إذ ذاك تختصّ بالانتقال الى المدينة الى ان فتحت مكة فانقطع الاختصاص وبقى عموم الانتقال من دار الكفر لمن قدر عليه باقيا،،-(1)

ترجمہ:"اسلام میں ہجرت کی دو قسمیں ہیں:اول:خوف اور ڈر کی جگہ سے امن والی جگہ کی طرف جیسے حبشہ کی طرف دو مرتبہ اور مکہ سے مدینہ کی طرف کی جانے والی ابتدائی ہجرت۔ دوسری قسم:کافروں کے علاقے سے مسلمانوں کے علاقے کی طرف ہجرت کرنا اور یہ نبی ﷺ کے مدینہ منورہ میں ٹھہرنے کے بعد کی ہے اور ان کی طرف ہر اس شخص نے ہجرت کی مسلمانوں میں سے جس کے لیے ہجرت کرنا ممکن تھا۔ اور یہ ہجرت اس وقت تک مدینہ منورہ کی طرف منتقل ہونے کے لیے خاص تھی، جب فتح مکہ ہوا تو مدینہ منورہ کے ساتھ اختصاص منقطع ہوا اور عمومی انتقال دار الکفر سے دار الایمان کی طرف اب بھی باقی ہے اس شخص کے لیے جو اس پر قدرت رکھتا ہے"۔

ہجرت کے مختلف مراتب اور صورتیں

ابتدائے اسلام میں ہجرت اس طرح فرض تھی جیسا کہ ایمان کے لیے شہادتین کا اقرار کرنا شرط ہے اس وجہ سے جو مسلمان اس وقت قدرت کے باوجود ہجرت نہیں کرتے تھے یا ہجرت کرنے کے بعد دار الاسلام سے نکل کر دار الحرب چلے جاتے تھے ان کا حکم عام کفار کی طرح تھا کیوں کہ ابتدائے اسلام میں دار الکفر سے ہجرت کرنا تمام مسلمانوں پر فرض تھی اس لیے اللہ تعالی نے ایسے لوگوں سے مسلمانوں جیسا سلوک کرنے سے منع فرمایا ہے جنہوں نے ہجرت نہیں کی اور اسلام میں فرضیت ہجرت کا حکم اب بھی باقی ہے جب کسی ملک میں مسلمانوں کا ایمان خطرے میں ہو اور عزت و آبرو اور جان و مال محفوظ نہ ہوں تو ان کے تحفظ کے لیے ہجرت کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

مفتی محمد شفیعؒ اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

> "ابتدائے اسلام میں ہجرت دار الکفر سے تمام مسلمانوں پر فرض تھی اس لیے اللہ تعالی نے ایسے لوگوں کے ساتھ مسلمانوں کا سا برتاؤ کرنے سے منع کیا ہے جو اس فرض کے تارک ہوں پھر جب فتح مکہ ہوا تو سرور عالم ﷺ نے فرمایا: ((**لاهجرة بعد الفتح**))یعنی جب مکہ فتح ہو کر دار الاسلام میں گیا تو اب وہاں سے ہجرت فرض نہ رہی یہ اس زمانے کا حکم ہے جب کہ ہجرت شرط ایمان تھی اس آدمی کو مسلمان نہیں سمجھا جاتا تھا جو باوجود قدرت کے ہجرت نہ کرے لیکن بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا اب یہ صورت باقی نہیں رہی ہاں کفر کی طرف سے ظلم ہو تو ہجرت اب بھی فرض ہے۔

---

(1)ابن حجر، احمد ابن علی، فتح الباری بشرح صحیح البخاری، المطبعۃ الخیریۃ بمصر۔القاہرہ،۱/ ۲۵

ہجرت کی دوسری صورت یہ ہے جو قیامت تک باقی رہے گی جس کے بارے میں حدیث آتا ہے: ((لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ حَتَّى تَنْقَطِعَ التَّوْبَةُ)) "یعنی ہجرت اس وقت تک باقی رہے گی جب تک توبہ کی قبولیت کا وقت باقی ہے"۔ علامہ عینیؒ شارح بخاری نے اس ہجرت کے متعلق لکھا ہے: "انّ المراد بالهجرة الباقية هي هجر السيئات،، "یعنی اس سے مراد گناہوں کا ترک کرنا ہے"۔ جب کہ ایک حدیث میں رسول کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ((وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ))(1)

"یعنی مہاجر وہ ہے جو ان تمام چیزوں سے پرہیز کرے جن کو اللہ تعالی نے حرام کیا ہے"۔

مذکورہ بحث سے معلوم ہوا کہ اصطلاح میں ہجرت کا اطلاق دو معنی پر ہوتا ہے:

پہلا: دین کے لیے ترک وطن کرنا جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنا وطن مکہ ترک کر کے مدینہ اور حبشہ تشریف لے گئے۔

دوسرا: گناہوں کا چھوڑنا"۔ (2)

ہجرت کی ضرورت، اہمیت اور فضیلت قرآن کی روشنی میں

پروردگار عالم کی راہ میں ہجرت کرنا یا بالفاظ دیگر اپنے ملک اور عزیز و اقارب سے خدا کی رضا و خوشنودی کے لیے دوری کی تکلیفوں کو برداشت کرنا اللہ تعالی کا سچا بندہ ہونے کی نشانی ہے، ہجرت کی تعریف و اہمیت میں قرآن مجید میں کئی آیات میں ہے۔ قرآن مجید میں کم از کم تیس مقامات پر ہجرت اور اس کے مشتقات کا استعمال ہوا ہے اور بعض آیات میں ہجرت کا ذکر ایمان، جہاد اور صبر کے ساتھ کیا گیا ہے جیسا کہ اس آیت میں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهاجَرُوا وَجاهَدُوا بِأَمْوالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا أُولئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِياءُ بَعْضٍ﴾(3)

ترجمہ: "بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال و جان کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے انہیں جگہ دی اور مدد کی یہی لوگ ایک دوسرے کے دوست ہیں"۔

---

(1) ابو داؤد، سلیمان ابن اشعث، السنن، کتاب الجهاد، باب الہجرۃ ھل انقطعت، المکتبۃ العصریۃ، صیدا۔ بیروت، ح: ۲۴۸۱۔ (علامہ البانی کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے)

(2) عثمانی، محمد شفیع، معارف القرآن، معارف القرآن کراچی، ۱۴۲۹ھ، اپریل ۲۰۰۸م، ۲/ ۵۱۱

(3) سورۃ الانفال، ۸/ ۷۲

اس آیت سے اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ ہجرت کا تعلق ایمان، جہاد اور صبر سے بہت گہرا ہے نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان اور معاشرے کی ترقی اور تکمیل میں ہجرت کا ایک اہم کردار ہے۔ جس طرح قرآن مجید میں ہجرت کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے اسی طرح حضور ﷺ کے ارشادات سے بھی اس کی اہمیت و فضیلت واضح ہوتی ہے۔
چناں چہ اس سلسلے میں نبی رحمت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

((من فر بدينه من ارض الى ارض وان كان شبرا من الارض استوجب الجنة،وكان رفيق ابراهيم و محمد)) (1)

ترجمہ: "جو شخص دین اور قانون الہی کی حفاظت کے خاطر ایک سرزمین سے دوسرے سرزمین پر چاہے ایک ہی بالشت کیوں نہ ہو ہجرت کرے وہ شخص مستحق جنت ہے اور جنت میں حضرت محمد ﷺ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دوست اور رفیق ہوگا"۔

دوسری چیز جو ہجرت کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے اور اس کی فضیلت کو چار چاند لگاتی ہے وہ یہ ہے کہ ہجرت مسلمانوں کی تاریخ کا ابتدا ہے اس لیے کہ اسلامی معاشرہ صحیح معنوں میں ہجرت کے بعد لفظ امت میں تبدیل ہو گیا اور دور اسلام ہجرت کے ذریعہ جاہلیت کے دور سے الگ ہوا اور ہجرت ہی سے دین کو تقویت ملی اور اعلاء کلمۃ اللہ کا آغاز ہوا مسلمانوں اور اسلام نے ہجرت کے ذریعہ جو اہداف حاصل کیے وہ یہ ہیں:

1۔ "مشرکین اور کفار کی شرارتوں سے حضرت محمد ﷺ کے جان کی حفاظت ہوئی۔

2۔ اسلام ہجرت کے بعد پوری دنیا میں پھیلتا گیا۔

3۔ مسلمانوں نے ہجرت کے بعد سیاسی اور سماجی طور پر اپنے آپ کو مستحکم کیا۔

4۔ مسلمانوں نے ہجرت کے بعد دینی احکام اور اسلامی تعلیمات کا بلاخوف وخطر اظہار کیا۔

5۔ اسلامی حکومت کی تشکیل کا آغاز ہجرت کے بعد ہوا ہے۔

6۔ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں بہت سے مبلغین کی تربیت کی گئی اور ان کو اسلام کی تبلیغ کے لیے مختلف علاقوں کی طرف روانہ کیا گیا"۔(2)

جس ملک اور علاقے میں مسلمانوں کو آزادانہ طور سے اسلامی احکام پر زندگی گزارنا مشکل ہو تو اس وقت وہاں سے کسی دوسرے ملک و علاقے کی طرف ہجرت کرنا فرض ہو جاتا ہے، سوائے ان مردوں و عورتوں اور بچوں کے جو ہجرت کرنے کی طاقت و قدرت نہ رکھتے ہوں کیوں کہ اسلامی احکام پر عمل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے اور جس ملک اور علاقے میں

---

(1) مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، دار احیاء التراث العربی بیروت۔ لبنان، الطبعۃ الاولی: ۱۴۱۲ھ ۱۹۹۲م، ۱۹/ ۳۱۴

(2) ہاشمی، نصیب علی شاہ، اسلام میں ہجرت کا مقام، ادارۃ البحوث والدعوۃ الاسلامیہ، کوہاٹ، ۱۹۸۸م، ۳۲۔۳۳

احکام الہی پر عمل کرنا ممکن نہ ہو تو اس جگہ سے ہجرت کرنا فرض ہے۔ درج ذیل آیات مبارکہ میں اللہ تعالی نے بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے جس سے ہجرت کی اہمیت بھی واضح ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالی سورۃ النساء کے درج ذیل آیات میں بوڑھوں، عورتوں اور بچوں کے بارے میں یوں فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلائِكَةُ ظالِمِي أَنْفُسِهِمْ قالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ واسِعَةً فَتُهاجِرُوا فِيها﴾ (1)

ترجمہ: "وہ لوگ کہ جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے اس حالت میں کہ وہ برا کر رہے ہیں اپنا کہتے ہیں ان سے فرشتے تم کس حال میں تھے وہ کہتے ہیں ہم تھے بے بس اس ملک میں، کہتے ہیں فرشتے کیا نہ تھی زمین اللہ کی کشادہ، جو چلے جاتے وطن چھوڑ کر وہاں سو ایسوں کا ٹھکانہ ہے دوزخ اور وہ بہت بری جگہ ہے"۔

﴿إِلاَّ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجالِ وَالنِّساءِ وَالْوِلْدانِ لا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلا يَهْتَدُونَ سَبِيلاً﴾(2)

ترجمہ: "مگر جو ہیں بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں میں سے جو نہیں کر سکتے کوئی تدبیر اور نہ جانتے ہیں کہیں کا راستہ"۔

﴿فَأُولئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ وَكانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُوراً﴾(3)

ترجمہ: "سو ایسوں کو امید ہے کہ اللہ معاف کرے اور اللہ ہے معاف کرنے والا بخشنے والا"۔

﴿وَمَنْ يُهاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُراغَماً كَثِيراً وَسَعَةً وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهاجِراً إِلَىاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَكانَ اللَّهُ غَفُوراً رَحِيماً﴾(4)

ترجمہ: "اور جو کوئی وطن چھوڑے اللہ کی راہ میں پائے گا اس کے مقابلے میں جگہ بہت اور کشایش اور جو کوئی نکلے اپنے گھر سے ہجرت کر کے اللہ اور رسول کی طرف پھر آ پکڑے اس کو موت تو مقرر ہو چکا اس کا ثواب اللہ کے ہاں اور ہے اللہ بخشنے والا"۔

---

(1) سورۃ النساء، ۴ / ۹۷

(2) سورۃ النساء، ۴ / ۹۸

(3) سورۃ النساء، ۴ / ۹۹

(4) سورۃ النساء، ۴ / ۱۰۰

سورۃ البقرہ میں مہاجرین کی ایک بہتر فضیلت کا ذکر ہے کہ وہ اللہ تعالی کے رحمت کے امیدوار ہیں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هاجَرُوا وَجاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾(1)

ترجمہ:" یعنی وہ جو ایمان لائے اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت اور جہاد کیا وہ اللہ تعالی کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ تعالی بڑا غفور رحیم ہے"۔

سورۃ التوبہ میں مہاجرین کو کامیاب اور بامراد لوگ قرار دیے گئے ہیں:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ﴾(2)

ترجمہ:"یعنی جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت اور جہاد اختیار کیا وہ اللہ تعالی کے پاس بڑے درجے میں ہیں اور یہی لوگ کامیاب بامراد ہیں"۔

ان مذکورہ آیات میں مہاجرین کو اللہ تعالی کی رحمت کے امیدوار قرار دیے گئے ان کے لیے بلند درجات ہیں اور ان کو کامیاب قرار دیا گیا، مہاجرین کا اجر اللہ تعالی کے ذمہ ہی قرار پایا یہ فضائل تو قرآن پاک نے دیے ہیں۔ دوسرے بہت سے احادیث میں ان کے فضائل موجود ہیں۔

ہجرت کی اہمیت و فضیلت احادیث مبارکہ کی روشنی میں

ہر تحریک کو اپنے مقصد اور انجام کے لحاظ سے اہمیت حاصل ہوتی ہے اور اس تحریک کی کامیابی کا دار و مدار انسان کی نیت پر منحصر ہے اگر نیت صاف ہو تو منزل آسان ہوتا ہے جب کہ ہجرت بھی ایک ایسی تحریک ہے جس میں ہمیشہ اللہ کی رضا ملحوظ خاطر رہتا ہے۔ یہی وجہ کہ اللہ تعالی کی طرف سے دنیا میں بہترین ٹھکانہ کا وعدہ ہے اور آخرت میں جنت کی بشارت دی گئی ہے اور اسی لیے دین اسلام میں ہجرت کو عزائم الامور میں شمار کیا جاتا ہے۔ خواہ وہ ہجرت بالنفس ہو جو کہ ترک منکرات و بدعات سے عبارت ہے یا ہجرت بالعمل ہو یعنی دین اسلام کی حفاظت کے خاطر ہجرت ہو اگر چہ اس کے نتیجے میں کوئی شہر یا علاقہ یا ملک غیر آباد ہو جائے اور مسلمانوں کو اپنے عقیدے کے مطابق زندگی بسر کرنے کا موقع میسر نہ ہو تو ایسے حالات میں اس ملک کو چھوڑ کر دوسرے ملک میں چلے جانے کا حکم ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو بھی ایسے حالات میں ہجرت کا حکم ملا تھا جو کہ تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کے لیے مشعل راہ ہے۔

---

(1)سورۃ البقرہ، ۲ / ۲۱۸

(2)سورۃ التوبہ، ۹ / ۲۰

چناں چہ صحیح بخاری میں ہے کہ آپ ﷺ کو مقام ہجرت خواب میں دکھائی گئی:

((لَوْلاَ الهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الأَنْصَارِ وَقَالَ أَبُو مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: رَأَيْتُ فِي المَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ، فَذَهَبَ وَهَلِي إِلَى أَنَّهَا اليَمَامَةُ، أَوْ هَجَرُ، فَإِذَا هِيَ المَدِينَةُ يَثْرِبُ))(1)

ترجمہ: "آپ ﷺ نے فرمایا: اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد بن کر رہنا پسند کرتا اور ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے حوالے سے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ایک ایسی سرزمین کی طرف ہجرت کر کے جارہا ہوں کہ جہاں کھجور کے باغات ہیں، میرا ذہن اس سے "یمامہ" یا "ہجر" کی طرف گیا لیکن یہ سرزمین تو "یثرب" کی تھی"۔

صحیح مسلم میں ہے کہ ہجرت سے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں:

((حَضَرْنَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ، وَهُوَ فِي سِيَاقَةِ الْمَوْتِ قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَأَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا؟))(2)

ترجمہ: "کہ ہم عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوگئے، آپ کے انتقال کا وقت قریب تھا فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ اسلام تمام سابقہ گناہوں کو مٹادیتا ہے اور ہجرت تمام پہلے گناہوں کو ختم کردیتی ہے؟"۔

سنن ابی داؤد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت کا حکم تاقیامت باقی ہے:

((عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ حَتَّى تَنْقَطِعَ التَّوْبَةُ، وَلَا تَنْقَطِعُ التَّوْبَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا))(3)

ترجمہ: "آپ ﷺ نے فرمایا ہجرت کبھی ختم نہ ہوگی جب تک توبہ ختم نہ ہوگی اور توبہ ختم نہ ہوگی جب تک آفتاب مغرب کی سے نہ نکلے گا"۔

سنن ترمذی میں ہے کہ فقرا مہاجرین مالداروں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے:

---

(1) بخاری، محمد ابن اسماعیل، الصحیح، کتاب مناقب الانصار، باب ہجرۃ النبی واصحابہ الی المدینہ، دار طوق النجاۃ، الطبعۃ الاولی: ۱۴۲۲ھ، ح: ۱۰۷۹

(2) مسلم، مسلم ابن الحجاج، الصحیح، کتاب الایمان، باب کون الاسلام یھدم ماقبلہ وکذا الھجرۃ والحج، دار إحیاء التراث العربی۔ بیروت، ح: ۱۹۲

(3) ابو داؤد، سلیمان ابن اشعث، السنن، کتاب الجہاد، باب الھجرۃ ھل انقطعت، المکتبۃ العصریۃ، صیدا۔ بیروت، ح: ۲۴۷۹

(علامہ البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے)

((فُقَرَاءُ المُهَاجِرِينَ يَدْخُلُونَ الجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ بِخَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ))(1)

ترجمہ: ”آپ ﷺ نے فرمایا: فقرا مہاجرین مال دار مہاجرین سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے“۔

ہجرت کے فوائد

چوں کہ ہجرت کے دوران بہت سخت تکالیف اٹھانی پڑتی ہیں، آبائی وطن کو ترک کرنا پڑتا ہے اموال اور جائیدادیں اغیار اور دشمنوں کے ہاتھ رہ جاتے ہیں اور اعزاء واقرباء جدا ہو جاتے ہیں اسی لیے اس بڑے عمل کا ثواب بھی بہت بڑا ہے۔ مہاجرین کے مقام ومرتبہ کو اللہ تعالی نے کلام الہی میں مختلف مقامات پر مختلف انداز میں بیان فرمائی ہے۔

سورۃ آل عمران میں ان کے لیے جنت کی بشارت دی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿فَالَّذِينَ هاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهارُ ثَواباً مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوابِ﴾(2)

ترجمہ: ”سو جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور انہیں میری راہ میں تکلیفیں دی گئیں اور انہوں نے قتال کیا اور مقتول ہوئے میں ضرور ان کی خطاؤں کا کفارہ کردوں گا اور ضرور ان کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی یہ انہیں بدلہ ملے گا اللہ کے پاس سے اور اللہ ہی کے پاس اچھا بدلہ ہے“۔

سورۃ البقرہ میں ان کو اللہ تعالی کی رحمت کا امیدوار قرار دیا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هاجَرُوا وَجاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾(3)

ترجمہ: ”یعنی وہ جو ایمان لائے اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت اور جہاد کیا وہ اللہ تعالی کی رحمت کے امید وار ہیں اور اللہ تعالی بڑا غفور رحیم ہے“۔

---

(1) ترمذی، محمد ابن عیسی، السنن، کتاب الزہد عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء ان فقراء المہاجرین یدخلون الجنۃ قبل اغنیائھم، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی۔ مصر، الطبعۃ الثانیۃ: ۱۳۹۵ھ۔۱۹۷۵، ح: ۲۳۴۔

(هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الوَجْهِ) علامہ البانی کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔

(2) سورۃ آل عمران، ۳ / ۱۹۵

(3) سورۃ البقرہ، ۲ / ۲۱۸

سورۃ التوبہ میں ان مہاجرین کو کامیاب اور بامراد فرمایا ہے:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ﴾(1)

ترجمہ: "یعنی جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت اور جہاد اختیار کیا وہ اللہ تعالی کے پاس بڑے درجے میں ہیں اور یہی لوگ کامیاب بامراد ہیں"۔

سورۃ النحل میں ان کے لیے اللہ تعالی نے بہت بڑے اجر کا وعدہ فرمایا ہے:

﴿وَالَّذِينَ هاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيا حَسَنَةً وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كانُوا يَعْلَمُونَ﴾(2)

ترجمہ : "جن لوگوں نے اللہ کے لیے ہجرت کی اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا ان کو دنیا میں اچھا ٹھکانہ دیں گے اور آخرت کا ثواب بہت بڑا ہے کاش یہ لوگ سمجھ لیتے"۔

ان آیات اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دین اسلام میں ہجرت کو بڑی اہمیت حاصل ہے ہجرت کے بعد مسلمان کسی نئی علاقے اور ملک میں پہنچتے ہیں تو وقتی طور پر مختلف قسم کی تکالیف اور مشقتیں پیش آتی ہیں پھر اللہ تعالی اپنی رحمت اور برکت کے دراز ے کھول دیتے ہیں جس کی وجہ سے ہر طرح کے منافع ملتے ہیں اور معاشی حالت بھی بہتر ہوتی ہے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مدینہ منورہ ہجرت کی تو تھوڑے عرصے بعد مکہ مکرمہ فتح ہوا پھر خیبر فتح ہونے سے مسلمانوں کو بڑی بڑی جائیدادیں ملیں اور بہت سامال غنیمت بھی ہاتھ آیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مصر، شام اور عراق فتح ہوئے تو اس سے بھی بہت سارا مال ملا تو وہ ان مسلمانوں میں تقسیم کی گئی جو مکہ میں رہ گئے تھے۔

تاریخ گواہ ہے کہ ہجرت اور جہاد سے مسلمانوں کی تقدیر بدل جاتی ہے اور مسلمان نہ صرف اخروی اجر کے اعتبار سے بلکہ دنیاوی اعتبار سے بھی عزت و شرف اور کفار پر غلبہ حاصل کرتے ہیں۔

---

(1) سورۃ التوبہ، ۹ / ۲۰

(2) سورۃ النحل، ۱۶ / ۴۱

فصل دوم

ہجرت کی ابتدا اور اس کا تاریخی پس منظر

ہجرت حبشہ اولی سے ہجرت کی ابتدا

مشرکین نے جب دیکھا کہ دن بدن لوگ اسلام کے حلقہ بگوش ہوتے جارہے ہیں اور روز بروز اسلام پھیلتا جارہا ہے تو متفقہ طور پر مسلمانوں کی ایذارسانی اور تکلیف پہنچانے پر تیار ہوگئے اور ہر لحاظ سے مسلمانوں کو ستانا شروع کیا تاکہ یہ لوگ کسی نہ کسی طرح اسلام سے متنفر ہوجائیں اور اسلام سے منہ پھیر لیں۔ جب رسول کریم ﷺ نے ان تکلیفوں اور مصائب کو دیکھا جو ان کے اصحاب کو کفار مکہ نے پہنچائی تھی۔ اگرچہ خود حضور اکرم ﷺ حفاظت الٰہی اور آپ کے چچا ابو طالب کے وجہ سے مشرکین مکہ کی ایذارسانی سے محفوظ تھے مگر یہ ممکن نہ تھا کہ اپنے صحابہ کرام کو بھی محفوظ رکھ سکتے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا مشورہ دیا۔ اس لیے کہ وہاں کا بادشاہ کسی پر ظلم نہیں کرتا تھا اور وہ صدق وراستی کی سرزمین تھی، یہاں تک کہ خدا تمہارے واسطے کشادگی فرمائے اور جن مصائب اور تکالیف میں تم ہو اسکو دور کردے۔ لہٰذا حضور کریم ﷺ کے اس حکم کو سن کر بہت سے مسلمان اپنا دین محفوظ رکھنے کے خاطر حبشہ کی طرف روانہ ہوگئے تھے۔

ہجرت حبشہ اولی کے بارے میں ابن سعد ؒ کہتے ہیں:

> "مسلمانوں کی کافی تعداد نے ہجرت کی، ان میں بعض وہ تھے جو اپنے ہمراہ اپنے متعلقین کو بھی لے گئے اور بعض وہ تھے جو خود ہی گئے، یہاں تک کہ ملک حبشہ میں در آئے۔ حارث بن الفضیل سے مروی ہے کہ مسلمان خفیہ طور پر روانہ ہوئے وہ گیارہ مرد اور چار عورتیں تھیں یہ لوگ مقام "شعیبہ" پہنچے ان میں سوار بھی تھے، پیادہ بھی تھے۔ جس وقت مسلمان (ساحل تک) آئے تو اللہ نے تجار کی دو کشتیوں کو ساتھ ساتھ پہنچادیا انہوں نے ان مہاجرین کو نصف دینار کے عوض میں حبشہ تک کے لیے سوار کیا۔ ان لوگوں کی روانگی رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے پانچویں سال ماہ رجب میں ہوئی تھی۔ قریش بھی ان لوگوں کے پیچھے پیچھے چلے جب سمندر کے اس مقام پر آئے جہاں سے مہاجرین سوار ہوئے تھے تو ان میں سے کسی کو بھی نہ پایا۔ مہاجرین نے کہا ہم لوگ ملک حبشہ میں آگئے، وہاں ہم بہترین ہمسائے کے پڑوس میں رہے ہمیں اپنے دین پر امن مل گیا ہم نے اس طرح اللہ کی عبادت کی کہ نہ ہمیں ایذا دی گئی اور نہ ہم نے کوئی ایسی بات سنی جو ناگوار ہو"۔(1)

جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ملک حبشہ کی جانب ہجرت کی تھی انہیں خبر ملی کہ اہل مکہ نے کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہوگئے لہٰذا وہ حبشہ سے واپس مکہ آئے، جب مکہ کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہ خبر جو ان تک پہنچی تھی وہ جھوٹی ہے تو کچھ لوگ پوشیدہ طور پر اور کچھ لوگ اپنے رشتہ داروں کی پناہ لے کر مکہ میں داخل ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کی بڑی خواہش تھی کہ وہ کسی طرح اپنی قوم کی اصلاح کریں اور کوئی صورت ایسی ہوجائے جس کی وجہ سے ان میں اچھے تعلقات پیدا ہوجائیں۔ جب

---

(1) ابن سعد، محمد ابن سعد، طبقات ابن سعد، مترجم: عبد اللہ العمادی، نفیس اکیڈمی کراچی، ۱/ ۲۱۶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ آپ کی قوم نے آپ سے منہ پھیر لیا ہے صرف اس وجہ سے کہ جو اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا تھا وہ آپ نے ان تک پہنچائی جس کو سن کر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ ہوگئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں تمنا پیدا ہوئی کہ اللہ تعالی کوئی ایسا حکم نازل فرمائیں جس سے آپ کے اور ان کے تعلقات دوبارہ سے بحال ہو جائیں کیوں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم سے بہت محبت کرتے تھے، دنیا و آخرت میں ان کے فلاح چاہتے تھے اور آپ نے ان کے معاملے پر جو شدت اختیار کی اس میں نرمی برتیں چناں چہ یہ خیال آپ کے دل میں آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے تمنا کی تو اللہ تعالی نے سورۃ النجم کی یہ آیات نازل فرمائی:

﴿وَالنَّجْمِ إِذا هَوى مَا ضَلَّ صاحِبُكُمْ وَما غَوى وَما يَنْطِقُ عَنِ الْهَوى إِنْ هُوَ إِلاَّ وَحْيٌ يوحى﴾(1)

ترجمہ: ” ستارے کی قسم ہے جب وہ ڈوبنے لگے۔ تمہارا رفیق نہ گمراہ ہوا ہے اور نہ بہکا ہے۔ اور نہ وہ اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے۔ یہ تو وحی ہے جو اس پر آتی ہے“۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے قول: ﴿أَفَرَأَيْتُمُ اللاَّتَ وَالْعُزَّى وَمَناةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرى﴾ پر پہنچے تو شیطان نے آپ کی زبان پر یہ کلمات جاری کر دیے: تلك الغرانيق العلى وان شفاعتهن لترتجى۔

تفسیر الماوردی میں مصنف اس روایت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف قرار دیتے ہیں:

”وروى سعد بن جبير وابو العالية الرياحى انه لما نزلت هذا الآيةعلى النبى صلى الله عليه وسلم ﴿أَفَرَأَيْتُمُ اللاَّتَ وَالْعُزَّى﴾الآية- القى الشيطان على لسانه تلك الغرانيق العلا وان شفاعتهم ترتجى،وفى رواية ابى العالية:وشفاتهم ترتضى ومثلهم لاينسى، ففرح المشركون وقالوا: قدذكرألهتنا، فنزل جبريل فقال: أعرض على ما جئتک به فعرض عليه،فقال:لم آت كان بهذا وهذا من الشيطان، فانزل الله:﴿وَما أَرْسَلْنا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلا نَبِيٍّ إِلاَّ إِذا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ﴾(2)

ترجمہ: ”حضرت سعد بن جبیر اور ابو العالیہ ریاحی سے روایت ہے کہ جب یہ آیت ﴿افرأيتم اللات والعزى﴾ تو شیطان ملعون نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری کئے "تلک الغرانیق العلا الخ"۔ اور ابو العالیہ کی روایت میں ہے "وشفاعته ترتضى الخ" یعنی ان کی شفاعت بھی اسی طرح قابل قبول اور پسندیدہ ہے جس کو کبھی نہیں بھلادی جائے گی۔ اس قضیے سے مشرکین بڑے خوش ہوئے اور کہنے

(1) سورۃ النجم، ۵۳ / ۱تا۳

(2) الماوردی، علی ابن محمد، النکت والعیون، (تفسیر الماوردی)، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔ لبنان، ۵ / ۳۹۸۔۳۹۹

لگے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے ہمارے معبودوں کا تذکرہ کیاہے۔ اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: میں نے جو وحی لائی ہے اس کا اعادہ کرے جب آپ ﷺ نے پیش فرمایا تو انہوں نے فرمایا یہ وحی ہے اور اضافہ میں نے نہیں لایا یہ شیطان کی شرارت ہے جس پر یہ آیت نازل ہوئی﴿وما أَرْسَلْنا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلا نَبِيٍّ إِلاَّ إِذا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ﴾ اور اے محمد! آپ سے پہلے بھی ہم نے کوئی رسول اللہ ﷺ اور کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا مگر اس کو قصہ ضرور پیش آیا کہ جب اس نے اللہ کا کچھ کلام پڑھا تو شیطان نے اس پڑھنے میں مداخلت ضرور کی۔

محمد ابن مقاتل تفسیر مقاتل میں کہتے ہیں:

''**تلك الغرانيق العلى، عندها الشفاعة ترتجى، فلما سمع كفار مكة أن لآلهتهم شفاعة فرحوا، ثم رجع النبي ﷺ فقال: ﴿أَفَرَأَيْتُمُ اللاَّتَ وَالْعُزَّى وَمَناةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرى، أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنْثى تِلْكَ إِذاً قِسْمَةٌ ضِيزى﴾هذه رواية باطلة لا أصل لها كما ذكر ذلك المحققون مثل ابن العربي والقاضي عياض وغيرهم**''(1)

ترجمہ: ''یہ بت مرغان بلند پرواز ہیں اور ان کی شفاعت کی امید کی جاسکتی ہے، پس جب کفار مکہ نے یہ سنا کہ ان کے بت بھی شفاعت کر سکتے ہیں تو وہ خوش ہوئے، پھر نبی ﷺ لوٹے۔ فرمایا: (اے کفار!) کبھی تم نے غور کیا لات اور عزی کے بارے میں۔ اور منات کے بارے میں جو تیسری ہے۔ کیا تمہارے لیے تو بیٹے ہیں اور اللہ کے لیے بیٹیاں ہیں۔ یہ تقسیم تو بڑی ظالمانہ ہے۔ یہ روایت باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے جیسا کہ محققین نے اس کو ذکر کیاہے ابن العربی اور قاضی عیاض غیرہ نے''۔

پیر کرم شاہ صاحب اس روایت کو موضوع قرار دیتے ہیں:

''بعض کتب تفسیر میں یہاں ایک روایت لکھ دی گئی ہے کہ جب حضور ﷺ حرم شریف کے صحن میں کفار کے مجمع کے سامنے یہ سورت تلاوت فرمائی تو اس آیت کے بعد حضور کی زبان سے یہ جملہ نکلا (العیاذ باللہ)**تلك الغرانيق العلى وان شفاعتهن لترتجى**۔ یہ جملہ سن کر مشرکین کے دلوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ روایت سراسر لغو، باطل، موضوع اور جھوٹ کا پلندہ ہے''۔(2)

مندرجہ بالا مفسرین کی آراء سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے اور بعض مؤرخین اور مفسرین سے جو منقول ہے وہ بلا تحقیق ہے۔ تمام محققین مفسرین نے اس کی تردید کی ہے اور اس تردید کی تائید سورۃ الحج کی

(1) بلخی، مقاتل ابن سلیمان، تفسیر مقاتل، دار احیاء التراث العربی بیروت، الطبعۃ الاولی: ۱۴۲۳ھ، ۲۰۰۲م، ۳/ ۱۳۲

(2) الازہری، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۱۴۰۰ھ۔ ۵/ ۲۷

آیت وما ارسلنا من قبلک سے بھی ہوتی ہے اور بندہ بھی مفسرین کے اقوال کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ یہ روایت بے بنیاد اور جھوٹ ہے۔ یہ الفاظ سن کر مشرکین مکہ بہت خوش ہوئے کہ محمد ﷺ نے ان کے معبودوں کی تعریف کی ہے جب نبی ﷺ نے تلاوت جاری رکھی اور سورت کے خاتمہ پر آپ ﷺ نے سجدہ کیا آپ کے اتباع میں مسلمانوں نے بھی سجدہ کیا اور کفار نے اپنے بتوں کی تعریف نبی کریم ﷺ کی زبان سے سنی تھی اسی خوشی میں انہوں نے بھی سجدہ کیا اس طرح ساری مسجد میں جتنے مؤمن اور کافر تھے سب نے سجدہ کیا البتہ "ولید بن المغیرہ" جو کہ نہایت بوڑھا تھا وہ سجدہ میں نہ جا سکا اس نے زمین سے مٹی لے کر اپنی پیشانی پر مل لیا۔

لہذا سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے جو کفار تھے وہ راستے میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ محمد ﷺ نے ہمارے معبودوں کا بہت اچھے الفاظ میں ذکر کیا ہے نیز اپنی قرآن میں یہ بات کہی ہے کہ یہ دراز گردن مورتی ہیں ان کی شفاعت مقبول ہو گی۔ جب اس سجدے کی خبر ان مسلمانوں کو بھی پہنچی جو حبشہ ہجرت کر کے چلے گئے تھے اور ان سے یہ بھی کہا گیا کہ قریش اسلام لے آئے تو اس خبر کو سن کر ان میں سے بعض وطن آنے کے لیے آمادہ ہوئے اور کچھ وہیں رہ گئے۔

ہجرت حبشہ ثانی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب پہلی بار حبشہ ہجرت کر کے چلے گئے تو وہاں کے بادشاہ نجاشی نے ان کا بہت خیال رکھا اور مسلمان بھی وہاں خوش و خرم زندگی گزار رہے تھے تو رسول اکرم ﷺ کے اصحاب کو معلوم ہوا کہ قریش مکہ نے نبی کریم ﷺ پیچھے سجدہ کیا اور مسلمان ہو گئے ہیں تو مہاجرین کی جماعت نے کہا کہ جب قریش مکہ مسلمان ہو گئے ہیں تو ہمیں اپنے قبائل اہل حبشہ سے زیادہ عزیز ہیں۔ لہذا وہ عازم سفر ہو کر مکہ کی طرف روانہ ہوئے تو مکہ کے قریب پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ خبر حقیقت کے خلاف ہے تو مہاجرین حبشہ میں سے بعض نے کہا کہ واپس ملک حبشہ چلے جائیں، بعض نے کہا کہ مکہ جا کر قریش کی حالت دیکھیں بلا آخر وہ سب مکہ آ گئے اور حقیقت کا اپنے آنکھوں سے مشاہدہ کیا تو اہل مکہ پہلے سے بھی زیادہ اسلام کے سخت دشمن بن گئے تھے لہذا انہوں نے حبشہ سے واپس آنے والوں پر اور بھی زیادہ ظلم و تشدد شروع کیا جس کے نتیجے میں وہ دوبارہ ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔

ابن سعد ہجرت حبشہ ثانیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

> " عبد الرحمان بن سابط وغیرہ سے مروی ہے کہ جب اصحاب نبی ﷺ پہلی ہجرت سے مکہ میں گئے تو ان کی قوم نے سختی کی اور ان کے خاندان نے ان پر حملہ کیا انہیں سخت اذیت کا سامنا ہوا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ ملک حبشہ کی روانگی کی اجازت مرحمت فرمائی اس بار روانگی پہلے سے زیادہ دشوار تھی قریش کی طرف سے انتہائی سختی سے دوچار ہونا پڑا (سخت اذیت پہنچی) قریش کو جب نجاشی کا ان کے ساتھ

اچھا برتاؤ کا معلوم ہوا تو مشرکین مکہ پر سخت ناگوار گزرا۔عثمان بن عفان ﷛ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! نجاشی کے پاس ہماری پہلی ہجرت اور دوسری ہجرت اس طرح ہوئی کہ آپ ہمارے ہمراہ نہیں تھے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ اللہ کی طرف اور میری طرف ہجرت کرنے والے ہو تمہیں ان دونوں ہجرتوں کا ثواب ہوگا، عثمان ﷛ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ بس اتنا ہی کافی ہے"۔(1)

مہاجرین حبشہ ثانی کی تعداد

مہاجرین حبشہ ثانی کے تعداد میں مؤرخین اور سیرت نگاروں کے درمیان اختلاف ہے ان تمام اقوال کو نقل کیا جائے گا جو سیرت نگاروں اور مؤرخین سے منقول ہیں۔

ابن سعد مہاجرین حبشہ ثانی کی تعداد کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"ہجرت کرنے والے مردوں کی تعداد تراسی تھی اور عورتیں گیارہ قریشی اور سات بیرونی تھیں ان مہاجرین نے ملک حبشہ میں نجاشی کے یہاں اچھے برتاؤ میں قیام کیا۔جب ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی خبر سنی تو تینتیس مرد اور آٹھ عورتیں واپس آگئیں، دو مرد تو مکہ ہی میں وفات پاگئے اور سات آدمی قید کرلیے گئے اور چوبیس بدر میں حاضر ہوئے"۔(2)

صفی الرحمن مبارک پوریؒ کی ان کی تعداد کے بارے میں رائے:

"مصنف فرماتے ہیں کہ اس دفعہ کل بیاسی یا تراسی مردوں نے ہجرت کی (حضرت عمار بن یاسر ﷛ کی ہجرت مختلف فیہ) اور اٹھارہ یا انیس عورتوں نے۔یعنی ان کے نزدیک عمار بن یاسر ﷛ کی ہجرت مختلف فیہ ہے وہ ان کو مہاجرین میں شمار نہیں کرتے ہیں جب کہ دیگر محققین نے ان کو شمار کیا ہے، اسی لیے انہوں نے ان کی تعداد بیاسی یا تراسی بتائی ہے"۔(3)

منصورپوریؒ کا نقطہ نظر:

"ان کے پیچھے اور بھی مسلمان (بیاسی مرد اور اٹھارہ عورتیں) مکہ سے نکلے اور حبش کو روانہ ہوئے ان میں نبی کریم ﷺ کے چچیرے بھائی جعفر طیار ﷛ بھی تھے قریش نے سمندر تک ان کا تعاقب کیا مگر یہ کشتیوں میں بیٹھ کر روانہ ہوچکے تھے"۔(4)

---

(1) طبقات ابن سعد، ۱/۲۱۹، ایضا

(2) طبقات ابن سعد، ۱/۲۱۹، ایضا

(3) مبارکپوری، صفی الرحمان، الرحیق المختوم، مکتبۃ السلفیہ، لاہور، ۱۴۲۳ھ، ۲۰۰۲م، ۱۳۵

(4) منصورپوری، محمد سلیمان سلمان، رحمۃ للعالمین، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، ۲۰۱۳م، ۷۴

مذکورہ بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائے اسلام میں ایمان پر قائم رہنا کتنا مشکل تھا اس کے باوجود مسلمانوں نے اپنے ایمان کی حفاظت کی کبھی ہجرت کر کے اور کبھی کفار کی مظالم سہ کر لیکن ایک اللہ کی وحدانیت کو نہیں چھوڑا اور اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ کلمہ پڑھنے کے بعد مؤمن پر ہر طرح کی تکالیف ومشکلات آئیں گے ہر چیز قربان کرنی ہو گی ایمان بچانے کے لیے۔

ہجرت مدینہ کا تاریخی پس منظر

جس طرح نبوت کی ابتدا رؤیائے صالحہ (سچے خواب) سے ہوئی اسی طرح ہجرت کی ابتدا بھی سچے خواب سے ہوئی۔ شروع میں نبی ﷺ کو ہجرت کی جگہ دکھلائی گئی مقام کا نام متعین نہیں بتلایا گیا، بلکہ اجمالا صرف اتنا دکھلایا گیا کہ آپ ایک (نخلستان) کھجور والی سرزمین کی طرف ہجرت فرما رہے ہیں۔

صحیح بخاری میں حکم ہجرت کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے بیان فرمایا:

((بُعِثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَرْبَعِينَ سَنَةً، فَمَكُثَ بِمَكَّةَ ثَلاثَ عَشْرَةَ سَنَةً يُوحَى إِلَيْهِ، ثُمَّ أُمِرَ بِالهِجْرَةِ فَهَاجَرَ عَشْرَ سِنِينَ، وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلاثٍ وَسِتِّينَ)) (1)

ترجمہ: "نبی کریم ﷺ کو چالیس سال کی عمر میں رسول بنا کر بھیجا گیا تھا پھر آپ ﷺ پر مکہ معظمہ میں قیام کے دوران تیرہ سال تک وحی آتی رہی اس کے بعد آپ کو ہجرت کا حکم ہوا اور آپ ﷺ نے ہجرت کے حالت میں دس سال گزارے، جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ کی عمر تریسٹھ سال کی تھی"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالی کی طرف سے ہجرت کی اجازت کو تفصیل سے بیان کیا ہے:

((فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ رضي الله عنها، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ، إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ، وَالنَّبِيُّ ﷺ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْمُسْلِمِينَ:إِنِّي أُرِيتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ، ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لابَتَيْنِ وَهُمَا الحَرَّتَانِ، فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ المَدِينَةِ، وَرَجَعَ عَامَّةُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ بِأَرْضِ الحَبَشَةِ إِلَى المَدِينَةِ، وَتَجَهَّزَ أَبُو بَكْرٍ قِبَلَ المَدِينَةِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : عَلَى رِسْلِكَ، فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ يُؤْذَنَ لِي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَهَلْ تَرْجُو ذَلِكَ بِأَبِي أَنْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ فَحَبَسَ أَبُو بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِيَصْحَبَهُ، وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ وَهُوَ الخَبَطُ، أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ)) (2)

---

(1) صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ہجرۃ النبی ﷺ وأصحابہ إلی المدینۃ، ح:۳۹۰۲، ایضا

(2) صحیح بخاری، کتاب الکفالۃ، باب جوار أبی بکر فی عہد النبی ﷺ وعقدہ، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت۔ لبنان، الطبعۃ الاولی:۱۴۳۲ھ ۲۰۱۱م، ح:۳۹۰۵

ترجمہ: ”انہیں عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے خبر دی، اور ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب میں نے ہوش سنبھالا تو میں نے اپنے والدین کو دین کا متبع پایا آنحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں مکہ میں تشریف رکھتے تھے آپ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ تمہاری ہجرت کی جگہ مجھے (خواب میں) دکھائی گئی ہے وہاں کھجور کے باغات ہیں اور دو پتھریلے میدانوں کے درمیان میں واقع ہے۔ چناں چہ جنہیں ہجرت کرنا تھی انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور جو حضرات سرزمین حبشہ ہجرت کر کے چلے گئے تھے وہ بھی مدینہ واپس چلے آئے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی مدینہ ہجرت کی تیاری شروع کر دی لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کچھ دنوں کے لیے توقف کرو، مجھے توقع ہے کہ ہجرت کی اجازت مجھے بھی مل جائی گی ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کیا واقعی آپ کو بھی اس کی توقع ہے۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت سفر کے شرف کے خیال سے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا اور دو اونٹنیوں کو جو ان کے پاس تھیں کیکر کے پتے کھلا کر تیار کرنے لگے چار مہینے تک“۔

مسلمانوں کی ہجرت مدینہ

جب اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاد کا حکم دیا اور کفار نے آپ کی بیعت کر لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ان صحابہ کو حکم دیا جو مکہ میں تھے کہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر کے چلے جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے تمہارے واسطے بھائی کر دیے ہیں اور مدینہ تمہارے لیے امن والا شہر ہے اس اجازت کے بعد مسلمان تھوڑے تھوڑے کر کے مدینہ کی طرف روانہ ہونے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود مکہ میں ٹھرے رہے اور اللہ تعالی کے حکم کا انتظار کرتے رہے تو جس وقت ان کے پاس اللہ تعالی کا حکم آیا تو آپ بھی ہجرت کر کے مدینہ روانہ ہوئے۔

ابن جریر طبری اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> ”صحابہ میں سے قبیلہ قریش کے خاندان بنی مخزوم میں سے سب سے پہلے ابو سلمہ بن الاسد بن بلال بن عبداللہ بن مخزوم رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے مدینہ ہجرت کی اصحاب عقبہ کی بیعت سے ایک سال قبل مدینہ ہجرت کر کے چلے گئے تھے۔ یہ حبشہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ آئے جب قریش نے ان کو ستایا اور ان کو انصار کے اسلام لے آنے کی خبر ہوئی تو ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے۔ ان کے بعد مہاجرین میں سب سے پہلے عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ جو بنو عدی بن کعب کے حلیف تھے اپنی بیوی لیلی بنت ابی حثمہ رضی اللہ عنہا بن غانم بن عبد اللہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب کے ساتھ مدینہ آئے۔ پھر عبد اللہ بن جحش بن

رباب اور ابو احمد بن جحش رضی اللہ عنہما مدینہ آئے آخر الذکر نابینا تھے مگر اس کے باوجود مکہ کے اعلی اور اسفل میں بغیر رہبر کے پھرا کرتے تھے"۔(1)

ان کے بعد تو مسلسل تھوڑا بہت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ جانے لگے مگر خود آپ مہاجرین صحابہ کے ہجرت کے بعد بھی اللہ تعالی کے حکم منتظر رہے۔ علی بن ابی طالب اور ابو بکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہما کے علاوہ اور جو مہاجرین میں سے مکہ میں موجود تھے ان کو قریش نے یاتو گرفتار کر کے پابند سلاسل کیا یا ان کو سخت مشقت و مصیبت میں مبتلا کر دیا تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلدی نہ کرو۔ شاید اللہ تمہارا کوئی اور ساتھی بھی کر دے اس بات سے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ شاید خود رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی ساتھی ہوں۔

دار الندوہ میں قریش کا اجتماع اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ میں ابو بکر اور علی رضی اللہ عنہما کے علاوہ کوئی باقی نہ رہا مگر چند لاچار و غریب اور بے پناہ مسلمان جو کفار کے پنجہ میں پھنسے ہوئے تھے۔ قریش نے جب دیکھا کہ صحابہ رفتہ رفتہ مدینہ چلے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آج کل میں جانے والے ہیں تو مشورہ کے لیے دار الندوہ میں قریش کے لوگ اور ان کے سردار جمع ہوئے اور ابلیس لعین بھی ایک بوڑھے شخص کے شکل میں حاضر ہوا اور دروازہ پر کھڑا ہوا۔

حضرت جبریل علیہ السلام سورۃ الانفال کی درج ذیل آیت میں سرور دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کی مشاورت سے آگاہ کیا:

﴿وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْماكِرِينَ﴾(2)

ترجمہ:"اور یاد کرو جس وقت کافر تدبیریں کر رہے تھے کہ آپ کو قید کر دیں یا قتل کر دیں یا نکال دیں اور طرح طرح کے فریب کرتے تھے اور تدبیر کرتا ہے اللہ اور اللہ بہترین تدبیر فرمانے والے ہیں"۔

ابن جریر طبری دار الندوہ میں قریش کی مشاورت کو اس طرح تحریر کرتے ہیں:

"عن السدي قال: اجتمعت مشيخة قريش يتشاورون في النبي صلى الله عليه وسلم بعد ما أسلمت الأنصار، فقال بعضهم: خذوا محمدا إذا اصطبح على فراشه، فاجعلوه في بيت نتربص به ريب المنون - قال إبليس: بئسما قلت، تجعلونه في بيت فيأتي أصحابه فيخرجونه فيكون بينكم قتال، قالوا: صدق الشيخ. قال: أخرجوه من قريتكم قال إبليس: بئسما قلت، تخرجونه من قريتكم وقد أفسد سفهاءكم فيأتي قرية أخرى فيفسد سفهائهم

(1)طبری، محمد ابن جریر، تاریخ طبری، مترجم: سید محمد ابراہیم، نفیس اکیڈمی کراچی، ۲۰۰۴م، ۲ / ۱۰۰ تا ۱۰۱

(2)سورۃ الانفال، ۸ / ۳۰

فيأتيكم بالخيل والرجال. قالوا: صدق الشيخ. قال أبو جهل، وكان أولاهم بطاعة إبليس: بل نعمد إلى كل بطن من بطون قريش، فنخرج منهم رجلا فنعطيهم السلاح، فيشدون على محمد جميعا فيضربونه ضربة رجل واحد--- قال إبليس: صدق، وهذا الفتى هو أجودكم رأيا. فقاموا على ذلك، وأخبر الله رسولهﷺ فنام عليّ الفراش، انطلق هو وأبو بكر إلى الغار، ونام علي بن أبي طالب على الفراش"۔(1)

ترجمہ:"حضرت سدی سے روایت ہے: جب قریش نے دار الندوہ میں حضور ﷺ کے خلاف مشاورت کا پختہ ارادہ کیا، اور اس واسطے جمع ہوئے۔ ایک شخص نے کہا: اس شخص یعنی آپ ﷺ کو زنجیروں میں جکڑ کر قید وبند میں ڈال دو پھر ان کی موت کا انتظار کرو یہاں تک کہ ان کا معاملہ اسی طرح ختم ہو جائے گا، پھر ایک شخص نے یہ رائے دی کہ ہم پیغمبر خدا ﷺ کو مکہ مکرمہ سے نکالیں گے، یہ پیغمبر ہمارے بیچ سے چلے جائیں گے، تو ہمیں جو مسائل در پیش ہیں وہ خود بخود ختم ہو جائیں گے، اور ہماری آپس کی محبتیں لوٹ آجائی گی، پھر ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہے، یہ پیغمبر کہاں، اور کیسے رہیں گے۔ ابلیس لعین نے کہا: نہیں یہ رائے بھی تمہارے لیے کارگر ثابت نہیں ہوگی، اور یہ پیغمبر کسی دوسری قبیلے میں جاکر اتریں گے، اور اپنی گفتار، وکردار سے اس قبیلے کو اپنا تابع بنالیں گے، اور پھر ان کو لے کر تم پر چڑھائی کریں گے اور تمہارے ہاتھ سے سب کچھ لے کر رہیں گے، اور تم پر اپنے ارادے کو لاگو کریں گے، لہذا اس کے علاوہ کچھ اور سوچ لو۔ کہتے ہیں ابوجہل خبیث نے کہا: میری ایک رائے ہے میرا خیال ہے اس کے بعد تمہیں کسی اور رائے کی ضرورت نہیں پڑے گی، ابوجہل خبیث نے کہا: ایسا کریں گے کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک مضبوط طاقتور نوجوان چن لیں گے، ان سب کو تیز تلوار دیں گے اور سب سے کہیں گے آپ ﷺ پر یک بار حملہ آور ہوں، یوں آپ ﷺ کا خون مبارک تمام قبائل میں متفرق ہو جائے گا اور بنو ہاشم تو عرب کے ہر ایک قبیلے سے قصاص نہیں لے سکتا، یوں ہم ان سے خلاصی پاسکتے ہیں، کہتے ہیں اس پر شیطان بڑا خوش ہوا، اور کہا یہ سب سے اچھی رائے ہے پھر اسی پر سرداران قریش کا اتفاق سوء ہوا۔ اللہ تعالی نے اس سازش سے حضور پاک ﷺ کو مطلع فرمایا، آپ اپنے بستر پر آرام فرمارہے تھے پھر آدھی رات میں تشریف لے گئے جب کہ قریش کے جاسوس آپ کی تلاش میں تھے، آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ پر سلایا اور خود حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ غار ثور تشریف لے گئے "۔

---

(1) طبری، محمد ابن جریر، تفسیر طبری، دار السلام مصر، الطبعۃ الرابعۃ: ۱۴۳۰ھ، ۲۰۰۹م، ۵/۳۸۲۵

علامہ زحیلی مشرکین مکہ کے مشاورت کے احوال کو بیان کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں:

"عن ابن عباس رضی اللہ عنہما: أن نفرا من قريش ومن أشراف كل قبيلة اجتمعوا ليدخلوا دار الندوة، فاعترضهم إبليس في صورة شيخ جليل، فقال قائل: احبسوه في وثاق، ثم تربصوا به المنون حتى يهلك. فقال عدو الله الشيخ: لا والله، ما هذا لكم برأي. فقال قائل: أخرجوه من بين أظهركم، واستريحوا منه، فإنه إذا خرج لن يضركم ما صنع. فقال: الشيخ والله ما هذا لكم برأي، ألم تروا حلاوة قوله، وطلاقة لسانه، وأخذه للقلوب بما تسمع من حديثه، قالوا: صدق والله، فانظروا غير هذا، فقال أبو جهل: قالوا: وما هذا؟ قال: تأخذون من كل قبيلة وسيطا شابا جلدا قويا ثم نعطي كل غلام منهم سيفا صارما يضربونه ضربة رجل واحد، فإذا قتلتموه تفرّق دمه في القبائل كلها، فقال الشيخ: هذا والله، هو الرأي، القول ما قال الفتى، لا أرى غيره".(1)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب قریش حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سازش کر رہے تھے اس وقت قریش نے دروازے پر ایک بوڑھے باریش شخص کی روپ میں شیطان لعین کو دیکھا۔ ایک شخص نے کہا : اس شخص یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زنجیروں میں جکڑ کر قید وبند میں ڈال دو پھر ان کی موت کا انتظار کرو یہاں تک کہ ان کا معاملہ بھی شعراء متقدمین جیسے: زہیر، نابغہ وغیرہ کی طرح ختم ہو جائے گا، شیطان نے کہا: بخدا یہ رائے درست نہیں جو تمہارے لیے فائدہ مند ہو۔ پھر ایک شخص نے یہ رائے دی کہ ہم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے نکالیں گے، یہ پیغمبر ہمارے بیچ سے چلے جائیں گے، تو ہمیں جو مسائل درپیش ہیں وہ خود بخود ختم ہو جائیں گے، اور ہماری آپس کی محبتیں لوٹ آجائی گی، پھر ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہے، یہ پیغمبر کہاں اور کیسے رہیں گے۔ ابلیس لعین نے کہا: نہیں یہ رائے بھی تمہارے لیے کارگر ثابت نہیں ہو گی، کیا تم نے ان کی گفتگو کی شیرینی نہیں دیکھی، جو اپنی گفتگو سے لوگوں کے دل پر غلبہ حاصل کرتا ہے، سب نے تصدیق کی شیطان کی یہ درست کہہ رہا ہے لہذا کوئی دوسری رائے پیش کرو۔ کہتے ہیں ابو جہل خبیث نے کہا: میری ایک رائے ہے میرا خیال ہے اس کے بعد تمہیں کسی اور رائے کی ضرورت نہیں پڑے گی، اہل مجلس نے کہا: ابو الحکم! وہ کیا رائے ہے؟ ابو جہل خبیث نے کہا: ایسا کریں گے کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک مضبوط طاقتور نوجوان چن لیں گے، ان سب کو تیز تلوار دیں گے اور سب سے کہیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یک بار حملہ آور ہوں، نعوذ باللہ من ذلک۔ یوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون مبارک تمام

(1) زحیلی، الدکتور وھبۃ، التفسیر المنیر، دار الفکر بیروت۔ لبنان، الطبعۃ الاولی: ۱۴۱۱ھ، ۱۹۹۱م، ۹/ ۳۰۴۔۳۰۵

قبائل میں متفرق ہو جائے گا اور بنو ہاشم تو عرب کے ہر ایک قبیلے سے قصاص نہیں لے سکتا، یوں ہم ان سے خلاصی پاسکتے ہیں، کہتے ہیں اس پر شیطان بڑا خوش ہوا، اور کہا یہ سب سے اچھی رائے ہے پھر اسی پر سرداران قریش کا اتفاق سوء ہوا "۔

اللہ تعالی نے تمام واقعہ سے آپ ﷺ کو مطلع کیا اور من جانب اللہ آپ ﷺ کو ہجرت مدینہ کی اجازت کا پیغام پہنچایا گیا اور یہ دعا تلقین کی گئی:

سورۃ الاسراء میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَقُلْ رَبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطَاناً نَصِيراً﴾(1)

ترجمہ: " کہہ اے رب داخل کر مجھ کو سچا داخل کرنا اور نکال مجھ کو سچا نکالنا اور عطا کر دے مجھ کو اپنے پاس سے حکومت کی مدد "۔

ہندوستان سے ہجرت کرکے آنے والے مہاجرین کا مسئلہ

پاکستان اور ہندوستان کی تقسیم کے دوران بہت سے مسلمان ہندوستان سے ہجرت کرکے پاکستان میں داخل ہوئے کیوں کہ ہندوپاک کی تقسیم سے پہلے یہ بات پھیل چکی تھی کہ پاکستان کے نام سے ایک ملک اس خطہ میں وجود میں آنے والا ہے تو جو مسلمان پولیس یا فوج میں تھے ان کو 14 اگست سے پہلے غیر مسلح کرنا شروع کر دیا تھا تا کہ یہ لوگ مقابلہ میں آکر بچانے کی کوشش نہ کر سکیں۔ ہندوؤں اور سکھوں کے ظلم سے بچ کر لاکھوں مسلمان پاکستان لٹے پٹے ہجرت کرکے آگئے ان میں سے بہت سوں کے عزیز واقارب کو انہوں نے روک کر بے عزت کیا اور اکثر کو قتل بھی کر دیا۔

چنانچہ میں محمد الیاس عادل ان واقعات کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"پاکستان کے معرض وجود میں آتے ہی پاکستان کو جو سب سے بڑا انسانی مسئلہ پیش آیا وہ مہاجرین کا تھا مسلمانوں کے لٹے پٹے قافلے جب پاکستان میں داخل ہوئے تو فوری طور پر ان کی خوراک، رہائش اور دیگر ضروریات زندگی کی فراہمی ایک بہت بڑا مسئلہ بن گئی تقریبا سوا کروڑ افراد کی نقل مکانی ایک ایسا مسئلہ تھا جس سے نپٹنا ایک نئی مملکت کے لیے کوئی آسان کام نہیں تھا۔ بھارت سے آنے والے مسلمان مہاجرین میں زخمیوں کی بھی ایک بہت بڑی تعداد تھی جو سکھوں کے ہاتھوں سے بچ کر پاکستان پہنچنے میں کامیاب ہوئے تھے۔ ہندوستان میں سکھوں کی جانب سے مہاجرین پر حملوں کا سلسلہ جاری تھا۔ ریل کی پٹڑیاں توڑی

---

(1) سورۃ الاسراء، ۱۷/ ۸۰

جا رہی تھیں گاڑیاں روک کر ان میں مسلمانوں کی شناخت کر کے انہیں بہت بے دردی سے قتل کر دیا جاتا یہ سب کچھ باقاعدہ منظم منصوبہ بندی کے تحت کیا جارہا تھا"۔

ایک اور مقام پر مصنف لکھتے ہیں:

"بھارت میں مسلمانوں کے قتل عام کا سلسلہ 14 اگست 1947ء کی رات سے ہی شروع ہو گیا تھا اور اس میں دن بدن تیزی آتی گئی۔اس ضمن میں "لندن ٹائمز" کا نمائندہ "مسٹر آئرن موری سن" اپنی 24 اگست کی رپورٹ میں لکھتا ہے کہ "سکھ مشرقی پنجاب کو مسلمانوں سے پاک کرنے کے لیے ان کا روزانہ قتل عام کر رہے ہیں زندہ بچ جانے والوں کو مغرب کی طرف بھاگ جانے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔مسلمانوں کے دیہات کو جلایا جارہا ہے۔املاک لوٹی جارہی ہیں۔یہ قتل عام اس قدر منظم انداز میں ہو رہا ہے کہ صاف واضح ہوتا ہے کہ اس میں سکھوں کی اعلیٰ قیادت ملوث ہے"۔(1)

ہندوستان سے آنے والے مہاجرین کی آبادکاری

چناں چہ مسلمان جب ہجرت کر کے لٹے پٹے پاکستان پہنچے تو ان کا سب سے بڑا مسئلہ ان کی رہائش تھی ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا حتیٰ کہ اکثر ان میں سے ایک جوڑا کپڑا جو انہوں نے پہنا ہوا تھا اور جنہوں نے ہجرت کے ارادے سے نکلتے وقت جو کچھ ساتھ میں لیا تھا وہ راستے میں ان سے چھین لیے گئے بڑے مشکل حالات میں جان بچا کر پاکستان پہنچے تو یہاں کے مسلمانوں نے اپنی استطاعت کے مطابق ان مہاجرین کی مدد کی لیکن پھر رہائش کا مسئلہ برقرار تھا۔تو اس وقت کے صدر پاکستان جنرل محمد ایوب خان نے اس مسئلہ کو ہنگامی بنیادوں پر حل کیا۔

محمد الیاس عادل میں اس بارے میں لکھتے ہیں:

"پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ ایسا تھا جو کئی سالوں تک حل نہ ہو سکا تقریباً اسی لاکھ مہاجرین اب بھی اس مسئلے سے دوچار تھے۔جنرل ایوب خان نے اس مسئلے کو ہنگامی بنیادوں پر حل کرنے کے لیے مہاجرین کی آبادکاری کی وزارت جنرل اعظم خان کے سپرد کی اور 5 دسمبر 1958ء کو کراچی میں کورنگی کے مقام پر ایک بستی کا سنگ بنیاد رکھا۔اس مہاجر کالونی میں مختصر مدت میں پچیس ہزار مکانات تعمیر کی گئی اس کالونی کا افتتاح محمد ایوب خان نے یکم اگست 1959ء کو کیا۔اس طرح کی کالونیاں پاکستان کے دوسرے شہروں میں لاہور، راولپنڈی اور دیگر بہت سے شہروں میں بھی تعمیر کی

(1) عادل، محمد الیاس، تاریخ پاکستان، مشتاق بک کارنر لاہور، ۲۰۱۱م، ۳۱۴-۳۱۵

گئیں۔ان کالونیوں میں سکول ڈسپنسریاں،مارکیٹیں،ڈاکخانے اورآمدروفت کی سہولتیں اور دیگر تمام ضروری سہولتیں بھی فراہم کی گئیں۔ان اقدامات سے کافی حدتک مہاجرین کی آبادکاری کامسئلہ حل ہوگیا"۔(1)

یہ تھی مختصراہجرت کا تاریخی پس منظر جس پر طائرانہ روشنی ڈالی گئی کیوں کہ یہ موضوع کافی وسیع ہے اگر اس کو تفصیل سے بیان کیاجائے توشاید اس جیسے کئی مقالے بھی لکھے جائیں توہجرت کااحاطہ نہ ہوسکے اس کی ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ تمام سیرت کی کتب میں ہجرت کاآغاز اور اس کا تاریخی پس منظر بہت تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔میرا مقصد دوران ہجرت پیش آنے والے مختلف ایمان افروز واقعات کا ذکر کرنا تھا تاکہ اس سے ایک عام مسلمان سبق حاصل کرسکے اور مستقبل میں بھی ہجرت کرتے وقت یہ واقعات اس کے ذہن میں موجودہو اور اللہ تعالی کی طرف سے ہر آزمائش وامتحان میں سرخروہوکر رب کریم کے ہاں جنت الفردوس میں اعلی مقام پر فائزہوسکے جوکہ ہرمومن کی خواہش ہے۔

---

(1)تاریخ پاکستان،۴۱۳،ایضا

فصل سوم

مہاجرین کے حقوق

یواین ایچ سی آر کے نظر میں مہاجر / پناہ گزین کی تعریف

اس مقالہ کے شروع میں چوں کہ مہاجر کی تعریف ہوچکی ہے اب اس فصل سے مہاجرین کے حقوق بیان کیے جار ہے ہیں اس حوالے سے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اقوام متحدہ کے ادارہ برائے مہاجرین (یواین ایچ سی آر) کے نزدیک مہاجر یاپناہ گزین کون ہیں۔ مختصر طور پر ذیل میں اس کی تعریف ذکر کی جاتی ہے۔

یواین ایچ سی آر کے نزدیک مہاجر / پناہ گزین کی تعریف:

"Who is a Refugee?
A refugee is a person who "owing to a well-founded fear of being persecuted for reasons of race, religion, nationality, membership of a particular social group, or political opinion, is outside the country of his nationality, and is unable to or, owing to such fear, is unwilling to avail himself of the protection of that country..." *-The 1951 Convention relating to the Status of Refugees*,,(1)

”مہاجر / پناہ گزین کون ہے؟
ایک مہاجر یاپناہ گزین وہ شخص ہے جو "نسل ، مذہب ، قومیت ، کسی خاص معاشرتی گروپ کی رکنیت ، یا سیاسی رائے کی وجوہات کی بنا پر ظلم و ستم کا شکار ہونے کے خوف کی وجہ سے ،اپنی قومیت سے باہر ہے ، یا اس سے قاصر ہے یا اس طرح کے خوف کی وجہ سے ، وہ اس ملک کے تحفظ کا فائدہ اٹھانے کو تیار نہیں ہے۔ پناہ گزینوں کی حیثیت سے متعلق 1951 کا کنونشن“۔

مہاجرین کے حقوق جو اقوام متحدہ نے مقرر کیے ہیں

اسلام انسانوں کی بقاء، فلاح و بہبود اور ترقی کے اصولوں کا ضامن ہے۔ انسانی معاشرے میں حقوق کی پاسداری اور باہمی حقوق کا احترام اور اعلی اقدار کا فروغ اسلام کی بنیادی تعلیمات کا حصہ ہے اور اسلام جہاں حقوق اللہ کی ترغیب دیتا ہے وہاں حقوق العباد کی بھی ترغیب پر زیادہ زور دیتا ہے۔ انسانی حقوق خاص کر مہاجرین کے حقوق اس دور کا اہم ترین موضوع بن چکا ہے کیوں کہ ان کے ذریعے سے مہذب معاشرے کو جانچا جاتا ہے اور کسی بھی ملک وقوم کی اعلی تہذیبی معیار کا تعین ان حقوق کی بجاآوری پر کیا جاتا ہے۔ چوں کہ مہاجرین سب سے پہلے انسان ہیں اس کے بعد وہ مختلف وجوہات کی بنا پر مہاجر کہلاتے ہیں۔ لہذاانسان ہونے کے ناطے دونوں کے حقوق برابر ہیں لیکن مہاجرین ایک اجنبی ملک وعلاقے میں آنے کی وجہ سے انسانی

---

(1)https://www.unhcr.org/publications/brochures/3b779dfe2/protecting-refugees-questions-answers.html, U N H C R , Proticting Refugees: Questions And Answers, 01February 2002

حقوق کے معاملے میں زیادہ توجہ کے مستحق ہیں۔ ذیل میں مہاجرین/پناہ گزینوں کے وہ حقوق بیان کیے جاتے ہیں۔

مہاجرین کے وہ حقوق جو اقوام متحدہ کے ادارہ برائے مہاجرین یو این ایچ سی آر نے ذکر کیے ہیں:

"What rights does a refugee have?

A refugee has the right to safe asylum. However, international protection comprises more than physical safety. Refugees should receive at least the same rights and basic help as any other foreigner who is a legal resident, including freedom of thought, of movement, and freedom from torture and degrading treatment.

Economic and social rights are equally applicable. Refugees should have access to medical care, schooling and the right to work". (1)

ترجمہ:"ایک پناہ گزین کو کیا حقوق حاصل ہیں؟

پناہ گزین کو محفوظ پناہ کا حق ہے۔ تاہم بین الاقوامی تحفظ جسمانی حفاظت سے زیادہ پر مشتمل ہے۔ پناہ گزینوں کو کم از کم وہی حقوق اور بنیادی مدد حاصل کرنی چاہیے جو کسی دوسرے غیر ملکی کی حیثیت سے ہے جو قانونی رہائشی ہے، جس میں آزادی فکر، نقل و حرکت، اور تشدد اور بدنام سلوک سے آزادی شامل ہے۔ معاشی اور معاشرتی حقوق یکساں طور پر لاگو ہیں۔ پناہ گزینوں کو طبی دیکھ بھال، اسکول کی تعلیم اور کام کرنے کا حق حاصل ہونا چاہیے"۔

ہیومن رائٹس آف ریفیوجیز نے مہاجرین کے درج ذیل حقوق بیان کیے ہیں:

Human Rights and Refugees:

What are the Human Rights of Refugees?

Human Rights are universal, and civil, political, economic, social and cultural rights belong to all human beings, including refugees and internally displaced people. Refugees also enjoy certain human rights specifically linked to their particularly vulnerable status, including the right to seek asylum, to freedom from forcible return, to freedom of movement, to a nationality, and to receive

(1)https://www.unhcr.org/publications/brochures/3b779dfe2/protecting-refugees-questions-answers.html, U N H C R , Proticting Refugees: Question And Answers

protection and assistance in securing their basic economic, social and cultural rights".(1)

ترجمہ:"انسانی حقوق اور پناہ گزین : مہاجرین کے انسانی حقوق کیا ہیں؟

انسانی حقوق آفاقی ہیں، اور شہری، سیاسی، معاشی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق مہاجر اور داخلی طور پر بے گھر افراد سمیت تمام انسانوں کے ہیں۔ پناہ گزین کچھ خاص انسانی حقوق سے بھی لطف اندوز ہوتے ہیں جن کو خاص طور پر ان کی کمزور حیثیت سے منسلک کیا جاتا ہے، بشمول پناہ مانگنے کا حق، زبردستی واپسی سے آزادی، نقل و حرکت کی آزادی، کسی قومیت کا حق، اور ان کی بنیادی معاشی، معاشرتی اور سلامتی حاصل کرنے میں تحفظ اور تعاون حاصل کرنا۔ ثقافتی حقوق"۔

مہاجرین / پناہ گزین اور عام انسانوں کے حقوق آپس میں مشترک ہیں

جیسا کہ پچھلے صفحوں میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ مہاجرین بھی ایک عام انسان ہیں لہذا ان میں اور عام انسانوں کے حقوق میں کوئی فرق نہیں ہیں۔ البتہ مہاجرین اپنے گھر اور علاقے سے نکل کر مسافر ہونے سے ان کے حقوق بڑھ جاتے ہیں اور اس لحاظ سے وہ زیادہ توجہ کے مستحق ہیں۔

انٹرنیشنل جسٹس ریسورس سنٹر اپنے مقالے میں دونوں کے حقوق کو یوں بیان کرتے ہیں:

"What Rights Do Refugees Have?

Refugee law and international human rights law are closely intertwined; refugees are fleeing governments that are either unable or unwilling to protect their basic human rights. Additionally, in cases where the fear of persecution or threat to life or safety arises in the context of an armed conflict, refugee law also intersects with international humanitarian law". (2)

ترجمہ:"مہاجرین یا پناہ گزین کو کیا حقوق حاصل ہیں؟

پناہ گزینوں کے قانون اور انسانی حقوق کے بین الاقوامی قانون میں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ مہاجرین ایسی حکومتوں سے فرار ہورہے ہیں جو یا تو ان کے بنیادی انسانی حقوق کے تحفظ سے قاصر ہیں یا نہیں چاہتے ہیں۔ مزید بر آں ایسے معاملات میں جب کسی مسلح تصادم کے

(1)http://www.pdhre.org/rights/refugees.html,The Human Rights of Refugees: The Pepole's Movement for Human Rights Education (P D H R E)

(2)https://ijrcenter.org/refugee-law/,International Justice Resource Centre, Asylum & The Rights of Refugees

تناظر میں ظلم و ستم یا زندگی یا سلامتی کو خطرہ پیدا ہونے کا خدشہ پیدا ہوتا ہے پناہ گزینوں کا قانون بین الاقوامی انسانی قانون کے ساتھ بھی مل جاتا ہے"۔

مہاجرین کے چند بنیادی حقوق اس کے علاوہ ہیں جنہیں ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:

"OTHER RIGHTS

The 1951 Convention also protects other rights of refugees, such as the rights to education, access to justice, employment, and other fundamental freedoms and privileges similarly enshrined in international and regional human rights treaties. In their enjoyment of some rights, such as access to the courts, refugees are to be afforded the same treatment as nationals while with others, such as wage-earning employment and property rights, refugees are to be afforded the same treatment as foreign nationals. 1951 Convention art. 16 (refugees are to be granted equal access to the courts), art. 17 (refugees are to be afforded the same access to wage-earning employment as foreign nationals), art. 13 (refugees are to be afforded the same rights to moveable and immoveable property as foreign nationals). (1)

ترجمہ:"دوسرے حقوق:

1951ءکا یہ کنونشن مہاجرین کے دوسرے حقوق، جیسے تعلیم کے حقوق، انصاف تک رسائی، روزگار، اور دیگر بنیادی آزادیوں اور مراعات کا تحفظ کرتا ہے۔ جیسے بین الاقوامی اور علاقائی انسانی حقوق کے معاہدوں میں بھی شامل ہے۔ وہ ان کے علاوہ کچھ دیگر حقوق سے لطف اندوز ہوتے ہیں جیسے عدالتوں تک رسائی، دوسروں کے ساتھ اجرت کمانے والے روزگار اور املاک کے حقوق مہاجرین کو بھی وہی سلوک برداشت کرنا پڑتا ہے جیسا کہ غیر ملکی شہریوں کے ساتھ ہے۔ 1951 کنونشن، آرٹ. 16 (مہاجرین کو عدالتوں تک برابر رسائی دی جانی چاہیے)، آرٹ۔17 (مہاجرین کو اجرت کمانے والے روزگار تک وہی رسائی فراہم کی جانی چاہیے جیسے

(1)https://ijrcenter.org/refugee-law

غیر ملکی شہری) ، آرٹ۔ 13 (پناہ گزینوں کو غیر منقولہ جائیداد، املاک اور ناقابل حرکت پذیر شہریوں کی طرح کے برابر حقوق دیے جائیں)۔

ہیومن رائٹس آف ریفیوجیز بنیادی انسانی حقوق کو اپنے مقالے میں اس طرح لکھتے ہیں:

“The Human Rights at Issue:

The Human Rights of Refugees include the following indivisible, interdependent and interrelated human rights: The human rights to seek and enjoy asylum from persecution. The human right not to be forcibly returned to the country he or she is fleeing if such a return would pose a threat to the life, security, or freedom of the refugee. The human rights to freedom of movement, freedom to choose his or her residence, freedom to leave any country, including his or her own, and to return to his or her country.The human right to freedom from discrimination based on race, colour, gender, language, religion, nationality, ethnicity, or any other status.The human right to equal protection of the law, equal access to the courts, and freedom from arbitrary or prolonged detention.The human right to a nationality.The human right to life.The human right to protection from torture or ill-treatment.The human right to freedom from genocide and "ethnic cleansing".The human right to an adequate standard of living, including adequate food, shelter and clothing.The human right to work and to basic labor protections.The human right to the highest possible standard of health and to access to health care.The human right to live in a healthy and safe environment.The human right to education to free and compulsory elementary education, to readily available forms of secondary and higher education, and to freedom from all types of discrimination at all levels of education. The human right to protection from economic and sexual exploitation,particularly for refugee women and children.The human right to participation in decision-making which affects a refugee,s life, family, and

community.The human rights to sustainable development.The human right to peace ” .(1)

ترجمہ:”مسئلہ انسانی حقوق:

انسانی حقوق برائے مہاجرین میں مندرجہ ذیل ناقابل تقسیم ، باہم منحصر اور باہمی وابستہ انسانی حقوق شامل ہیں:

ظلم و ستم سے سیاسی پناہ کی تلاش اور لطف اٹھانے کا انسانی حق۔ انسانی حقوق جبری طور پر ملک واپس نہیں کیا جائے گا یا وہ فرار ہو رہا ہے اگر ایسی واپسی سے مہاجر کی جان ، سلامتی یا آزادی کو خطرہ لاحق ہو گا۔آزادی کی نقل و حرکت کا حق ، اپنی رہائش گاہ کا انتخاب کرنے کی آزادی، اپنا ملک سمیت کسی بھی ملک کو چھوڑنے اور اپنے ملک واپس جانے کی آزادی۔ نسل،رنگ، صنف،زبان،مذہب،قومیت،نسل،یا کسی بھی دوسری حیثیت پر مبنی تفریق سے آزادی کا انسانی حق۔ قانون کا یکساں تحفظ،عدالتوں تک مساوی رسائی،اور صوابدیدی یا طویل نظربندی سے آزادی کا انسانی حق۔کسی قومیت کا انسانی حق۔زندگی کا انسانی حق۔اذیت یا ناجائز سلوک سے انسانی حقوق کا تحفظ۔نسل کشی اور "نسلی صفائی" سے آزادی کا انسانی حق۔مناسب معیار زندگی کا انسانی حق ، بشمول مناسب خوراک ، رہائش اور لباس۔کام کرنے کا بنیادی حق اور مزدوری کے بنیادی تحفظات۔صحت کے اعلی ترین ممکنہ معیار اور صحت کی دیکھ بھال تک رسائی کا انسانی حق۔صحت مند اور محفوظ ماحول میں رہنے کا انسانی حق۔تعلیم کا انسانی حق۔ مفت اور لازمی ابتدائی تعلیم ، سیکنڈری اور اعلی تعلیم کی آسانی سے دستیاب شکلوں اور تعلیم کو ہر سطح پر ہر قسم کے امتیازی سلوک سے آزادی کا حصول۔معاشی اور جنسی استحصال سے تحفظ کا انسانی حق، خاص طور پر مہاجر خواتین اور بچوں کے لیے۔ فیصلہ کرنے میں حصہ لینے کا انسانی حق جو مہاجر کی زندگی ، کنبہ اور برادری کو متاثر کرتا ہے۔پائیدار ترقی کا انسانی حق۔امن کا انسانی حق۔“

بین الاقوامی انسانی حقوق کا چارٹر اور اسلامی تعلیمات کا تقابلی جائزہ

یہاں سے بین الاقوامی انسانی حقوق کے چارٹر میں مہاجرین کے حقوق کا اسلامی تعلیمات کے ساتھ مختصر طور پر تقابل پیش کریں گے جو بنیادی حقوق اسلام نے انہیں عطا کیے ہیں۔

(1)http://www.pdhre.org/rights/refugees.html,

انسان کی عزت وتکریم

اصولی طور پر اسلام کی رو سے بین الاقوامی چارٹر کی اس شق پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ کیوں کہ اسلام خود بھی انسانوں میں مساوات کی تعلیم دیتا ہے اوراسلام کی نظر میں سب انسان برابر ہیں کسی کو کسی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں سوائے تقوی کے، لیکن حقوق کے لحاظ سے سارے انسان یکساں ہیں۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں انسان کی عظمت اور مساوات انسانی کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

سورۃ النساء میں انسان کے درمیان مساوات کو بنیاد قرار دیتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

﴿يا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ واحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْها زَوْجَها وَبَثَّ مِنْهُما رِجالاً كَثِيراً وَنِساءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسائَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحامَ إِنَّ اللَّهَ كانَ عَلَيْكُمْ رَقِيباً﴾(1)

ترجمہ: ”اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہاری پیدائش (کی ابتدا) ایک جان سے کی، پھر اسی سے اس کا جوڑ پیدا کیا پھر ان دونوں میں سے بکثرت مردوں اور عورتوں (کی تخلیق) پھیلا دیا۔ اور ڈرو اس اللہ سے جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو، اور قرابتوں (میں بھی تقوی اختیار کرو)، بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے“۔

فضیلت انسان کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْناهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْناهُمْ مِنَ الطَّيِّباتِ وَفَضَّلْناهُمْ عَلى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنا تَفْضِيلاً﴾(2)

ترجمہ: ”اور بے شک ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ہم نے ان کو خشکی اور تری میں (مختلف سواریوں پر) سوار کیا اور ہم نے انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق عطا کیا اور ہم نے انہیں اکثر مخلوقات پر جنہیں ہم نے پیدا کیا فضیلت دے کر برتر بنا دیا“۔

قرآن حکیم میں دوسرے مقام میں انسانی برتری کی بنیاد صرف تقوی کو قرار دیا ہے چناں چہ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿يا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْناكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثى وَجَعَلْناكُمْ شُعُوباً وَقَبائِلَ لِتَعارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقى كُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾(3)

ترجمہ: ”اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہارے طبقات اور قبیلے

---

(1) سورۃ النساء، ۴/ ۱

(2) سورۃ الاسراء، ۱۷/ ۷۰

(3) سورۃ الحجرات، ۴۹/ ۱۳

بنادیے تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکو بے شک اللہ کے نزدیک تو تم سب میں عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہو، بے شک اللہ سب کچھ جانتا باخبر ہے"۔

آزادی ہر شخص کا بنیادی حق ہے

اصولا یہ بھی بالکل صحیح ہے کہ حقوق سب کے لیے یکساں ہے کسی کو کوئی برتری حاصل نہیں۔ کوئی کالا ہے، کوئی سفید ہے، افغانی ہے، پاکستانی ہے، تمام حقوق میں سب برابر کے حق دار ہیں۔ نیز یہ کہ کوئی شخص جس علاقے یا ملک سے تعلق رکھتا ہے، اس کی سیاسی حالت، دائرہ اختیار یا بین الاقوامی حیثیت کی وجہ سے اس سے کوئی تفریق اور امتیازی رویہ نہیں اپنایا جائے گا۔ خواہ وہ آزاد ملک میں رہتا ہو یا غلام ملک میں انسانی حقوق میں اسلامی تعلیمات کے اعتبار سے سب برابر ہیں اس کی مثال مہاجرین مکہ اور انصار مدینہ کی صورت میں موجود ہے جہاں آپ ﷺ نے ان میں کوئی تفریق نہیں کی تھی۔

انسانی جان کی آزادی اور تحفظ کا حق

کسی انسان کی جان، مال اور عزت کسی دوسرے کے لیے پامال کرنا حلال نہیں ہے حتی کہ انسان کا چمڑا بھی دوسرے شخص کے لیے حلال اور جائز نہیں ہے۔ لہذا بین الاقوامی چارٹر کے اس شق سے بھی اسلام کو کوئی اختلاف نہیں ہے چناں چہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے انسانی جان، مال، اور عزت و آبرو کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا تھا:

((فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ، وَأَمْوَالَكُمْ، وَأَعْرَاضَكُمْ، بَيْنَكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا))(1)

ترجمہ: "پس بیشک تمہارا خون، تمہارا مال اور تمہاری عزت ایک دوسرے پر حرام ہیں جیسا کہ تم پر تمہارے اس دن کی حرمت، تمہارے اس مہینے کی حرمت، تمہارے اس شہر کی حرمت تم پر حرام ہے"۔

مہاجرین کو درج بالا حقوق مہیا کرنا، پورا کرنا حکومت کی ذمہ داری

مہاجرین کی مذکورہ حقوق ادا کرنا اور سہولتیں دینا حکومت وقت کی ذمہ داری ہے اور یہ ذمہ داری ہر ملک جو اقوام متحدہ کا ممبر ہے اس نے ۱۹۵۱ء کے کنونشن کے مطابق قبول کیا ہے کہ جو بھی شخص کسی ملک سے پناہ مانگے تو وہ بین الاقوامی قوانین کے مطابق پناہ دینے کا پابند ہے اور اس کے ضمن میں پناہ گزین یا مہاجر کو جتنے حقوق اور سہولیات حاصل ہیں وہ انہیں مہیا کرنا اور ان پر عمل درآمد کروانا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ چوں کہ اس پر ان تمام رکن ممالک نے رضامندی ظاہر کی اور اس پر ان کے دستخط بھی موجود ہیں اور پاکستان بھی ان ممالک میں شامل ہے اس نے وعدہ کیا ہوا ہے کہ مہاجرین کے جو حقوق ہیں وہ انہیں دی جائی گی اور پاکستان حسب استطاعت اپنے وعدے کے مطابق افغان مہاجرین کو مختلف سہولیات فراہم کر رہا ہے۔

---

(1) صحیح بخاری، کتاب العلم، باب قول النبی ﷺ رب مبلغ اوعی من سامع، ح: ٦٧، ایضا

ہیومن رائٹس آف ریفیوجیز مہاجرین کو حقوق مہیا کرنے کے بارے میں حکومت کی ذمہ داری کو یوں لکھتے ہیں:

"Governments' Obligations to Ensuring the Human Rights of Refugees

What provisions of human rights law guarantee the Human Rights of Refugees?

Includes excerpts from the Universal Declaration of Human Rights, the Convention Relating to the Status of Refugees, the Convention Against Torture and Other Cruel, Inhuman, or Degrading Treatment of Punishment, the Geneva Convention Relative to the Protection of Civilian Persons in Time of War, the International Covenant on Civil and Political Rights, the International Covenant on Economic, Social and Cultural Rights, the Convention on the Elimination of All Forms of Racial Discrimination,the Convention on the Elimination of All Forms of Discrimination Against Women, and the Convention on the Rights of the Child."(1)

ترجمہ: ”مہاجرین کے انسانی حقوق کو یقینی بنانے کے لیے حکومتوں کی ذمہ دار ہیں۔

انسانی حقوق کے قانون کی کیا شقیں مہاجرین کے انسانی حقوق کی ضمانت دیتی ہیں؟

انسانی حقوق کے عالمی اعلامیہ ،مہاجرین کی حیثیت سے متعلق کنونشن ، تشدد اور دیگر ظلم ،غیر انسانی کے خلاف کنونشن ، یا سزا کے برخلاف سلوک ، جنیوا کنونشن سے شہریوں کے تحفظ سے وابستہ جنگ کے حصے شامل ہیں۔نسل کشی کا جرم ، شہری اور سیاسی حقوق سے متعلق بین الاقوامی عہد نامہ،معاشی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق سے متعلق بین الاقوامی عہد نامہ ،نسلی امتیازی سلوک کے تمام اقسام کے خاتمے کے کنونشن ۔خواتین کے خلاف امتیازی سلوک کے خاتمے کے کنونشن اور بچوں کے حقوق سے متعلق کنونشن“۔

ہیومن رائٹس آف ریفیوجیز مہاجرین کے حقوق سے متعلق حکومتی وعدوں کو اس طرح لکھتے ہیں:

"Governments' Commitments to Ensuring the Human Rights of Refugees:

What commitments have governments made to ensuring the realization of the Human Rights of Refugees?

Includes commitments made at the World Conference on

(1)http://www.pdhre.org/rights/refugees.html,

Human Rights in Vienna, the International Conference on Population and Development in Cairo, the World Summit for Social Development in Copenhagen, and the Habitat II conference in Istanbul.

The World Conference on Human Rights reaffirms that everyone, without distinction of any kind, is entitled to the right to seek and to enjoy in other countries asylum from persecution, as well as the right to return to one's own country. The World Conference recognizes that a comprehensive approach by the international community is needed and should include the development of strategies to address the root causes and effects of movements of refugees and other displaced persons, the strengthening of emergency preparedness and response mechanisms, the provision of effective protection and assistance as well as the achievement of durable solutions --Vienna Declaration, Part 1, para. 23" (1)

ترجمہ: "مہاجرین کے انسانی حقوق کو یقینی بنانے کے لیے حکومتوں کے وعدے:

حکومتوں نے مہاجرین کے انسانی حقوق کے حصول کو یقینی بنانے کے لیے کیا وعدے کیے ہیں؟ ویانا میں انسانی حقوق سے متعلق عالمی کانفرنس ، قاہرہ میں آبادی اور ترقی سے متعلق بین الاقوامی کانفرنس ، کوپن ہیگن میں سماجی ترقی کے عالمی اجلاس ، اور استنبول میں ہیبی ٹیٹ کانفرنس میں کیے گئےوعدوں پر مشتمل ہے۔

انسانی حقوق سے متعلق عالمی کانفرنس نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ ہر فرد ، کسی بھی طرح کے امتیاز کے بغیر ، ظلم و ستم سے دوسرے ممالک میں پناہ لینے کے حق کے ساتھ ساتھ اپنے ہی ملک واپس جانے کا حق کا حق دار ہے عالمی کانفرنس تسلیم کرتی ہے کہ بین الاقوامی برادری کی طرف سے ایک جامع نقطہ نظر کی ضرورت ہے اورمہاجرین اور دیگر بے گھر افراد کی نقل و حرکت کی بنیادی وجوہات اور اس کے اثرات کی نشان دہی کرنے کے لیے حکمت عملی کی تیاری کو بھی شامل کرنا چاہیے۔ ہنگامی تیاری اور رد عمل کے طریقہ کار ، موثر تحفظ اور مدد کی فراہمی کے ساتھ ساتھ پائیدار حل کا حصول۔

(1)http://www.pdhre.org/rights/refugees.html,

مہاجرین کی آبادکاری کا انتظام کرنا

مہاجرین مکہ مکرمہ سے بے سروسامانی کے عالم میں مدینہ منورہ آئے تھے۔ ان میں سے بعض دولت مند تھے اور بعض تنگ دست وغریب۔ جو دولت مند اور خوش حال تھے وہ بھی مشرکین مکہ سے چھپ کر نکلے تھے اس لیے کچھ بھی ساتھ نہ لا سکے تھے۔ لہذا ان کے لیے رہائش اور اشیائے ضروریہ کی ضرورت تھی۔ اگرچہ مہاجرین کے لیے انصار کا گھر مہمان خانہ تھا مگر وہ صدقہ وخیرات پر گزر بسر کرنا پسند نہیں کرتے تھے بلکہ محنت اور دست وبازو سے کمانے کے ماہر تھے۔ چوں کہ وہ اجنبی تھے ایک دانہ بھی پاس نہ تھا اسی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے خیال فرمایا کہ انصار اور مہاجرین میں رشتہ اخوت قائم کر دیا جائے۔ اسی طرح جب افغانستان سے لوگ ہجرت کرکے آئے تھے تو ان کے پاس بھی کچھ نہیں تھا بے سروسامانی کے عالم میں اور لٹے پٹے پاکستان آئے تھے تو پاکستان میں ان کے رہنے کا گھر نہیں تھا اور انہیں جائے پناہ کی ضرورت تھی جیسا کہ مدینہ منورہ میں مہاجرین مکہ کے لیے رہنے کا گھر نہیں تھا تو پاکستان کے عوام نے ان کا انصار مدینہ کی طرح استقبال کیا، انہیں خوش آمدید کہا اور انہیں اپنے گھروں میں جگہ دی بقدر استطاعت عوام نے انہیں وہ تمام حقوق دیے جو انہیں ملنے چاہیے تھے اور آج بھی انہیں اپنا سمجھتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کو آباد کرے اور ان کو مہاجرین کے تمام حقوق مہیا کرے جیسا کہ اس وقت نبی اکرم ﷺ نے بحیثیت سربراہ ریاست کے مہاجرین مکہ کو مدینہ منورہ میں آباد کیا تھا اور اس کے ساتھ اقوام متحدہ کے ادارہ برائے مہاجرین کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اس عمل میں بھرپور حصہ لے کر انہیں وہ تمام بنیادی انسانی حقوق اور مہاجرین کے حقوق مہیا کرے جیسا کہ اس نے حکومتوں کے ساتھ مل کر مہاجرین کو سہولتیں دینے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ مہاجرین کی آبادکاری کے حوالے سے کہتے ہیں:

> ”کچھ مہاجرین مدینہ منورہ میں ان کے واقف کاروں کی جانب سے فوری مہمان نوازی ہوئی لیکن ظاہر ہے سب کے ساتھ ایسا معاملہ نہیں تھا۔ غیر شادی شدہ حضرت سعد ابن خثیمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے دروازے کھول دیے اور وہاں کافی تعداد میں ایسے مہاجرین آباد ہو گئے جن کے اہل خانہ ان کے ہمراہ نہیں تھے۔ کچھ مہاجر خاندانوں کو ان کے جاننے والوں نے اپنا مہمان بنا لیا جب کہ کچھ مدنیوں نے مہاجرین کو مکانوں کی تعمیر کے لیے زمینیں فراہم کیں تاہم اتنے بڑے پیمانے پر مکی مہاجرین کا ادغام و انضمام آسان نہیں تھا“۔(1)

مہاجرین کو وطن ہجرت یا کسی تیسرے ملک یا واپس اپنے ملک میں آباد کرنا یو این ایچ سی آر کی ذمہ داری ہے:

What is UNHCR's policy on resettlement?

Voluntary repatriation is the preferred long-term solution for the majority of refugees. However, because of an

---

(1) ڈاکٹر، محمد حمید اللہ، پیغمبر اسلام، مترجم: پروفیسر خالد پرویز، بیکن بکس لاہور، ۲۰۱۱م، ۱۹۳

ongoing threat of persecution or other reasons, some civilians cannot repatriate and are unable to live permanently in their country of asylum. In those circumstances, resettlement in a third country may be the only feasible option.

Can refugees request resettlement in a specific country?

Innormal circumstances, no. But in the interests of family reunification, refugees may request resettlement in countries where their close family members are living”- (1)

ترجمہ: ” U N H C R کی دوبارہ آبادکاری سے متعلق کی پالیسی کیا ہے؟

رضاکارانہ وطن واپسی مہاجرین کی اکثریت کے لیے طویل مدتی حل ہے۔تاہم جاری ظلم و ستم یا دیگر وجوہات کی وجہ سے کچھ شہری وطن واپس نہیں آسکتے ہیں اور وہ اپنے ملک پناہ میں مستقل طور پر رہنے کے قابل نہیں ہیں۔ان حالات میں کسی تیسرے ملک میں دوبارہ آبادکاری ہی ممکنہ انتخاب ہوسکتا ہے۔

کیا مہاجرین کسی خاص ملک میں آباد کاری کی درخواست کرسکتے ہیں؟

عام حالات میں نہیں۔لیکن خاندانی اتحاد کے مفادات میں مہاجرین ان ممالک میں دوبارہ آبادکاری کی درخواست کرسکتے ہیں جہاں ان کے قریبی افراد رہتے ہیں“۔

مہاجرین کی آبادکاری کے لیے ان میں مؤاخاۃ قائم کرنا

اگرچہ مہاجرین کے لیے انصار نے اپنے گھروں کو مہمان خانے بنادیا تھا مگر ان مہاجرین کے لیے ایک مستقل انتظام کی ضرورت تھی۔ایک اہم اور فوری وجہ یہ بھی تھی کہ مہاجرین اپنے وطن،اپنے اہل و عیال،اپنے حلقہ احباب اور اپنے اموال و اسباب سب چھوڑ کر یہاں آئے تھے۔یہاں کے رہنے والوں سے ان کی کوئی جان پہچان نہیں تھی۔سوائے چند ایک کے ان میں باہم رشتہ داریاں بھی نہ تھیں۔وہ یہاں آکر اپنے آپ کو بے یارو مددگار خیال کرتے تھے۔وطن سے دوری،اہل و عیال سے جدائی،اس پر بے یار و مددگار ہونے کا احساس ان کے لیے بڑا تکلیف دہ تھا۔ان تمام مقاصد کے حصول کے لیے نبی کریم ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان اسلامی مؤاخاۃ (بھائی چارہ) کا نظام قائم کیا۔

علامہ سہیلیؒ میں مؤاخاۃ قائم کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”آخی رسول اللہﷺ بین اصحابه حین نزلوا المدینة لتذهب عنهم وحشة الغربة

(1)https://www.unhcr.org/publications/brochures/3b779dfe2

ویؤنسهم من مفارقة الاهل والعشیرة ویشد أزر بعضهم ببعض "۔(1)

ترجمہ:"رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم فرمایا جب وہ مدینہ منورہ آئے تاکہ ان کی غریب الوطنی کے احساس کو دور کیا جائے اور اپنے اہل و عیال سے جدائی کے وقت ان کی دلجوئی کی جائے اور ایک دوسرے سے ان کو تقویت پہنچائی جائے"۔

علامہ حلبیؒ اس رشتہ مؤاخاۃ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ادھر سے زمانے میں آنحضرت ﷺ نے مہاجر اور انصاری مسلمانوں کے درمیان محبت اور خلوص کا رشتہ مضبوط اور پائیدار کرنے کے لیے برادرانہ رشتے قائم فرمائے جس کو مؤاخاۃ یا رشتہ اخوت یعنی بھائی چارہ کہتے ہیں۔ بھائی چارہ کا یہ قیام انس بن مالکؓ کے مکان پر ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے مہاجروں اور انصاریوں کے درمیان بھائی چارہ کا جو یہ رشتہ قائم فرمایا یہ مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد کا واقعہ ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس وقت مسجد کی تعمیر جاری تھی۔ یہ بھائی چارہ ہمدردی و غم خواری اور حق کی بنیاد پر کیا گیا کہ اس بھائی چارہ کے تحت بنے ہوئے بھائی رشتہ داروں اور عزیزوں کے مقابلے میں اپنے اس شرعی بھائی کا ترکہ اور میراث اس کی موت کے بعد پائیں گے۔ چناں چہ اس بھائی چارہ کے وقت آپ ﷺ نے مہاجروں اور انصاریوں سے فرمایا: " اللہ کے نام پر تم سب آپس میں دو دو بھائی بن جاؤ "۔(2)

رسول ﷺ نے یہ کام اس قدر فراست اور مردم شناسی سے انجام دیا کہ رشتہ اخوت قائم کرتے وقت دونوں طرف سے باہمی مزاج کو مدنظر رکھا جس سے ایک دوسرے سے محبت، اخوت اور ہمدردی کی وہ اعلیٰ مثالیں قائم فرمائیں جس کو دیکھ کر دنیا آج تک اس جیسی مثال لانے سے قاصر ہے۔

مؤاخاۃ کا سماج پر اثر

اس مواخات کا سماج پر اثر یہ ہوا کہ مکہ سے آئے تہی دست لوگ جو کہ تجارتی ذہن رکھتے تھے ان کو پھر سے باعزت روزگار کے مواقع میسر آگئے۔ انصار نے مہاجرین کے لیے جائیدادیں علیحدہ کی تو رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا جس پر انصار نے یہ تجویز پیش کی کہ مہاجرین ان کی زمینوں میں کھیتی باڑی کریں اور پھلوں میں ہمارے ساتھ برابر شریک ہوں گے۔

صحیح بخاری میں انصار کے جذبہ ایثار کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

((اقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا النَّخِيلَ، قَالَ: لاَ، فَقَالَ: تَكْفُونَا المَئُونَةَ وَنُشْرِكْكُمْ فِي الثَّمَرَةِ،

---

(1) سہیلی، محمد بن یوسف، سبل الهدی والرشاد فی سیرة خیر العباد، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔ لبنان، الطبعۃ الاولی: ۱۴۱۴ھ۔ ۱۹۹۳م، ۳/۳۶۷

(2) حلبی، علی ابن برہان الدین، ام السیر سیرت حلبیہ، مترجم: محمد اسلم قاسمی، دار الاشاعت کراچی، ۱۹۹۹م، ۲ / ۲۳۶

قَالُوا: سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا)) (1)

ترجمہ: ”ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان باغات تقسیم فرما دیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا نہیں تو مہاجرین نے کہا کہ ہم بھی مدد کریں گے اور ہم پھلوں میں برابر کے شریک ہوں گے تو انہوں نے کہا ہم نے سن لیا اور اطاعت کی“۔

مہاجرین کے لیے ذریعہ معاش کا بندوبست کرنا

مہاجرین کے لیے روزگار کا بندوبست کرنا بھی حکومت و ریاست کی ذمہ داری ہے کہ انہیں باعزت روزگار اور ملازمتوں کے مواقع پیدا کرے اسی طرح اقوام متحدہ کے ادارہ برائے مہاجرین (یو این ایچ سی آر) کے بھی ذمہ داری بنتی ہے۔ چناں چہ اس وقت حکومت پاکستان نے افغان مہاجرین کو روزی کمانے کی غرض سے ملک بھر میں ملازمت اور روزگار تلاش کرنے کی اجازت دی تھی۔ انصار مدینہ نے اپنے باغات اور زمینیں اپنے مہاجر بھائیوں کو دینے کی بار بار کوشش کی۔ لیکن نبی کریم ﷺ جانتے تھے کہ مہاجرین تجارت اور کاروبار کو اچھی طرح سمجھتے ہیں جب کہ زراعت اور کھیتی باڑی سے بالکل ناواقف ہیں چناں چہ نبی رحمت ﷺ ان کی پیشکش قبول نہیں فرمایا کرتے۔ چونکہ مہاجرین اپنے انصاری بھائیوں پر اپنا بوجھ ڈالنا مناسب نہ سمجھا اور ہر ایک نے اپنے شوق کے مطابق کاروبار شروع کیا اور بعض نے ان کے ساتھ مل کر ان کے کھیتی باڑی میں ہاتھ بڑھایا اور کاشت کاری کا کام سیکھا۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنے انصاری بھائی سے بازار کا راستہ دریافت فرمایا اور وہاں جا کر خرید و فروخت شروع کی۔ حضور ﷺ کی دعاؤں سے ترقی و کامیابی ہوئی کہ کچھ عرصہ میں ان کا شمار نبی ﷺ کے امیر ترین ساتھیوں میں ہونے لگا۔

اسماعیل ریحان مہاجرین کو روزگار کی اجازت کے حوالے سے یوں لکھتے ہیں:

> ”جنرل ضیاء الحق نے ملکی خزانے کو ناقابل تحمل بوجھ سے بچانے کے لیے انہیں اجازت دے دی تھی کہ وہ کام کاج کر کے خود اپنا اور اپنے اہل و عیال کا پیٹ پال سکیں۔ چناں چہ ان میں سے بہت سے لوگ محنت مزدوری یا چھوٹے موٹے کاروبار کے لیے کراچی، راولپنڈی، پشاور اور کوئٹہ جیسے شہروں میں آجاتے تھے۔ اسی طرح خیمہ بستیوں میں رش اور سرکاری خزانے پر دباؤ میں کچھ تخفیف ہو جاتی تھی“۔(2)

یہ ہیں مہاجرین کے وہ حقوق جو انہیں اقوام متحدہ کی جانب سے منعقدہ عالمی انسانی حقوق کی کنونشن میں بیان کیا گیا ہے اور تمام ممبر ممالک کو اس کی پابندی کرنے اور ان حقوق کی عملداری کو یقینی بنانے پر زور دیا گیا ہے خواہ ان حقوق کا تعلق عورتوں سے ہو یا بچوں سے یا بوڑھوں یا مریضوں سے یا دیگر افراد سے متعلق ہوں۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ ہے کہ نبی

---

(1) صحیح بخاری، کتاب الشرط، باب الشرط فی المعاملۃ، دار طوق النجاۃ، الطبعۃ الاولی: ۱۴۲۲ھ، ح:۲۷۱۹، ایضا

(2) مولانا، محمد اسماعیل ریحان، تاریخ افغانستان (زمانہ قبل از اسلام سے دور حاضر ۲۰۱۱م تک)، المنہل یونیورسٹی روڈ، کراچی، ۲۰۱۴م، ۲/ ۱۳۴

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور ہدایات اپنے امت کو، خاص طور سے انصار مدینہ سے اور ان کا طرز عمل مہاجرین مکہ کے ساتھ یہ ظاہر کرتا ہے کہ انسانوں اور مسلمانوں میں محبت اور بھائی چارگی کی فضا کو پروان چڑھایا جائے اور اس عمل کی حوصلہ افزائی کی جائے جیسا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے مہاجرین اور انصار میں ایسے تعلق کو قائم فرمایا جس سے ان میں بھائی چارگی اور محبت و احترام کا ماحول پیدا ہوا۔

چناں چہ آج کی اس پر فتن دور میں کہ جس میں ہر شخص نفسا نفسی کے عالم میں مبتلا ہے بھائی اپنے بھائی کا نوجوان اپنے والدین کا احترام و عزت نہیں کرتے ہیں اور ایک خونی رشتہ کی اہمیت اور وقعت ختم ہو چکی ہے لہذا ہمیں بھی چاہیے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسوۂ حسنہ کو اپنا مشعل راہ بنائیں اور ان کی روشنی میں عوام میں محبت و اخوت کے ماحول اجاگر کیا جائے تاکہ مہاجر اور غیر مہاجر کے درمیان دوریاں ختم ہوں اور ایک دوسرے کے قریب آسکیں۔

باب دوم

افغان مہاجرین کی آمد، اسباب، مسائل

فصل اول

افغان مہاجرین کا تعارف

لفظ افغان کا معنی و مفہوم

بخت نصر کچھ قیدی اپنے ساتھ بابل لے کر آیا تھا ان میں سے بعض کو ایران اور بعض کو بابل ہی میں آباد کئے تھے شروع میں انہیں موسایان اور سلیمانان کہتے تھے پھر کچھ مدت کے بعد انہیں افغان کہہ کر بلایا جاتا تھا۔ چنانچہ یہ لوگ ساسانیوں کے ظلم و ستم سے تنگ آکر ملک ایران کو چھوڑ کر خراسان آباد ہوئے تو وہاں انہیں افغان ہی کے نام سے پکارا جانے لگا۔ جب افغان اور پختون قوم کے لوگ آپس میں ملے تو دونوں نام اس علاقے میں رائج ہو گئے۔

پیر معظم شاہ صاحب لفظ افغان کا معنی یوں بیان کرتے ہیں:

"بعض اہل علم کہتے ہیں کہ لفظ اوغان اور افغان کا مأخذ ایک عبرانی لفظ "اب" ہے، جو اعزازی و تعظیمی اسم تھا اور یہ معزز، بھادر اور نامور وغیرہ کے لیے بنی اسرائیل میں استعمال ہوتا تھا۔ مثلاً یواب، اَب یشی، پسر ان ضرویا جو داؤد علیہ السلام کے بھانجے اور ان کے وزیر اعظم اور سپہ سالار بھی تھے اور بنی بخت کے مورث اعلیٰ بھی ہیں"۔(1)

خان روشن خان صاحب لفظ افغان کو قدرے مختلف طریقے سے اس طرح بیان کرتے ہیں:

" اگرچہ لفظ " اب " مفرد ہے لیکن جلاوطنی کے بعد اس لفظ کو دوسرے ملک کے لوگوں اور خاص کر ایرانیوں نے جمع کے لیے یوں استعمال کیا" ابان، اباکان، اب گان، اب غان، اوغان، اپاکان، اور آخر میں عربی طرز پر افغان استعمال کیا گیا۔ اور پھر اس جمع کے لفظ کو مزید جمع کے لیے افغانان اور ملت افاغنہ بھی استعمال کیا جانے لگا۔ مثلاً لفظ "اب "واحد بمعنی معزز اور اس کی جمع ابان بمعنی معززین بروزن کبُ لفظ واحد بمعنی مچھلی اور اسکی جمع کبانُ بمعنی۔

مولوی میر احمد عرف میراں بخش مصنف تاریخ صوبہ سرحدی پشاور، تاریخ کابل کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ: "لفظ افغان عربی لفظ ہے اور لفظ اوغان فارسی، لیکن مأخذ دونوں کا عبرانی زبان ہے"۔

پختو زبان کے مشہور ماہر مسٹر راورٹی نامی ایک انگریز اپنی کتاب " افغانی انگلش ڈکشنری" میں لفظ افغان کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"افغان اس طاقتور قوم کا نام ہے جو افغانستان میں رہائش پذیر ہے اور غالباً یہ ان اسرائیلی قبائل کی اولاد ہے جو گم شدہ تھے"۔(2)

---

(1) شاہ، پیر معظم شاہ، تواریخ حافظ رحمت خانی افغان قبائل اور ان کی تاریخ، پشتو اکیڈمی پشاور یونیورسٹی، ۱۹۷۷م، ۱/ ۳۰۵

(2) خان، خان روشن خان، تذکرہ پٹھانوں کی اصلیت اور ان کی تاریخ، مکتبہ روشن خان، مردان، ۱۹۸۱م ۶۴۔۶۵

سید عبد الجبار شاہ ستھانوی صاحب افغانوں کے تعارف کے بارے میں لکھتے ہیں:

"لفظ افغان یا اوخان یا افغنہ اور افاغنہ ایک خاص سامی نسل قوم کا نام ہے جو اس قوم کے دستور اور اصول جاریہ کے مطابق اپنے مورث اعلی اور جدّ اکبر "دادل" افغان قوم سے موسوم اور اس کی ذریت کی طرف منسوب ہے۔ اس قوم کا نام قبل از اسلام و قبل از مسیح زمانہ سے چلا آیا ہے"۔(1)

ستھانوی صاحب مزید لکھتے ہیں:

"کہ افغانی اصطلاح کے مطابق لفظ افغان کا معنی ہے بنی افغان یعنی اولاد افغان۔ افغان لوگ لفظ بنی یا ابناء کو زئی بمعنی زادہ۔ اور لفظ آل کے متر ادف لفظ خیل بمعنی قبیلہ ہر بچہ، بوڑھا افغان بغیر تدوین کتب جانتا ہے۔ اور تمام اقوام دنیا میں صرف یہی دو قومیں ایسی ہیں جو باوجود امی ہونے کے اور اعرابی اور ناخواندہ ہونے کے اپنے انساب اور قبائل کی شاخوں اور آباء واجداد کے ناموں اور تفصیلات سے بحیثیت مجموعی قوم کی قوم واقف و آگاہ ہے یعنی عرب اور افغان"۔(2)

درج بالا حوالوں کی روشنی میں بندہ کی رائے یہ ہے کہ لفظ افغان، افغنہ، افاغنہ عربی طرز پر ہے جب کہ اوغان، اوخان وغیرہ فارسی ہے لیکن دونوں کا مأخذ عبرانی ہے اور اب سے نکلا ہے بروزن (کب) مچھلی کے معنی میں ہے۔ اور افغان اس قوم کا نام ہے جو قدیم ایرانی نسل سے ہے اور افغانستان میں بستی ہے جو بہت طاقتور ہے۔

افغانوں کی نسل ونسب

افغانوں کے نسب کے بارے میں مختلف اقوال وآراء منقول ہیں۔ بعض کے نظر میں وہ آریائی نسل سے تعلق رکھتے ہیں اور بعض کے نزدیک وہ بنی اسرائیل سے ہیں اور بعض حضرات تو یہاں تک کہہ گئے کہ وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ ذیل میں ان آراء واقوال کو بیان کیا جائے گا اس کے بعد آخر میں راجح قول کو بھی واضح کیا جائے گا۔

محمد اسماعیل ریحان افغانوں کے نسل ونسب کے بارے میں کہتے ہیں:

"افغانوں کے آباء واجداد کون تھے؟ افغانوں کا لقب کس قوم سے جا کر ملتا ہے؟ اس سلسلے میں مختلف آراء ہیں اور کسی کو حتمی نہیں کہا جا سکتا۔ افغانوں کے ہاں مشہور روایات بتاتی ہیں کہ ان کا جدّ امجد قیس (یا قیص) نامی ایک شخص تھا۔ قیس کے تین بیٹے تھے۔ سار باڑیں، بتان، اور غور غشت۔ سار باڑیں کی اولاد سے سدوزئی، اچکزئی، بارکزئی اور شنواری قبیلے نکلے۔ بتان کی اولاد سے غلزائی، لودھی اور سوری قبائل بنے۔

---

(1) ستھانوی، سید عبد الجبار شاہ، کتاب العبرہ صوبہ سرحد وافغانستان کی چار سو سالہ تاریخ (۱۵۰۰م تا ۱۹۰۰م)، یورپ اکادمی اسلام آباد، ۲۰۱۱م، ۱/ ۱۳۲

(2) کتاب العبرہ، ۱/۱۴۰، ایضا

غورغشت کی اولاد سے مندوخیل، کاکڑ، صافی اور موسی خیل پیدا ہوئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قیس کے بیٹے غورغشت کا ایک لڑکا برہان تھا جس سے ”کرلانڑیں“ نامی شخص پیدا ہوا۔ آفریدی، محسود، خٹک، وزیر، اور کزئی، مہمند اور دیگر سرحدی قبائل اسی کی اولاد ہیں۔

افغانوں کے بارے میں دوسرا مشہور نظریہ یہ ہے کہ یہ آریاؤں کی اولاد ہیں جو وسط ایشیاء سے نقل مکانی کر کے افغانستان آئے تھے اور پھر ہندوستان چلے گئے تھے۔ مگر ان میں سے بہت سے یہیں رہ گئے اور نئی قوم بن گئے“۔(1)

خان روشن خان افغانوں کی نسل و نسب کے بارے میں لکھتے ہیں:

”افغان: بخت نصر جو قیدی یروشلم سے بابل لایا تھا ان میں سے کچھ بابل اور اس کے نواح میں اور بعض کو ملک ایران میں آباد کیا گیا تھا۔ ابتدا میں یہ لوگ موسایان اور سلیمانان کے نام سے یاد کیے جاتے تھے، لیکن کچھ مدت بعد افغان کے نام سے موسوم ہوئے۔ ساسانیوں کے ظلم و ستم سے تنگ آکر جب یہ لوگ ملک ایران سے خراسان وغیرہ پہنچے تو انہیں افغان ہی کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ دونوں جتھوں کے باہم ملنے پر پختون اور افغان دونوں نام اس علاقہ میں رائج ہوئے۔ عرب اب بھی انہیں سلیمانی کہتے ہیں“۔

مصنف مزید لکھتے ہیں:

”میں خود بھی انتہائی تحقیق و جستجو کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ بلا شک وشبہ پختون، پشتون، روہیلہ، سلیمانی، پٹھان، اور افغان سب ایک ہی قوم کے مختلف نام ہیں۔ یہ ان گم شدہ اسرائیلیوں کی اولاد ہیں جنہیں اشوریوں اور بابل والوں نے باری باری شام کے علاقوں سے مشرق کی طرف جلاوطن کیا تھا اور جن کا ذکر کتاب مقدس اور کئی دیگر مشہور تاریخی کتابوں میں اکثر آتا ہے۔ افغان یا پختون کو آپ کسی نام سے یاد کریں وہ اصلا سامی ہیں اور نسل ابراہیمی سے تعلق رکھتے ہیں“۔(2)

سید عبد الجبار شاہ افغانوں کے نسل کے حوالے سے لکھتے ہیں:

”لفظ افغان یا اوخان یا افغنہ اور افاغنہ ایک خاص سامی نسل قوم کا نام ہے جو اس قوم کے دستور اور اصول جاریہ کے مطابق اپنے مورث اعلی اور جدّ اکبر دا دل افغان قوم سے موسوم اور اس کی ذریت کی طرف منسوب ہے۔ اس قوم کا نام قبل از اسلام و قبل از مسیح زمانہ سے چلا آیا ہے“۔

---

(1) تاریخ افغانستان (زمانہ قبل از اسلام سے دور حاضر ۲۰۱۱م تک)، ۱/ ۲۳، ایضا

(2) تذکرہ پٹھانوں کی اصلیت، ۶۴ تا ۶۶، ایضا

مصنف افغانوں کی نسلی تاریخ کے بارے میں مزید اس طرح تحریر کرتے ہیں:

”بہت بڑا اختلاف جو اس قوم کے ابتدائی نسل کے بارے میں ہے وہ اس کے آریائی اور سامی نسل سے ہونے کے بارے میں ہے۔ تیسری شاخ یعنی منگول نسل ہے اس کے ہونے کا احتمال ہی نہیں۔ کیوں کہ اس نسل کے جسمی اور چہروں کی ساخت قدرت نے جداگانہ ممیز رکھی ہے۔ مؤرخین اسلام اور مؤرخین فرنگستانی کا اس بارے میں اختلاف ہے کوئی ان کو سامی نسل سے بتلاتے ہیں اور آخر الذکر مؤرخین یورپ اکثر ان کو آریائی اور ایرانی نسل سے بتلاتے ہیں، مگر بعض نامور علمائے اسلام و محققان عہد حال نے بھی اس قوم کو آریائی نسل سے لکھا ہے۔ جن میں سے ممتاز ہستی سید جمال الدین افغانی کی جنہوں نے اپنی مشہور کتاب تاریخ افغانستان میں اس قوم کی اصلیت کے نسبت بروقت تحقیقات مختلف اور متعدد دلائل ان کے نام افغان اور نسل سامی ہونے کے لکھ کر اور تمام روایات مختلفہ کو یکجا جمع کر کے آخر میں اپنی رائے ایرانی نسل سے اور قدیم ایرانی ہونے کی دی ہے۔ اور عہد امان اللہ خان بادشاہِ افغانستان سے علماء و محققین افغانستان نے بھی بے حد زور دار دلائل سے قوم افغان کو آریائی نسل سے ہونا ثابت کرنے کی انتہائی کوشش کی۔ اور جس طور سے بھی ممکن ہو سکا ہے افغانوں کی قدیم روایات (بنی اسرائیل سے ان کا ہونا) رد اور غلط ثابت کرنے پر بہت زیادہ زور دیا ہے“۔(1)

خان روشن خان صاحب افغانوں کی نسل کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

”افغان قوم کے مشائخ علماء، و امراء، عوام، مرد و زن، بادشاہ، بزرگان دین، فقیر، نواب، سب اس پر متفق چلے آرہے ہیں کہ افغان نسل ابراہیمی سے اور بنی اسرائیل ہیں، لہذا اس فیصلے کے خلاف کسی غیر افغان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس میں تاویل کرے۔ اپنے آباء اجداد کے متعلق ان کی اولاد کا کہنا زیادہ معتبر ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ افغان، پٹھان، اور پختون سب ایک ہی قوم اور سامی النسل ہیں، اور حضرت ابرہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اگر وہ اپنا شجرہ نسب قیس سے آگے نہیں لے جاسکتے تو اس میں عیب کی کوئی بات نہیں، دنیا کی کوئی قوم اپنا شجرہ پوری طرح نہیں بیان کر سکتی“۔(2)

مندرجہ بالا بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ نسل افغان کا تعلق ایرانی نسل سے، قدیم ایرانی نسل اور آریائی نسل سے ہے اور بنی اسرائیل کے اولاد میں سے ان کے نسل کا تعلق نہیں ہے۔ اور یہی رائے زیادہ درست معلوم ہوتی ہے مختلف اقوال کو مد نظر رکھتے ہوئے کئی وجوہ سے۔

---

(1) کتاب العبرہ، ۱/ ۱۳۲۔۱۳۳ ایضا

(2) خان، خان روشن خان، افغانوں کی نسلی تاریخ، خان روشن خان اکیڈمی اینڈ کمپنی کراچی، ۱۹۸۴م، ۳۶۔۳۷

افغانستان کا تعارف

افغانستان وسطی ایشیا میں واقع ایسا ملک ہے جسے چاروں طرف سے خشک زمین اور سنگلاخ پہاڑوں نے گھیر اہوا ہے اور جس کو شمال مشرق میں واقع تنگ اور طویل پٹی واکھان اور 1919ء کے معاہدہ کے نتیجہ میں قائم ہونے والے" ڈیورنڈ لائن"کی وجہ سے ہندوستان سے جدا کر دیا گیا تھا، جو اس سے پہلے برطانوی نو آبادیاتی" برصغیر ہندوپاکستان"کی شکل میں موجود تھے بعد میں اس کی جگہ ہندوستان، پاکستان، اور بنگلہ دیش بن گئے۔

افغانستان کے شمال میں تین مسلم ممالک تاجکستان، ازبکستان، اور ترکمانستان واقع ہیں۔ جب کہ انتہائی شمال مشرق میں واقع وادی واخان چین، روس اور جموں کشمیر سے ملی ہوئی ہے جس پر روس نے قبضہ کے اعلان کر دیا ہے اور جنوب اور مشرق میں پاکستان اور مغرب میں ایران واقع ہے۔ ان ممالک کے ساتھ افغانستان کی سرحدوں کی کل لمبائی 3585 میل ہے جو 5770 کلومیٹر بنتی ہے جس میں سے 1481 میل تاجکستان، ازبکستان اور ترکمانستان کے ساتھ منسلک ہے اور 44 میل چین کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور 1532 میل پاکستان کے ساتھ منسلک ہے جب کہ 528 میل ایران کے ساتھ ہے۔

ورلڈ فیکٹ بک لائبریری آف کانگریس کی رپورٹ ۲۰۰۴ء کے مطابق افغانستان میں پختون ۴۲ فیصد، تاجک ۲۷ فیصد، ازبک ۱۰ فیصد، ہزارہ جات ۹ فیصد، ترکمان ۳ فیصد، بلوچ ۲ فیصد ہیں۔ باقی چند فیصد نورستانی، بروہی، اور پامیری ہیں۔ ملک میں غیر مسلم آبادی نہ ہونے کی برابر ہے تاہم کابل اور دوسرے بڑے شہروں میں کچھ ہندو اور سکھ خاندان مدت سے آباد ہیں ہندو زیادہ تر تجارت پیشہ ہیں۔

نصر اللہ غلزائی افغانستان کی طول و عرض کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

"افغانستان کا کل رقبہ 2لاکھ 50 ہزار مربع میل (6لاکھ 57 ہزار کلومیٹر ہے) یہ ملک سطح سمندر سے چار ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے یہ تمام علاقہ کوہ ہندوکش کا علاقہ کہلاتا ہے جو شمال مشرق کی طرف واقع کوہستانی سلسلہ پامیر کی چوٹیوں کی جانب بلند ہو جاتا ہے۔ یہ بلندی واکھان تک پہنچتے پہنچتے بیس ہزار فٹ ہو جاتی ہے یہ سلسلہ انتہائی شمال مشرق تک پہنچنے کے بعد جنوب مغرب کی جانب مڑ جاتا ہے۔ اور چھ سو میل تک یہی کیفیت برقرار رہتی ہے۔ وسطی افغانستان سطح سمندر سے اوسطا چھ ہزار فٹ بلندی پر واقع ہے"۔(1)

اسماعیل ریحان افغانستان کے بارے میں لکھتے ہیں:

"باحمیت اور خود دار مسلمانوں کا یہ دیس 6لاکھ 47 ہزار 500 مربع کلومیٹر رقبے پر مشتمل ہے جس میں 2کروڑ 6لاکھ سے زائد افراد بستے ہیں، اکثریت حنفی المسلک مسلمانوں کی ہے۔ نسلی اور لسانی لحاظ سے یہ

---

(1)غلزائی، نصر اللہ، افغانستان ماضی اور حال کے آئینے میں، المنار بک سنٹر لاہور، ۱۲۔۱۳

لوگ مختلف قبائل ہیں، پختون مشرقی وسطی اور جنوبی افغانستان میں آباد ہیں۔ قندھار اور جلال آباد ان کے بڑے شہر ہیں۔ تاجک کابل شہر، کابل کے شمالی اضلاع اور ہرات میں زیادہ آباد ہیں۔ ازبکوں کا سب سے بڑا شہر مزار شریف ہے۔ ان کے علاوہ ہزارہ جات جو وسطی افغانستان میں آباد ہیں ایک الگ قوم ہیں"۔(1)

افغانستان کے لوگوں کا پیشہ، مشاغل اور پھل و میوے

افغانستان کے دیہی علاقوں میں زیادہ تر لوگوں کا پیشہ زراعت اور گلہ بانی اور تجارت ہے۔ گندم، جو، مکئی، تل، اور اس کے علاوہ افیون کی کاشت بھی بعض علاقوں میں کی جاتی ہے۔ افغانستان میں زیادہ تر زمینیں بارانی ہیں جب کہ نہری زمینیں بہت کم ہیں افغانستان کے پھل اور میوے: افغانستان کے انگور، انار، سیب، تربوز، خربوزہ، ناشپاتی، آڑو، شہتوت کے باغات بہت مشہور ہیں خصوصا قندھاری انار پوری دنیا میں اپنے ذائقے کی وجہ سے بے حد مشہور ہیں۔ اور اسی طرح خشک میوہ جات بھی سب سے زیادہ افغانستان میں پیدا ہوتا ہے مثلا: بادام، پستہ، اخروٹ، کشمش، اور چلغوزہ یہاں کی بڑی بر آمدی پیداوار ہیں اور افغانوں کی آمدن کا اور تجارت کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

سید سلیمان ندویؒ قندھاری انار کے بارے میں رقمطراز ہیں:

"قندھار کی تجارت کا سب سے بڑا سامان پھل اور میوے ہیں یوں تو اور بھی پھل اور میوے ہوتے ہیں مگر سب سے زیادہ شہرت یہاں کے اناروں کو حاصل ہے قندھاری انار جو ہندوستان آتے ہیں وہ تو مہینوں میں سوکھ کر خشک ہو جاتے ہیں، وہاں کا ایک تازہ انار آدھ سیر سے کم نہ ہوتا ہوگا اور اس قدر ان میں عرق ہوتا ہے کہ آدھا گلاس عرق ان سے بخوبی نکلتا ہے۔ البتہ ان میں کسی قدر چاشنی ضرور ہوتی ہے اس لیے انار کے دانوں پر ذرا نمک چھڑک کر کھاتے ہیں اور اس ترکیب سے ان کا ایک خاص مزہ ہو جاتا ہے، ہر روز قندھار سے چمن اور کوئٹہ کو ان میووں اور پھلوں کی پچیس تیس لاریاں آتی جاتی ہیں ان کے لیے وہاں خاص قسم کی ٹوکریاں بنتی ہیں اور ایک قسم کی لمبی لمبی گھاس چاروں طرف بھر کر بیچ میں پھل اور میوے رکھتے ہیں کہ راستہ میں وہ دبنے اور چور ہونے سے محفوظ رہیں"۔(2)

افغانوں کی دوسری سب سے اہم ذریعہ آمدن قالین بافی ہے اور یہ بہت بڑی صنعت ہے افغانستان کے شمال میں بسنے والے لاکھوں ترکمن اور ازبک لوگوں کا ذریعہ معاش ہے۔ کیوں کہ وہاں کے قالین اور غالیچے خوب صورت اور دیدہ زیب ہونی کی وجہ سے دوسرے ملکوں میں ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوتے ہیں جس کی وجہ سے اس کی مانگ زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت دیگر ملکوں کے اور افغانوں کا ایک بڑا ذریعہ آمدن بھیڑ بکریوں کے کھالوں کا کاروبار ہے کیوں کہ اس سے وہاں قراقولی بناتے ہیں پھر

---

(1) تاریخ افغانستان (زمانہ قبل از اسلام سے دور حاضر ۲۰۱۱م تک)، ۱/ ۲۱، ایضا

(2) ندوی، سید سلیمان، سیر افغانستان، مجلس نشریات اسلام کراچی، ۱۱۵۔۱۱۶

اسے دوسرے ممالک میں بر آمد کرتے ہیں۔ اور افغانستان کا مشہوراور قدیم کھیل بزکشی ہے یعنی ذبح شدہ بکری کو گھوڑوں پر سوار ہو کر ایک دوسرے سے جھپٹنا۔

صاحبزادہ حمید اللہ افغانستان کی پیداواری اور بر آمدی اشیاء کا مختصر ابیان کرتے ہوئے لکھتے ہے:

" افغانستان کی پیداوار میں گندم، جو، جوار، چاول، گنا وغیرہ شامل ہیں۔ خشک اور تازہ میوہ جات بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ ملک میں سونے، چاندی، لعل، لاجورد، تانبے، سیسہ، ابرک، کوئلے، گندھک، لوہے، سنگ مرمر، یاقوت اور چونے کی کانیں پائی جاتی ہیں۔ بر آمدات میں قالین، دریاں، کھال، قراقلی کھال، انگور، کشمش، پستے وغیرہ شامل ہیں زیادہ تر درآمدات صنعتی اشیاء ہوتی ہیں"۔(1)

افغانوں کے عادات اور طور طریقے

افغانوں کے بارے میں مشور ہے کہ وہ بہت محنتی، جفاکش، جانباز اور جنگ جو قوم ہیں۔ گھڑ سواری کے زیادہ شوقین ہوتے ہیں گھوڑی پر سوار ہونے کو معیوب سمجھتے ہیں۔ جنگ میں حملے کے وقت جان فشانی سے ڈٹ کر اپنے مورچے کی حفاظت کرتے ہیں اگر اس میں ان کو شکست ہو جائے تو بہت جلد بد دل ہو جاتے ہیں۔ اور افغانستان کے لوگ کھلے دل اور آزاد مزاج طبیعت کے لوگ ہیں اور اپنی افغانیت پر فخر کرتے ہیں۔

(1) صاحبزادہ، حمید اللہ، مختصر تاریخ افغانستان، روز الدین غزنوی پبلشرز کوئٹہ، ۷

فصل دوم

مہاجرین کی آمد کے اسباب

سوویت یونین کے افواج کا افغانستان مین عمل دخل

چناں چہ پچھلے فصل میں ہم نے افغانوں کی نسلی تاریخ اور مہاجرین کا تعارف بیان کیا تھا اب ہم اس فصل میں ان کی آمد کے اسباب اور وجوہات بیان کریں گے۔ سوویت یونین کے افوج 27 دسمبر 1979ء سے پہلے بھی افغانستان میں موجود تھے کیوں کہ نور محمد ترہ کئی اور حفیظ اللہ امین بقدر ضرورت چھوٹے موٹے دستے طلب کرتے رہتے تھے۔ ان کے علاوہ سوویت فوج جدید ترین روسی اسلحہ کا استعمال بہتر طریقے سے کرسکتے تھے۔ جون 1979ء تک سوویت مشیروں اور معاونین کی تعداد 8 ہزار تک پہنچ چکی تھی جو کہ ترہ کئی حکومت کی مدد کے لیے آئے ہوئے تھے ان میں سے آدھا حکومتی افسران تھے۔ اس کے علاوہ دسمبر 1979ء میں افغانستان پر حملہ کرنے سے پہلے تقریباً پچیس ہزار فوج افغانستان بھیج چکا تھا۔

پروفیسر افتخار احمد اس وقت کے افغانستان کے حالات کو یوں بیان کرتے ہیں:

> ”عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ روسی افوج نے 27 دسمبر 1979ء کو افغانستان پر حملہ کیا جس کے مقابلے میں افغان تحریک مزاحمت نے جنم لیا اور اس طرح روس کے خلاف جہاد افغانستان کا آغاز ہوگیا، یہ تصور درست نہیں ہے، حقیقت یہ ہے کہ افغانستان میں روسی فوج کی کارروائیاں اور اس کے خلاف افغان اسلامی تحریک کی مزاحمت صدر داؤد کے دور میں شروع ہو چکی تھی۔ جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے سردار داؤد روسی کے جی بی اور افغانستان کمیونسٹ پارٹی (پی ڈی پی اے) کی مشترکہ سازش کے نتیجہ میں ایک فوجی انقلاب کے ذریعے برسر اقتدار آیا تھا۔ لہٰذا وہ روسی حکومت اور ان کے حاشیہ بردار افغان کمیونسٹوں کی ہر قسم کی جائز و ناجائز برداریوں میں مصروف رہا۔ وہ تاریخ کا یہ سبق فراموش کر بیٹھا تھا کہ استعماری طاقتوں کی حاشیہ برداری کا پھندا ایک مرتبہ گلے میں ڈالنے کے بعد آسانی سے نکالا نہیں جاسکتا، استعماری آقاؤں کی ہر خواہش بے چون و چرا اس تکمیل لازم ہو جاتی ہے اور ان کی خواہشیں لامحدود ہوتی ہیں“۔(1)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روسی فوجیں صدر سردار داؤد کے وقت سے ہی افغانستان میں موجود تھے اور اپنے اہداف کی تکمیل میں مصروف تھیں اور ان اہداف کے حصول کے لیے مختلف قسم کے سازشیں کر رہے تھے۔

افغانستان سے بادشاہی نظام کا خاتمہ

1973ء میں افغانستان کے بادشاہ ظاہر شاہ نے یہ اعلان کیا کہ اس سال عام انتخابات کے ذریعے نئی حکومت بن جائی گی، اس کا خیال تھا کہ ان کے اس اعلان سے روس کے ایجنٹوں کے ستائے ہوئے افغان عوام مطمئن ہو جائی گی اور وہ بے فکر ہو کر یورپ کے دورے پر روانہ ہوا۔ سردار داؤد خان جو کہ ظاہر شاہ کا چچازاد بھائی اور بہنوئی بھی تھا وہ کافی عرصہ سے ایسے موقع

---

(1) پروفیسر، افتخار احمد، سیارہ افغانستان نمبر، افغانستان ایشیا کا کیوبا، ستمبر ،۱۹۸۱م، لاہور

کے تلاش میں تھا کہ ظاہر شاہ کی بادشاہی کا خاتمہ کیا جائے اور اس سے پہلے بھی وہ ایک بار کوشش کر کے ناکام ہو چکا تھا لیکن اس مرتبہ وہ سوویت یونین کی حمایت بھی حاصل کر لیا تھا اور اس کام کے لیے اس نے کافی مقدار میں ان سے اسلحہ بھی حاصل کر لیا تھا۔ چناں چہ داؤد خان نے فوج کی کچھ یونٹوں کی مدد سے کابل کی اہم سرکاری عمارتوں پر قبضہ کر لیا اور کسی خون خرابے کی بغیر چند لمحوں میں افغانستان سے بادشاہت کا خاتمہ کر دیا۔

میرے خیال میں افغانستان سے بادشاہت کے ختم ہونے کے بعد اس کے برے دن شروع ہو گئے تھے کیوں کہ اس کے بعد ملک میں سیاسی عدم استحکام، افراتفری اور قتل و غارت گری کا آغاز ہو گیا اور دن بہ دن اس میں اضافہ ہوتا گیا جسے سردار داؤد بھی کنٹرول نہ کر سکا اور اسی افراتفری میں روس کا فائدہ تھا جو کہ اس کے اشاروں سے اس کے ایجنٹ کر رہے تھے۔

صاحبزادہ حمید اللہ داؤد خان کے مسند اقتدار پر قابض ہونے کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

"جولائی 1973ء میں ظاہر شاہ کے چچازاد بھائی اور بہنوئی سردار داؤد نے جو لیونئی سردار (دیوانہ سردار) کے نام سے معروف تھا اس وقت حکومت کا تختہ الٹ کر اس پر قبضہ کر لیا جب ظاہر شاہ{ا} یورپ کے دورے میں اٹلی کے صدر مقام روم میں موجود تھا۔۔۔ سردار داؤد نے ظاہر شاہ کا تختہ الٹنے پر ملک کو جمہوریہ قرار دیا اور خود صدر بنا، اس کا چھوٹا بھائی سردار محمد نعیم وزیر خارجہ بنا۔ روس کی خفیہ مداخلت کا نتیجہ قرار دیا گیا لیکن روس سردار داؤد سے خوش نہیں تھا۔ تبھی تو روسی کمیونسٹ نظریے کی علمبردار دو پارٹیوں "خلق" اور "پرچم" نے زور پکڑا۔ خلق دھڑے کا سربراہ نور محمد ترہ کئی غلجی{۲} تھا یہ پشتونوں کی کمیونسٹ پارٹی تھی۔ پرچم دھڑا بھی پشتونوں کی تھی لیکن زیادہ تر فارسی بولنے والے کمیونسٹوں پر مشتمل تھا جس کی سربراہی ببرک کارمل کے سپرد تھی۔ داؤد خان نے ان دونوں پارٹیوں پر پابندی عائد کر دی"۔(1)

سردار داؤد خان کی پالیسیاں

17 جولائی 1973ء کو داؤد خان نے حکومت سنبھالا تو سب سے پہلے اس نے ریڈیو پر قوم سے خطاب کیا اور کہا کہ ملک سے بادشاہت کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اور ملک کا نام تبدیل کر کے "ریپبلک جمہوری نظام،، نافذ کیا جا رہا ہے جو اسلام کے روح کی عین مطابق ہے۔ اس نے عوام سے خطاب میں بہت اچھے اچھے وعدے کیے مثلاً حقیقی جمہوریت، تعلیمی انقلاب، خوش حال معیشت، سماجی اصلاحات، انصاف اور مساوات وغیرہ۔

---

(1) مختصر تاریخ افغانستان، ۲۳۱، ایضا

{ا} ظاہر شاہ: یہ افغانستان کا بادشاہ گزر چکا ہے قریب چالیس سال بادشاہ رہا ہے۔ {۲} نور محمد ترہ کئی: خلق کمیونسٹ پارٹی کا سربراہ اور افغانستان کا صدر تھا۔

لیکن داؤد خان کمیونزم کو ماننے والا تھا اور افغانستان کو وہ اس میں رنگنا چاہتا تھا کیوں کہ جو طاقتیں اس کو لائی تھیں وہ اس سے اپنی مرضی کے مطابق کام کروانا چاہتا تھا اور وہ تھا کمیونزم کی پرچار اور اس کا فروغ اور اس کی جڑیں پورے افغانستان میں مضبوط کرنا اور ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد میں اس کو پھیلانا، مگر اس نے ملک سے بادشاہت کا خاتمہ کر کے افغانستان کو سیاسی طور پر مستقل انتشار اور عدم استحکام کی طرف دھکیل دیا جس کے اثرات وتباہ کاریوں سے آج تک افغانستان نہیں نکل سکا۔ سردار داؤد خان نے اقتدار کا آغاز اپنے ہمسایہ ملک پاکستان کے ساتھ اختلافات سے واضح کیا اور اپنی تقریر میں برملا کہا کہ پاکستان واحد ملک ہے جس کے ساتھ افغانستان کا تنازعہ ہے۔ اور پختونستان کے نعرہ کو "ناقابل تردید حقیقت" بتایا۔ 17 اگست 1973ء کو افغانستان کے نائب وزیر خارجہ نے کابل میں پاکستانی سفیر سے ملاقات میں پاکستان کے سیاسی جماعت کے رہنماؤں خان عبد الغفار خان اور خان عبد الولی خان کی رہائی کا مطالبہ کیا کیوں کہ یہ لیڈر پختونستان کا مسئلہ اٹھا کر پاکستان کے لیے مشکلات پیدا کرتے رہتے تھے۔ اس کے علاوہ کبھی بلوچوں اور پختونوں کے ناراض لوگوں اور علیحدگی پسندوں کو تربیت بھی فراہم کرتا تھا اور یہ سب وہ اپنی مرضی سے نہیں کر رہا تھا بلکہ وہ روس کے منشاء سے اور اس کے اشاروں پر کر رہا تھا۔

سردار داؤد خان کی سوچ میں تبدیلی

داؤد خان {ا} نے یہ محسوس کیا کہ پاکستان اور دیگر ہمسایوں سے تعلقات کو خراب کرنا اور دشمنی رکھنا حماقت ہے اور افغانستان کو سوویت یونین سے باندھے رکھنا اور دیگر ممالک سے تعلقات کو بگاڑنا کسی طور پر افغانستان کے لیے فائدہ مند نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اس نے آہستہ آہستہ پاکستان اور ایران سے بھی تعلقات بہتر کرنا شروع کیا۔

اسماعیل ریحان سردار داؤد خان کی سوچ میں مثبت تبدیلی کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "کہا جاتا ہے کہ داؤد خان کی سوچ میں اس مثبت تبدیلی کے پس پردہ سعودی حکام کا جذبہ اخوت بھی کارفرما تھا، پاکستان اور افغانستان کے تعلقات میں بڑھتی ہوئی کشیدگی اور دونوں ملکوں کی ایک دوسرے کی حدود میں مبینہ مداخلت سے سعودی حکمران شاہ فیصل مرحوم کو سخت تشویش لاحق تھی۔ چناں چہ انہوں نے دباؤ ڈال کر دونوں ملکوں کو تعلقات کو بہتر بنانے پر آمادہ کیا۔ اس مصالحت میں تیسرے پڑوسی ایران کو بھی شامل کرنا مفید سمجھا گیا، ایران میں ان دنوں رضا شاہ پہلوی کی حکومت تھی جس نے معاہدے کے مطابق بعد میں افغانستان کو خاصی مالی امداد مہیا بھی کی"۔(1)

بہر حال! مختلف ممالک کی ان کوششوں کا اچھا خاصا اثر پڑا، اور داؤد خان نے 1976ء میں اپنی خارجہ پالیسی تبدیل کرنا شروع کیا اسی سال جون میں پاکستان کا دورہ کیا جہاں اس نے ذوالفقار علی بھٹو سے ملاقات کی اور دونوں رہنماء ایک دوسرے

---

(1) تاریخ افغانستان، (زمانہ قبل از اسلام سے دور حاضر ۲۰۱۱م تک)، ۲/ ۳۸-۳۹، ایضا

{ا} داؤد خان: افغانستان کا صدر رہا پانچ سال اور سابق بادشاہ ظاہر شاہ کا چچازاد بھائی اور بہنوئی تھا۔

سے مطمئن ہوگئے دونوں نے ایک دوسرے کے خلاف بیان بازی بند کرنے پر اتفاق کیا اور ذوالفقار علی بھٹو نے افغانستان میں سرگرم اسلامی تنظیموں اور حریت پسندوں کی حرکتوں پر پاکستان میں مکمل پابندی عائد کر دی۔

داؤد خان کی کمیونزم سے نکلنے کی کوشش میں مختلف ممالک کا دورہ

سردار داؤد نے حکومت سے ان کمیونسٹوں کو علیحدہ کرنا شروع کر دیا جو سوویت یونین کے حامی تھے اس نے 1977ء میں نئی کابینہ تشکیل دی اس میں اپنے دوستوں اور سابقہ شاہی خاندان کے افراد کو بطور خاص شامل کر لیا اور ساتھ ہی ساتھ ایک نیا آئین بھی پیش کیا جس کے مطابق ملک میں صرف ایک پارٹی کام کر سکتی تھی باقی تمام جماعتوں پر بشمول "خلق" اور "پرچم" کو کالعدم قرار دے کر پابندی عائد کر دی اور ایک پارٹی بنائی جس کا نام رکھا "قومی انقلابی پارٹی"۔ لہذا وہ کمیونزم سے بیزار ہو کر افغانستان کو اس کے چنگل سے آزاد کرانا چاہتا تھا اسی لیے اس نے آب پاشی، ٹیکسٹائل ملز اور دیگر منصوبوں کے لیے چین سے امداد حاصل کرنا شروع کر دیا اور امریکہ بھی اس کی امداد کرنے لگا تھا جو اس کو سوویت یونین سے آزادی اور اس کے جال سے نکلنے میں حوصلہ افزائی کر رہا تھا۔ چناں چہ اس مقصد کے لیے داؤد خان نے ان ممالک کے دورے شروع کیے جو امریکہ کے حمایتی تھے۔

اسماعیل ریحان سردار داود کے امریکی بلاک کے ممالک کے دورہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "۱۹۷۸ء کے موسم بہار میں داؤد خان نے پاکستان، بھارت، لیبیا، مصر، ترکی، یوگوسلاویہ، سعودی عرب اور کویت کے دورے کیے۔ ساتھ ہی جلد امریکہ جانے اعلان بھی کیا۔ در اصل وہ جانتا تھا کہ اس نے اسلامی ممالک اور امریکہ سے تعلقات استور نہ کیے تو اس کی کرسی ڈگ مگاتی رہے گی اور سوویت یونین بڑی آسانی سے اسے اقتدار سے علیحدہ کرنے کے لیے کوئی کارروائی کر گزرے گا۔ اپریل ۱۹۷۸ء میں سعودی عرب کے دورے میں داؤد خان نے صومالیہ اور ایتھوپیا کے تنازع کو جلد حل کرنے سے متعلق ایک مشترکہ اعلامیہ پر دستخط بھی کیے۔ چوں کہ ایتھوپیا روس کے حلیف اور یوگنڈا کے صومالی مسلمانوں کے حقوق آزادی کا غاصب تھا، اس لیے داؤد خان کا یہ اقدام ایتھوپیائی حکومت کے ساتھ ساتھ روس کو بھی سخت ناگوار گزرا اور اس نے افغانستان میں اپنی پروردہ کمیونسٹ پارٹیوں اور فوج کے کمیونسٹ افسران کو داؤد خان کا تختہ الٹنے کے لیے "گرین سگنل" دے دیا"۔(1)

سوویت یونین کی داؤد خان کے خلاف سازش اور انقلاب ثور

سوویت یونین سردار داؤد کی تبدیل ہوتی پالیسیوں کو بغور دیکھ رہا تھا اور اس کو بہت تکلیف تھی کہ ایون اقتدار سے کمیونسٹوں کو نکالنا اور پاکستان اور ایران سے تعلقات کو بہتر کرنا نیز دیگر ان ممالک کی دورے کرنا جو روس کے خلاف اور امریکہ

(1) تاریخ افغانستان (زمانہ قبل از اسلام سے دور حاضر ۲۰۱۱م تک)، ۲/ ۴۰، ایضا

کے حامی تھے۔ جسکے بنا پر 1977ء میں ہی اس کے حکومت کا تختہ الٹنے کی سازشیں شروع ہوئیں۔ لہذا اسی سال جولائی میں دو کمیونسٹ پارٹیوں "خلق" اور "پرچم" کو متحد کیا گیا تا کہ ان کے ذریعے دنگا فساد اور پر تشدد مظاہرے کروا کر حالات کو خراب سے خراب تر کیا جائے، چناں چہ پورے کابل میں مختلف جگہوں پر طلبہ تنظیموں نے احتجاجی مظاہرے شروع کر دیے جس کی وجہ سے معمولات زندگی درہم برہم ہوگئے۔ تو ان پر تشدد مظاہروں کے دوران کابل میں "پرچم" اخبار کے ایڈیٹر میر اکبر کو نامعلوم افراد نے اچانک قتل کر دیا اور یہ بہت نامور صحافی تھا تو ہر طرف اس کے قتل کی خبر پھیل گئی اور اس کے جنازے میں ہزاروں لوگ شامل ہوئے جو بعد میں احتجاجی مظاہرے کی شکل اختیار کر لی چناں چہ مظاہرین اس قتل کا ذمہ دار داؤد خان اور امریکہ کو ٹھہرا رہے تھے۔

آخر کار تقریبا ایک ہفتہ گزرنے کے بعد بھی حالات معمول پر نہ آئے تو 26 اپریل کو داؤد خان نے کمیونسٹوں کے خلاف کریک ڈاؤن کا فیصلہ کیا کیوں کہ یہی لوگ حکومت کے خلاف عوام کو اشتعال دلا رہے تھے۔ اس کریک ڈاؤن کے نتیجہ میں ببرک کارمل، نور محمد ترہ کئی اور حفیظ اللہ امین کو گرفتار کر کے جیل میں قید کر دیا، تاہم سردار داؤد خان سے ایک کوتاہی اور بڑی غلطی یہ ہوئی کہ فوج کے اندر جو بڑے بڑے افسران تھے انہیں گرفتار نہیں کیا گیا تھا جو ان کمیونسٹوں کی پشت پناہی کر رہے تھے۔ شاید انہیں ان کے بارے میں علم نہیں تھا جس کی وجہ سے انہیں یہ دن دیکھنا پڑا، حالاں کہ یہ تینوں فوج کے اعلی عہدوں کے افسران کو اپنے اعتماد میں لے کر اس طرح کے پر تشدد مظاہرے کر رہے تھے نیز ان کو سوویت یونین کی بھی بھرپور حمایت حاصل تھی۔

ریاض احمد سید نے انقلاب ثور اور داؤد خان کے قتل کے بارے میں کہتے ہیں:

> "27 اپریل 1978ء کو فوج نے سردار محمد داؤد کی حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ انقلاب کی قیادت 37 سالہ لیفٹننٹ کرنل عبد القادر نے کی جو افغان فضائیہ میں ڈپٹی کمانڈر تھے۔ داؤد حکومت کے خاتمہ کے اعلان کے ساتھ ہی ریڈیو کابل نے لیفٹننٹ کرنل عبد القادر کو جنرل کہنا شروع کر دیا۔ 27 اپریل کو ریڈیو پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے جنرل عبد القادر نے کہا کہ ملک کو سردار داؤد اور نادر شاہی حکومت سے ہمیشہ چھٹکارا مل گیا ہے۔ ملک بھر میں مارشل لاء اور کابل میں کرفیو کا نفاذ کر دیا گیا ہے ملک کا نظم ونسق چلانے کے لیے مسلح افواج کی انقلابی کونسل تشکیل دی گئی جس کے سربراہ جنرل عبد القادر مقرر ہوئے۔ جنرل عبد القادر کی مسلح کارروائی کے دوران بے پناہ جانی نقصان ہوا اور ایک محتاط اندازے کے مطابق سردار داؤد اور ان کے بھائی سردار نعیم سمیت کم وبیش دس ہزار افراد لقمہ اجل بن گئے۔ ہلاک ہونے والی دیگر

نمایاں شخصیات میں افغانستان کے نائب صدر سید عبد اللہ، وزیر دفاع اور کمانڈر ان چیف جنرل غلام حیدر رسولی، وزیر داخلہ عبد القادر اور فضائیہ کے سربراہ جنرل محمد موسی بھی شامل تھے"۔(1)

انقلابی کونسل کے فیصلے اور نور محمد ترہ کئی کی خراب پالیسیوں کی وجہ سے افغانستان میں بدامنی سے لوگوں کی ہجرت

"انقلاب ثور" کا اصل کردار نور محمد ترہ کئی اس وقت سامنے آئے جب 30 اپریل کو انقلابی کونسل کے ایک اجلاس میں انہیں اس کونسل کا چیئرمین افغانستان کا وزیر اعظم اور صدر منتخب کیا گیا۔ اور اسی اجلاس میں افغانستان کو "عوامی جمہوریہ افغانستان "کا نام دیا گیا۔ "انقلاب ثور" کے دوسرے بڑے لیڈر ببرک کارمل کو نائب وزیر اعظم مقرر کیا گیا جب کہ حفیظ اللہ امین کو ڈپٹی وزیر اعظم اور وزیر خارجہ کا عہدہ دیا گیا۔ ترہ کئی نے "انقلاب ثور" کے چند دنوں بعد اعلان کیا کہ "ملک کی بنیاد اسلام ہو گی"۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کی کمیونسٹ پسندی اور اسلام دشمنی افغان عوام کے سامنے آتا جا رہا تھا کیوں کہ اس نے مذہبی اور روایتی پیروں اور مرشدوں کے خلاف سخت اقدامات شروع کیے اور اس نے افغانستان کے سب سے مضبوط اور مؤثر حلقہ علماء، ملاؤں اور پیروں پر سب سے پہلے کاری وار کیا، ہزاروں علماء کو شہید اور جیلوں میں قید کر دیا۔ بہت سے علماء کرام اور روحانی پیشوا فرار ہو کر پاکستان آئے اسی طرح بہت سے اسلام پسند سیاستدان اور دانشور بھی پاکستان کا رخ کر کے کوئٹہ اور پشاور میں مقیم ہو گئے۔ جب کہ ترہ کئی کی یہ کوشش تھی کہ اس کی حکومت پر "کمیونسٹ پسندی،، کا چھاپ نہ لگنے دیا جائے لیکن روس کے ساتھ اس کے تعلقات کوئی چھپی ہوئی بات نہیں تھی کیوں کہ جب یہ حکومت میں آیا تھا تو سب سے پہلے روس نے اس کی حکومت کو تسلیم کیا تھا اس لیے عوام اس کے جھانسے میں نہیں آئی جیسا کہ وہ اسلام پسندی کی باتیں کر رہا تھا اور یقین دلا رہا تھا۔

نور محمد ترہ کئی اور حفیظ اللہ امین کے اختلافات اور ترہ کئی کا قتل

جب ترہ کئی ستمبر 1979ء کو روس کے دورے پر ماسکو پہنچا تو روسی صدر برژنیف اس سے اکیلے میں ملاقات کی، حفیظ اللہ امین کی ناکامیوں کا بتا کر اسے برطرف کرنے کا کہا۔ جب وہ 11 ستمبر کو دورہ مکمل کر کے واپس کابل آیا تو اگلے دن وزراء کے اجلاس میں امین کی کارکردگی پر برہمی کا اظہار کرتے ہوئے اسے برطرف کرنے کا عندیہ دیا لیکن اس کو یہ اندازہ نہیں تھا کہ امین نے فوج اور پولیس کے اعلی افسران کو اپنے ساتھ ملا لیا تھا حتی کہ کابینہ کی اکثریت بھی اس کی حامی تھی۔ 14 ستمبر کو امین نے وزراء کا اجلاس بلایا اس میں تین وزراء کو برطرف کرنے کے احکامات جاری کیے جو کہ ترہ کئی کے حامی اور اس کے قریب تھے چناں چہ وہ برطرفی کا حکم نامہ صدر کے پاس دستخط کے لیے بھیجا گیا لیکن صدر نے اسے مسترد کر دیا، پھر تب ترہ کئی کو حفیظ اللہ امین کی طاقت کا اندازہ ہوا اور اس نے اسے فون کر کے بلایا کہ آؤ روسی سفیر بھی آ رہا ہے۔ لہذا اس کی موجودگی میں اس

(1) سید، ریاض احمد، المیہ افغانستان، ہسٹاریکل ریسرچ انسٹیٹیوٹ اسلام آباد، ۱۴۲

مسئلہ کو بات چیت سے حل کریں لیکن وہ روسی سفیر کے آنے سے پہلے صدارتی محل پہنچ کر ترہ کئی کے خلاف کارروائی کا حکم دے دیا اور فوج نے صدارتی محل کا محاصرہ کر کے فائرنگ شروع کر دی۔ چند ہی لمحوں میں ترہ کئی اپنے تین قابل اعتماد ساتھیوں سمیت وزراء، خفیہ پولیس کے سربراہ اور دیگر محافظوں کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔ بعض ذرائع سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اس حملے میں زخمی ہو گیا تھا اور بعد میں قتل کیا گیا لیکن اس کی حکومت کا اسی دن خاتمہ کر دیا گیا اور حفیظ اللہ امین مسند اقتدار پر براجمان ہو گیا۔

سادہن مکرجی نور محمد ترہ کئی کے قتل کے واقعہ کو اس طرح لکھتے ہیں:

"پہلی کہانی تو یہ ہے کہ صدر کے محل میں جب گولیاں چلی تھیں اس وقت وہ بھی مارے گئے تھے۔ دوسرے کہانی ہے کہ ترہ کئی گولی لگنے سے بری طرح زخمی ہو گئے تھے اور آٹھ اکتوبر کو ان کا انتقال ہو گیا۔ تیسری کہانی ہے کہ انہیں عمداً قتل کیا گیا۔ ترہ کئی بالکل ٹھیک تھے لیکن امین کے حکم سے انھیں آٹھ اکتوبر کو گلا گھونٹ کر قتل کیا گیا۔ اس جرم کا ارتکاب تین دوسرے اشخاص نے کیا تھا یعنی محافظوں کے سیاسی افسر فرسٹ لیفٹننٹ روسی، محافظوں کے افسر اور انٹیلی جنس کے سربراہ لیفٹننٹ اقبال خان اور مواصلات کے افسر ودود نے، اقبال خان گرفتار نہ کیا جاسکا۔ وہ ان "وطن پرستوں" میں شامل ہو گیا جو پاکستان میں افغانستان کی آزادی کے لیے لڑ رہے ہیں"۔(1)

فداءالرحمان چترال افیئرز میں ترہ کئی کے قتل بارے میں لکھتے ہیں:

"ببرک کارمل {ا} کے موقع کو غنیمت جان کر مکر و فریب کا بادشاہ پرچم پارٹی کا "ببرک کارمل" ترہ کئی حکومت سے علیحدہ ہو کر سویت یونین میں جا کر بیٹھ گیا اور سویت یونین کو یہ باور کروانے میں کامیاب ہو گیا، کہ نور محمد ترہ کئی کا ساتھی حفیظ اللہ امین CIA سے مل چکا ہے، اور وہ خود اقتدار میں آ کر افغانستان کو امریکی لابی میں لے جانے کے لیے منصوبہ بندی کر رہا ہے۔ ہوا بھی یوں کہ چند روز بعد ہی حفیظ اللہ امین نے نور محمد ترہ کئی کو قتل کر کے خود اقتدار پر قبضہ جما لیا۔ اب سویت یونین کے لیے حفیظ اللہ امین کا کردار مشکوک ہو چکا تھا۔ فوراً ہی سویت یونیں نے اپنی افواج افغانستان میں بھیج کر حفیظ اللہ امین کو قتل کر کے حکومت حوالے کر دی"۔(2)

---

(1) مکرجی، سادہن مکرجی، افغانستان زوال سے عروج تک، گزاز پریس، کراچی، ۱۹۹۱م، ۱۲۰

(2) فداءالرحمان، افغان جہاد۔۔۔ حقائق، ویب سائٹ، چترال افیئرز، ۱۳ ستمبر، ۲۰۱۷م ۔

{ا} ببرک کارمل نسلاً پشتون تھا لیکن وہ چوں کہ فارسی زبان پر زیادہ عبور ہونے کی وجہ سے انہیں تاجک سمجھا جاتا تھا اور پرچم دھڑے کا سربراہ تھا۔

روس کا افغانستان پر حملہ اور افغان باشندوں کی پاکستان کی جانب ہجرت

روس کو اپنا خاص آدمی اور مہرہ نور محمد ترہ کئی کی موت کی خبر پہنچی تو روسی صدر نے حفیظ اللہ امین کو سخت سزا دینے کا فیصلہ کیا جس طرح اس نے ترہ کئی کے ساتھ کیا تھا چناں چہ روسی صدر نکولائی برژنیف نے 23 تا 26 دسمبر سوا لاکھ کے قریب سرخ افواج کو افغانستان روانہ کر دیا۔ 27 دسمبر 1979ء کو سوویت افواج نے صدارتی محل کا محاصرہ کر کے حفیظ اللہ امین {ا} کو قتل کر دیا پھر چار دنوں بعد 1 جنوری 1980ء کو روس نے اپنا خاص مہرہ اور ایجنٹ "ببرک کارمل" کو ایک قافلے کے ہجوم میں ایک ٹینک پر بٹھا کر قصر صدارت پر براجمان کر دیا۔ روس اس کی کافی عرصے سے تربیت کر رہا تھا۔ وہ چوں کہ نسلاً پشتون تھا لیکن فارسی زبان پر زیادہ عبور ہونے کی وجہ سے انہیں تاجک سمجھا جاتا تھا اور پرچم دھڑے کا سربراہ تھا اور عوام اور علماء کو اس کی کمیونسٹ ہونے کا یقین تھا جس سے عوام میں تحریک مزاحمت نے زور پکڑ لیا تو روس نے بھی کارروائیاں تیز کر دیں جس کے نتیجے میں ہزاروں بے گناہ لوگ قتل ہوئے۔

فداء الرحمان افغانستان پر روسی حملہ کے بعد کی صورت حال کا اس طرح تجزیہ کرتے ہیں:

"سویت یونین کی فوج کے آنے کے بعد پوری دنیا میں ایک بھونچال آیا۔ خاص کر کے پاکستان کے لیے یہ ایک سخت اور مشکل وقت تھا، کیوں کہ اس وقت سویت یونیں کی کیفیت بھی ایک بدمست ہاتھی کی سی تھی۔ سویت یونین وسطی ایشیا کی مسلم ریاستوں کو تنگی کا ناچ نچا کر اپنی غلامی میں لے رکھا تھا۔ اب اپنی سرحدیں کابل اور جلال آباد تک لے آیا تھا۔ یہ "روسی ریچھ" بحر ہند کے گرم پانیوں تک رسائی حاصل کرنے اور پاکستانی ساحل سمندر تک جانے کی تدبیر کرنے لگا۔ پھر روسی ریچھ کا پڑوس میں بیٹھنا پاکستان کی سالمیت کے لیے خطرہ بنا ہوا تھا۔ پس پاکستان ایک سال تک سوچ بچار کے بعد نتیجے پر پہنچا اور اپنی بقا، سلامتی اور تحفظ کے لیے افغانستان میں گوریلا جنگ شروع کیا"۔ (1)

فداء الرحمان افغان جنگ میں امریکی مداخلت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"پاکستان امریکی ایما اور کسی بھی قسم کی لالچ اور دباؤ پر اس جنگ میں نہیں کودا تھا۔ بلکہ اپنی دہلیز پر بیٹھا روسی ریچھ، بدمست ہاتھی اور " زار شاہی کی جانشین " جس نے کئی مسلم ریاستوں کو ہڑپ کیا تھا کو روکنے اور اپنے تحفظ کے لیے اس جنگ میں شامل ہوا تھا۔ امریکا کے گلوبل مفادات تھے جن کی تحفظ کے لیے امریکہ نے ایک سنہری موقع جان کر اس جنگ میں پاکستان کے ساتھ تعاون کیا۔ دنیا کے دوسرے اسلامی

---

(1) فداء الرحمان، افغان جہاد۔۔۔ حقائق، ویب سائٹ، چترال افیئرز، ۱۳ ستمبر، ۲۰۱۷م، ایضا

{ا} حفیظ اللہ امین: افغانستان کا صدر رہا تین مہینے تک اور انقلاب ثور کا سرکردہ رہنماؤں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔

ممالک نے بھی مادی، اخلاقی انفرادی قوت اور پیسہ دے کر امداد مہیا کیں۔ اس جنگ کے اہم کردار وہ پیادے (مجاہدین) تھے جنہوں نے معجزہ کردار دکھایا۔ سویت یونین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ سویت یونین کھوکھلا اور معاشی طور پر دیوالیہ ہوگیا۔ اس کا شیرازہ بکھر گیا"۔(1)

صاحبزادہ حمید اللہ روسی حملہ کے بعد کی صورت حال کے بارے میں لکھتے ہیں:

"یہ دیکھ کر پشتون رہنما، علماء، خواتین اور جائیداد و زمین کے مالکان نے ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں پاکستان کا رخ کیا۔ جلد ہی پشاور میں افغان مہاجرین کی تعداد دس لاکھ اور بلوچستان میں تین لاکھ تک پہنچ گئی۔ بیس سال بعد پشاور میں یہ تعداد تیس لاکھ اور بلوچستان میں دس لاکھ تک پہنچ گئی۔ اقوام متحدہ کے ادارہ برائے بحالی مہاجرین(U N H C R) نے ان لاکھوں مہاجرین کو آٹے، گھی، چینی، دودھ، خیموں، کمبلوں اور دواؤں کی امداد دینی شروع کردی۔ افغان مہاجرین کے لیے شہروں سے باہر وسیع قطعات ارضی پر کیمپ اور خیمہ بستیاں قائم کی گئیں"۔(2)

سوویت افواج کی مظالم سے جان بچا کر افغان باشندوں کا ہمسایہ ممالک کی طرف ہجرت

روسی افواج کا یہ وطیرہ تھا کہ جب کسی بھی علاقے پر حملہ کرتے تھے تو ظلم ودہشت کے ایسی مثالیں قائم کرتیں کہ ان کے ہوش اڑ جائے اور کسی کو ان کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہ ہو۔ چناں چہ روسی افواج جب بگرام ائیر پورٹ پر اترے تو شہروں سے نکل کر دیہاتوں کی طرف چلے گئے اور افغان فوج کے بعض یونٹ خادم کے طور پر کام کرتے تھے ساری قوت روسی افواج کے ہاتھ میں تھی۔

اسماعیل ریحان نے ان مظالم کو یوں بیان کیا ہے:

"کنڑ کے علاقے چغہ سرائے میں روسیوں نے عوام کو ایک جلسے میں مدعو کیا اور کہا گیا کہ "اہم اعلان" کیا جائے گا۔ جب گاؤں کی آبادی وہاں جمع ہوگئی تو ان پر کئی اطراف سے مشین گنوں کے دہانے کھول دیے گئے۔ گولیوں کی بارش اس وقت تک جاری رہی جب تک کہ سب ختم ہونے کا یقین نہ ہوگیا۔ اس طرح "ڈاگر" نامی دیہات کے باشندوں کو اجتماعی طور پر اس طرح قتل کیا گیا کہ ان کے جسم کے اعضا کے ٹکڑے، لوتھڑوں اور بوٹیوں کے ڈھیر نظر آتے تھے۔ فروری 1980ء میں صوبہ لغمان کے گاؤں علی شنگ میں جلسے کا اعلان کر کے دیہاتیوں کو جمع کیا گیا۔ یہ 650 افراد تھے۔ انہیں رسیوں سے جکڑ کر تین بڑے گڑھوں میں زندہ دفن کر دیا گیا۔ کچھ دنوں بعد مجاہدین نے وہاں آکر کھدائی کی تو دیکھ کر آبدیدہ ہوگئے کہ

---

(1) فداء الرحمان، افغان جہاد۔۔۔ حقائق، ویب سائٹ، چترال افیئرز، ۱۳ ستمبر، ۲۰۱۷م، ایضا

(2) مختصر تاریخ افغانستان، ۲۳۵، ایضا

شہداء میں ایک عورت بھی تھی جس کی گردن میں قرآن مجید حمائل تھااور اس کا دودھ پیتابچہ اس کے سینے سے چمٹا ہوا تھا۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ روسی بھیڑیے عورتوں اور بچوں کو بھی کسی رعایت کا مستحق نہیں سمجھتے تھے"۔(1)

اسی طرح کا ایک واقعہ ہمارے صوبہ قندوز کے ضلع چہاردرہ{۱} میں میرے داداجان مرحوم کے گاؤں کے پاس ایک گاؤں ہے جس کا نام "قتل عام" ہے۔ ایک دن صبح کے وقت روسی افواج اس گاؤں پر حملہ آور ہوئے اور گاؤں کے تمام افراد مرد، عورتیں، بچوں کو شہید کر دیااور مال مویشیوں اور مرغیوں کو بھی حتی کہ ہر ذی روح کو ختم کر دیا۔ اس گاؤں کے جو لوگ زندہ بچے تھے وہ اس دن گاؤں میں موجود نہیں تھے شہر میں تھے یا بیرون ملک تھے وہ چند افراد تھے ان کے علاوہ سب کو قتل کر دیا گیا تھا اسی وجہ سے آج تک اس گاؤں کا نام "قتل عام"{۲} پڑ گیا ہے اور اب بھی اس کو "قتل عام،، کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ واقعہ میرے والد محترم کا انکھوں دیکھا احوال ہے جو کبھی کبھار روس کے ظلم وستم کے بارے میں بتاتے رہتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ روس نے افغانستان میں ہر حربہ و ظلم وبربریت کے مظالم ڈھائے اور ہر طرح کے ہتھیار، گن شپ ہیلی کاپٹرز، نیپام بم، کھلونا بم، اور زہریلی گیسوں کا استعمال کیا تاکہ افغانستان میں نسل کشی کر کے مسلمان اور مجاہد پیدا ہونے سے روک سکے لیکن وہ خود تباہ و ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور افغانستان میں مسلمان اور مجاہدین اب بھی موجود ہیں اور تا قیامت موجود ہوں گے ان شاء اللہ۔

افغان مجاہدین کا جذبہ انتقام

تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی تھی 1979ء میں افغانستان پر روسی حملہ کے بعد سے ہی مجاہدین نے زبردست کار روائیاں شروع کردی تھیں اور مجاہدین کی مختلف تنظیمیں اپنے اپنے طور پر افغان نوجوانوں میں جذبہ جہاد کو بیدار کر رہے تھے کچھ تنظیموں کے رہنما افغانستان کے تعلیمی اداروں میں پڑھنے والے طلبہ پر محنت کر رہے تھے ان رہنماؤں میں پروفیسر غلام محمد نیازی جو کہ کابل یونیورسٹی میں شعبہ دینیات کے پروفیسر تھے۔ یہ تنظیمیں افغان نوجوانوں کو گوریلا تربیت بھی فراہم کر رہے تھے کیوں کہ افغان عوام اکثر وبیشتر چھوٹے اسلحے کا استعمال جانتے تھے۔

صاحبزادہ حمید اللہ مشہور جہادی رہنماؤں کا نام اس طرح لکھتے ہیں:

"ان جہادی تنظیموں میں جو افغانستان میں سوویت یونین کے خلاف لڑ رہے تھے ان میں انجنئیر گلبدین حکمت یار کی "حزب اسلامی" مولوی محمد یونس خالص کی "جمعیت اسلامی" پروفیسر برہان الدین ربانی (دری بولنے والے) کی "جمعیت اسلامی" مولوی محمد نبی محمدی کی "حرکت اسلامی" پیر سید احمد گیلانی کی

(1) تاریخ افغانستان (زمانہ قبل از اسلام سے دور حاضر ۲۰۱۱م تک)، ۲/ ۷۰، ایضا

{۱} چہاردرہ: صوبہ قندوز کا ایک ضلع ہے۔ {۲} قتل عام: قندوز کا ایک گاؤں ہے۔

"جبہہ ملی اسلامی" اور عبد الرب رسول سیاف کی "جبہہ اسلامی" روس کے خلاف بر سر پیکار تھے۔ ان کے علاوہ پنج شیر {ا} میں احمد شاہ مسعود کی "شورائے نظار" اور شیعہ ہزارہ کی "حزب وحدت" بھی اپنے اپنے طور پر روس کے خلاف جنگ میں مصروف تھیں"۔(1)

یہ مذکورہ تنظیمیں زیادہ مشہور تھیں ان کے علاوہ اور بھی مجاہدین رہنما اور ان کی تنظیمیں میدان جہاد میں موجود تھیں۔ ان میں مولانا محمد یونس خالص کی "حرکت انقلاب اسلامی" پروفیسر صبغت اللہ مجددی کی "خدام الفرقان" مولانا جلال الدین حقانی جنہیں افغان جہاد کا بانی شمار کیا جاتا ہے۔ انہوں نے اپنے علم اور فتاوی سے افغان جہاد کو زندہ کیے رکھا جب کمیونسٹوں نے "انقلاب ثور" کے نام سے "کمیونسٹ انقلاب" برپا کیا تو جن علماء و مفتیان کرام نے ان کے خلاف جہاد کا فتوی دیا ان میں ان کا نام سر فہرست ہے۔

مجاہدین رہنماؤں کا اتحاد

مذکورہ افغان مجاہدین رہنماؤں کی تنظیمیں اپنے اپنے طور پر سوویت یونین کے خلاف میدان جہاد میں لڑ رہے تھے تو وہ زیادہ موثر نہیں تھا جس کی وجہ سے روس افواج کا نقصان کم تھا اور مجاہدین کا زیادہ ہو رہا تھا تو مجاہدین کی تنظیموں میں اتحاد اس وقت کی اہم ضرورت تھی چناں چہ مجاہدین میں اتحاد کے لیے سعودی عرب، پاکستان سمیت امریکہ نے بھی اپنے مفادات کے حصول کے لیے کوششیں شروع کر دیں لہذا ۱۹۸۰ء میں ان تنظیموں نے اتحاد قائم کر لیا۔

اسماعیل ریحان مجاہدین کی اتحاد کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"مجاہدین کا شروع میں آپس میں کوئی رابطہ نہیں تھا جو رہنماء جن علاقوں پر قابض تھے وہاں پر روسی افواج کے خلاف جہاد میں مصروف تھے مجاہدین بکھرے ہوئے تھے اس لیے ان کی کارروائیاں زیادہ مؤثر نہیں تھیں جب کہ مجاہدین کے پاس افرادی قوت کی کمی نہیں تھی البتہ نظم و ضبط کا فقدان تھا اس تناظر میں ان کا یکجا ہونا بے حد ضروری تھا روس کو شکست دینے کے لیے۔ چناں چہ سوویت افواج کی حملے کی صرف ایک ماہ بعد 28 جنوری 1980ء کو چھ جہادی تنظیموں نے آپس میں اتحاد کر لیا۔ پروفیسر برہان الدین ربانی کو اس اتحاد کا سپریم لیڈر مقرر کر دیا گیا۔ ان جہادی رہنماؤں کو متحد کرنے میں افغانستان کے برادر ملک پاکستان نے اہم کردار ادا کیا اور امریکہ بھی اپنے مفاد کے خاطر ان کو متحد کرنے کی کوشش میں تھا جب کہ سعودی عرب نے اس اتحاد کا خیر مقدم کرتے ہوئے خادم الحرمین شریفین شاہ خالد نے 24 ملین ڈالر بطور عطیہ

---

(1) مختصر تاریخ افغانستان، ۲۳۶، ایضا

{ا} پنج شیر: پہلے صوبہ بدخشان کا ایک ضلع تھا، اب صوبہ ہے۔

فراہم کیا۔ لہذا اس رقم سے مجاہدین جنگی مہمات اور اسلحہ کی خریداری اور دیگر سامان حاصل کرنے میں بڑی آسانی ہوئی اور مجاہدین کی کارروائی میں بہت تیزی دیکھنے میں آئی "۔(1)

دس سالہ جنگ میں روسی نقصانات کا جائزہ

روس ڈیڑھ لاکھ فوج لے کر افغانستان پر چڑھ دوڑا، اور سمجھا کہ دیگر ریاستوں کی طرح چند سالوں میں اس پر اپنا قبضہ جمالوں گا۔ لیکن یہاں کے مسلمانوں کی مزاحمت نے اس کے چودہ طبق روشن کر دیے جس کے نتیجے میں اسے بھاری نقصان اٹھانا پڑا، کئی ہزار فوجوں کی ہلاکت اور اربوں ڈالر کا نقصان اٹھا کر بھی ناکام ونامراد ہو کر کئی ٹکڑوں میں بٹ گیا۔

صاحبزادہ حمید اللہ روسی افواج کی ہلاکتوں کے بارے میں یوں لکھتے ہیں:

"آخر میں روسی فوج کی تعداد ڈیڑھ لاکھ ہوگئی تھی مگر روس نے اس کی تعداد کبھی نہیں بتائی۔ روس نے 1987ء میں کیمیائے ہتھیار استعمال کیے مگر کبھی اس کا اعتراف نہیں کیا۔ جس طرح 1985ء کے آغاز میں سات افغان مجاہد تنظیمیں پشاور میں اپنا اتحاد "اسلامک یونٹی آف افغان مجاہدین" (I.M.U.I) کے نام سے قائم کر کے متحد ہوگئی تھیں۔ اسی طرح ان کے درمیان 1987ء میں فوجی اشتراک بھی ہوا۔ جس سے روس راہ فرار اختیار کرنے کا سوچنے لگا جس قدر جنگ طویل ہوتی جارہی تھی مجاہدین کو فائدہ پہنچتا تھا۔ شروع کے آٹھ سالہ جہاد کے دوران 33 ہزار روسی فوجی کام آئے مگر افغان مجاہدین روسی نقصان کو پچاس، ساٹھ ہزار کے درمیان بتاتے ہیں۔ 1988ء تک روس کے ایک ہزار ہوائی جہاز تباہ ہوچکے تھے، امریکی (سی آئی اے) کے مطابق 1985ء کے آخر تک روس کے سات سو پچاس طیارے تباہ ہوچکے تھے۔ بعد میں 279 جہاز سٹنگر میزائل پہنچنے کے بعد تباہ ہوئے۔ ایک روسی جنرل کے اعتراف کے مطابق پندرہ ہزار سے زائد روسی فوجی ہلاک اور تیس ہزار زخمی ہوئے۔ مگر نو سال بعد 15 فروری 1989ء کو جب روسی فوجیں شکست کھا کر پل داستی پر سے دریا آمو کو عبور کرنے لگیں تو ان کے جنرل کو پیچھے مڑ کر دیکھنے کی ہمت تک نہ ہوئی اور ایک منٹ سات سیکنڈ تک کھڑا ہو کر خود کو اور اپنے رہنماؤں کو گالیاں دیتا رہا جنہوں نے افغانستان فوج بھیجنے کا فیصلہ کیا تھا"۔(2)

ببرک کارمل حکومت کا خاتمہ اور افغانستان میں خانہ جنگی کی وجہ سے لوگوں کی ہجرت

---

(1) تاریخ افغانستان (زمانہ قبل از اسلام سے دور حاضر ۲۰۱۱م تک)، ۲/ ۹۲۔۹۳، ایضا

(1) مختصر تاریخ افغانستان، ۲۴۰۔۲۴۱، ایضا

{۱} نجیب اللہ: وہ افغان خفیہ ایجنسی "خاد" کا سربراہ تھا اس کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ روسی خفیہ ایجنسی "کے جی بی" کا ایجنٹ ہے۔

ببرک کارمل کی حکومت کا خاتمہ 1985ء میں ہوئی ان کی پانچ سالہ اقتدار کے دوران افغان جہاد میں کمی نہیں آئی بلکہ تیزی سے آگے بڑھتا رہا، لہذا ہر جگہ اور ہر محاذ پر اس کی فوج اور روسی افواج کو پسپائی کا منہ دیکھنا پڑا جس کو دیکھتے ہوئے روس نے اس سے اقتدار لے کر اپنے ایک اور خاص آدمی ڈاکٹر نجیب {ا} کے حوالے کیا۔ 1986ء میں اس نے اقتدار سنبھالا اور اس سے پہلے وہ افغان خفیہ ایجنسی "خاد" کا سربراہ تھا اس کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ روسی خفیہ ایجنسی "کے جی بی" کا ایجنٹ ہے۔ افغانستان کے لوگ اور مجاہدین اس کے بارے میں پہلے سے جانتے تھے کیوں کہ جتنا ظلم و تشدد و سفاکیت اس نے بے گناہ مسلمانوں پر کیے تھے کہ شاید ہی کسی افغان رہنما نے اس سے پہلے کیے ہوں اگر چہ وہ لوگوں کو متأثر کرنے کے لیے اپنی تقریروں میں قرآن وحدیث پڑھ کر بات کرتا اور بہت ہی فصیح اللسان تھا، نماز جمعہ کے لیے مساجد میں جاتا اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کے لیے مگر یہ سب اس کا دھوکہ اور فریب تھا در حقیقت وہ اپنی کمیونسٹ حکومت کو طول دینا چاہتا تھا اور ساتھ ساتھ سرخ افواج کے خلاف مجاہدین کی کارروائیوں کو کم کرنا چاہتا تھا۔

لہذا سوویت یونین کی تمام تدبیریں اور منصوبے ناکام ہوئیں تو روس نے افغانستان سے نکلنے کا فیصلہ کیا اور وہ انخلاء ایک بین الاقوامی معاہدے کے تحت کرنا چاہتا تھا تاکہ اپنی شکست کو کسی حد تک چھپا سکے اور دنیا کو لگے کہ وہ ایک معاہدے کے تحت نکل رہا ہے۔

جنیوا مذاکرات کا فیصلہ کن مرحلہ اور سوویت یونین کا انخلاء

روس، امریکہ، پاکستان اور افغانستان کے درمیان فروری 1982ء سے جنیوا میں مذاکرات شروع ہوئے، جنیوا مذاکرات تقریبا ساڑھے پانچ تک جاری رہے اور اس عرصے میں ان ممالک کے نمائندے ہر اجلاس میں موجود ہوتے اور انخلاء کے طریقہ کار اور ضامن کے بارے میں اور آئندہ کے لائحہ عمل کے حوالے سے چار جانبہ گفتگو ہوتی۔ بلا آخر روس نے 1987ء میں افغانستان سے پوری طرح انخلاء پر تیار ہوا لیکن وہ اس انخلاء کے لیے چار سال کی مہلت مانگ رہا تھا جب کہ مذاکرات میں شریک دیگر ممالک جلد سے جلد انخلاء چاہتے تھے۔ 15 فروری 1989ء کا دن افغانستان کی تاریخ میں کبھی نہیں بھلایا جاسکتا یہ وہ دن تھا سوویت یونین کی سرخ افوج کا انخلاء مکمل ہو ا اور اس کا آخری سپاہی بھی دریائے آمو کے پار چلا گیا۔ حالاں کہ 1987ء کے اواخر میں جنیوا معاہدے کو نتیجہ خیز بنانے کے لیے اپنی افواج کے انخلاء کا وعدہ کرتے ہوئے پندرہ ماہ کا وقت طلب کیا تھا لیکن جنیوا مذاکرات کے بعد محض آٹھ ماہ میں اپنے افواج کی واپسی مکمل کرلی۔ یہ صرف اور صرف ان پہاڑوں میں بسنے والے مجاہدین کا خوف و دہشت تھا۔

صاحبزادہ حمید اللہ نے روسی افواج کی انخلاء کے بارے میں اپنے تأثرات کو یوں بیان کرتے ہیں:

"اپریل 1988ء کو جنیوا میں بیسویں صدی عیسوی کے نصف آخر کا سب سے اہم اور انوکھا معاہدہ پاکستان اور افغانستان کے درمیان بالواسطہ ہوا جب کہ امریکہ اور روس نے ضامنوں کے حیثیت سے دستخط

کیے۔اس کی رو سے 15 مئی 1989ء سے افغانستان سے سوویت یونین فوج کا انخلاء عمل میں آنا تھا پہلے تین ماہ کے اندر نصف روسی فوج باہر جانی تھی اور بقیہ آدھی فوج آخری تین ماہ میں یعنی 1989ء کے ختم ہونے سے قبل نکل جانی تھی"۔(1)

ڈاکٹر نجیب کی حکومت کا خاتمہ

روسی افواج کے نکلنے کے بعد افغان مجاہدین نے جہاد کو پورے ملک میں پھیلا دیا اورافغانستان کے چار، پانچ وسطی اور جنوبی صوبوں میں جیسے پکتیا، ہلمند اور ارزگان وغیرہ پر ان کا قبضہ مضبوط ہو گیا تھا۔کابل میں ڈاکٹر نجیب کے حمایتی دوست جنرلز نے اس سے بغاوت کر کے پاکستان بھاگ آئے۔اب کمیونزم کی آخری نشانی جو روس کی طرف سے مقرر شدہ تھا مجاہدین کے مقابلے میں اکیلا رہ گیا تھا نیز اس کی لسانی اور قبائلی وحدت کام نہ آئی تقریباً ڈیڑھ یا دو سال کی مزاحمت کے بعد وہ بھی شکست کھا کر بھاگا اور اقوام متحدہ کے دفتر میں پناہ گزین ہوا۔

طارق اسماعیل ساگر ڈاکٹر نجیب اللہ کی حکومت سے علیحدہ ہونے کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

"18 مارچ 1993ء میں صدر نجیب نے پہلی مرتبہ حکومت سے دستبردار ہونے اور مستقبل کی حکومت میں حصہ نہ لینے کا اعلان کیا یہ تھا وہ عنقاء جسے مجاہدین نے زیر دام کیا یعنی مجاہدین نے بڑی مہارت اور دور اندیشی کے ساتھ اقوام متحدہ کے کوششوں کے زیر سایہ یہ جال پھیلایا کہ اقوام متحدہ نے مسئلہ افغانستان کے حل کے لیے جو پانچ نکاتی منصوبہ پیش کیا وہ اس صورت میں کامیابی کے ساتھ پایہ تکمیل تک پہنچ سکتا ہے، جب نجیب اقتدار سے دستبردار ہو اور پھر ان نکات پر مجاہدین اور اقوام متحدہ کے درمیان گفت وشنید ہو سکتی ہے۔بصورت دیگر اقوام متحدہ کی کوششیں خاک میں مل جائیں گی ایسا لگتا تھا کہ مجاہدین کی تنظیموں کو اقوام متحدہ کے اس پانچ نکاتی پروگرام پر کوئی خاص اعتراضات نہیں ہیں"۔(2)

جہادی تنظیموں کے مابین عبوری حکومت کی تشکیل کا معاہدہ

روسی افوج افغانستان سے نکلے ہوئے تین سال کا عرصہ گزر گیا تھا لیکن افغان خانہ جنگی ختم ہونے کی بجائے اس میں روز بہ روز اضافہ ہونے سے کئی بے گناہ اور قیمتی جانیں نگل رہا تھا اور ہر طرف سے نقصان افغانستان کے لوگوں کا ہو رہا تھا جس میں لوگوں کے املاک و کاروبار تباہ ہو رہے تھے اور لاکھوں کی تعداد میں لوگ بے گھر ہو رہے تھے تو ایسے میں ان جہادی تنظیموں کو ایک ایسے معاہدے پر متحد ہونا ضروری ہو گیا تھا جس پر تمام رہنماء متفق ہوں اور ایک عبوری حکومت تشکیل دینا

---

(1) مختصر تاریخ افغانستان، ۲۴۳، ایضا

(2) ساگر، طارق اسماعیل، افغانستان پر کیا گزری؟، طاہر سنز ناشر لاہور، ۲۰۰۷م، ۱۱۸

وقت کی اہم ضرورت تھی تا کہ پورے ملک میں جنگ بندی کا اعلان ہو جائے اور جس کے لیے خطے کے ممالک نے اپنی کوششیں تیز کر دیں تھی۔

اسماعیل ریحان معاہدے کے حوالے سے اس طرح تحریر کرتے ہیں:

> "24 اپریل 1992ء کو پشاور میں مجاہدین کا اہم اجلاس ہوا جس میں حکومت پاکستان اور سعودی حکمران شاہ فہد کے نمائندہ خصوصی شہزادہ ترکی الفیصل نے متفقہ طور پر اس معاہدہ کی توثیق کی جس میں صبغت اللہ مجددی کو دو ماہ کے لیے عبوری افغان حکومت کا سربراہ مقرر کیا گیا تھا۔ تاہم حزب اسلامی نے اب بھی معاہدے میں شمولیت اختیار نہ کی۔ اجلاس کے بعد صبغت اللہ مجددی نے تمام مجاہد تنظیموں سے اپیل کی کہ وہ نئی عبوری حکومت کی تابعدار رہیں۔ انہوں نے عنقریب ۵۰ افراد کی کابینہ کے ہمراہ کابل جانے کا اعلان بھی کیا۔ بہر کیف کابل کا محاصرہ کرنے والی تنظیموں اور گروپوں نے پشاور میں ہونے والے فیصلوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی روش برقرار رکھی۔ ۲۴ اپریل کو جس دن اس معاہدے کی توثیق ہوئی، اسی دن دوستم ملیشیا نے کابل ائیرپورٹ پر قبضہ کر لیا۔ اگلا دن یعنی اتوار ۲۵ اپریل ۱۹۹۲ء "فتح کابل" کا دن کہلاتا ہے۔ اس دن جمعیت اسلامی اور حزب اسلامی کے درمیان کابل کے زیادہ سے زیادہ علاقے پر قبضے کی دوڑ شروع ہوئی۔ جمعیت اسلامی نے کمیونسٹوں کی مدد سے اور حزب اسلامی نے ان سے مزاحمت کر کے شہر کے کئی حصوں پر قبضہ کر لیا"۔(1)

معاہدہ ضیاء الحق

جب حکمت یار، ربانی اور دیگر تنظیموں کے درمیان جنگ تیز ہو گئی اور عالمی خفیہ طاقتوں کی سازشوں نے افغانستان میں قیام امن کی کوششوں کو سبوتاژ کیا تو اس صورت حال میں سعودی عرب کے بادشاہ شاہ فہد نے بحالی امن کے لیے کوشش کی اس صورت حال میں پاکستان نے جناب اعجاز الحق کو جب کہ شاہ فہد کی جانب سے شہزادہ نائف بن سلطان کو کابل جلال الدین حقانی کے پاس بھیجا جو مصالحتی کمیٹی کے چیئرمین تھے اور ان حضرات نے مجاہدین رہنماؤں میں صلح کے لیے کوششیں شروع کر دیں۔ لہذا 25 مئی کو کابل کے جنوب میں حزب اسلامی کے مرکز میں گلبدین حکمت یار اور احمد شاہ مسعود اکھٹے ہوئے یہ دونوں چودہ برسوں میں پہلی بار آمنے سامنے بیٹھے صبح دس بجے سے شام چھ بجے تک بات چیت ہوتی رہی آخر کار صلح کا معاہدہ طے پا گیا۔ اس معاہدے کا نام معاہدہ ضیاء الحق رکھا گیا۔

معاہدے کی نکات درج ذیل ہیں:

(1) روسی افواج کی انخلاء کے بعد جہاد کے مقاصد پورے ہو چکے ہیں لہذا جنگ بند کی جائی گی۔

---

(1) تاریخ افغانستان (زمانہ قبل از اسلام سے دور حاضر ۲۰۱۱م تک)، ۲/ ۱۶۵۔۱۶۶، ایضا

(2) خالص اسلامی حکومت قائم کی جائی گی۔

(3)چھ ماہ کے اندر انتخابات کرائے جائیں گی۔

(4) شمال سے آئی ہوئی مسلح ملیشیا ایک طریقہ کار کے تحت واپس چلی جائیں گی۔

(5)عبوری حکومت میں کوئی توسیع نہیں ہو گی۔

طالبان کی آمد کے اسباب ووجوہات

طالبان کے حولے سے مختلف قسم کی باتیں مشہور ہیں کہ یہ کون لوگ ہیں اور کہاں سے آئے ہیں اور کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ انہیں بیرونی ایجنسیوں کی حمایت حاصل ہے اوران لوگوں کے مفادات کی تکمیل کے لیے اس طرح کی کارروائیاں کررہے ہیں لیکن حقیقت یہ کہ طالبان نہ تو کوئی الگ مخلوق ہے اور نہ یہ بیرونی ایجنٹ ہیں بلکہ سابقہ جہادی تنظیموں کے رہنما اور کارکن ہیں جو کہ افغان جہاد کے بعد افغانستان مین خانہ جنگی شروع ہونے کے بعد ان تنظیموں سے کنارہ کش ہو گئے تھے اور ملک میں خانہ جنگی کو فساد اور خلاف اسلام سمجھتے تھے جب کہ طالبان کے ملا محمد عمر خود حزب اسلامی کے سرگرم کارکن تھے۔ آگے ان کی آمد کے وجوہات کو بیان کیا جائے گا۔

ماہنامہ اشراق میں طالبان کی آمد کو اس طرح لکھتے ہیں:

> "طالبان تحریک کے آغاز کے بارے میں کئی قصے مشہور ہیں، تاہم اصل قصہ جو اس تحریک کے آغاز کا سبب بنا، یوں تھا کہ 1994ء میں ایک مقامی کمانڈر نے بدفعلی کے غرض سے ایک نوجون کو اپنے قبضے میں لے رکھا تھا۔ یہ بات پورے علاقے میں پھیل گئی تھی، چناں چہ ملا محمد عمر نے اپنے طالبان اور گاؤں کے لوگوں کو اکھٹا کر کے لڑکے کو چھڑانے کے لیے اور کمانڈر کا قتل کر کے اس کی لاش ایک جگہ لٹکا دی۔ یہ خالصتا ایک اتفاقی واقعہ تھا جس کے لیے پہلے سے کوئی منصوبہ بندی کی گئی تھی نہ اس سے پہلے ملا محمد عمر کے ذہن میں طالبان کی طرح کسی منظم تحریک کو شروع کرنے کا خیال آیا تھا، لیکن چونکہ قندہار کے مقامی لوگ مقامی کمانڈروں کے ظلم سے تنگ آگئے تھے اور وہ ان سے جان چھڑانے کے لیے کسی مسیحا کے تلاش میں تھے اس لیے لامحالہ قرب وجوار کے لوگوں کی نظریں ملا محمد عمر اور ان کے طالبان کی طرف اٹھنے لگیں"۔(1)

طالبان کے ظہور کے حوالے سے ملا محمد عمر بانئ تحریک کی زبانی آغاز تحریک کے بارے میں یوں بتاتے ہیں:

"یہ اس زمانے کی بات ہے جب مین قندہار کے علاقے "سنگ حصار" کے ایک چھوٹے سے مدرسے میں زیر تعلیم تھا۔ ایک دن افغانستان میں ہونے والے مظالم، ہولناک اور خون چکاں حالات کی تصویر اچانک

---

(1)غامدی، جاوید احمد، اشراق، طالبان کا عروج وزوال، ماہنامہ، دسمبر، ۲۰۰۲م

آنکھوں کے سامنے گردش کرنے لگی۔ جس نے مجھے یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ ملک میں جور وستم کی گرم بازاری اور جاہل وسفاک حکمرانوں کے ہوتے ہوئے ان مدارس اور علم کے حصول کا کیا فائدہ۔ یہ سوچ کر میں نے دل ودماغ میں ایک منظم اسلامی تحریک چلانے کا نقشہ کھینچا۔ چناں چہ درس و تعلیم کا مشغلہ ترک کر کے میں اپنے ایک رفیق کار کے ہمراہ "زنکاوات" روانہ ہوا۔ وہاں سے ایک دیرینہ ساتھی سے موٹر سائیکل لی جس پر میں اور میرے ساتھی نے سوار ہو کر شہروں اور بستیوں میں پھیلے ہوئے مختلف مدارس کا دورہ کیا۔ طلبہ کے سامنے اپنا ایجنڈا پیش کیا۔ شام تک تقریباً 53 طلبہ ساتھیوں کو میں نے اس تحریک میں کا کام کرنے کے لیے تیار کیا۔ سب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ وہ کل میرے مدرسے میں حاضر ہوں گے اور اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے غور وخوض کریں گے لیکن کل تک سب صبر کی قدرت نہ رکھ سکے اور اسی رات میرے ہاں جمع ہو گئے۔ صبح ہم مجاہدین کے سرپرست الحاج بشیر کے خدمت میں حاضر ہوئے۔ چناں چہ حاجی بشیر صاحب اور دیگر تنظیموں کے قائدین نے ہمیں ضرورت کے مطابق اسلحہ دیا۔ یہی ہمارے لیے اس تحریک کا نقطہ آغاز ثابت ہوا"۔(1)

1994ء میں تحریک طالبان نے عملاً جدوجہد کا آغاز کر دیا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے افغانستان کے مختلف حصوں پر قابض ہو رہے تھے ستمبر 1995ء میں طالبان نے ہرات اور شمال مغربی افغانستان کے دیگر اضلاع فتح کر کے تہلکہ مچا دیا اور اگلے سال ستمبر 1996ء میں حیرت انگیز طور پر انہوں نے کابل پر قبضہ کر لیا اور اس کے ساتھ افغانستان کا اسی فیصد علاقہ ان کے کنٹرول میں آگیا۔ ربانی جو اس وقت صدر تھا دیگر شکست خوردہ عناصر پناہ لینے پر مجبور ہو گئے، طالبان کے خلاف ربانی، عبدالرشید دوستم، احمد شاہ مسعود اور شیعہ ملیشیا گروپ "حزب وحدت" نے "شمالی اتحاد" قائم کر لیا لیکن یہ اتحاد بھی ان کے رفتار کو کم نہ کر سکے اور طالبان آگے بڑھتے گئے کیوں کہ عوام ان نام نہاد مجاہد رہنماؤں سے تنگ آچکے تھے۔

طالبان نے 1995ء سے لے کر 2001ء تک چھ سال تک افغانستان کے 95 فیصد علاقے پر حکومت قائم کی اور شرعی قوانین نافذ کیے یہی وہ پر امن دور تھا کہ جب کوئی شخص سفر کے دوران 100 کلو سونا یا لاکھوں کا نقدی بھی لے جاتا خواہ وہ سفر رات کی تاریکی میں ہوتا یا دن کے اجالے میں اس کو کسی قسم کا کوئی خوف نہیں ہوتا تھا۔ اس کی وجہ طالبان حکومت کی اسلامی قوانین پر عمل درآمد، سادگی، خلوص، عوام کی خدمت، ایثار اور کفایت شعاری کا جذبہ ان میں موجود تھا اسی لیے وہاں امن وسکون تھا۔

(1) آغا، سید ادیب، امارت اسلامیہ، ماہنامہ، محرم، ۱۴۲۲ھ، ۱۶

امریکہ میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملہ

ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملے کے بعد صدر بش پورادن روپوش رہاشام کو نمودار ہو کر ٹی وی پر قوم سے خطاب میں اس حملے کا ذمہ دار القاعدہ اور اسامہ بن لادن کو ٹھہرایا، بہت جذباتی انداز میں اسامہ بن لادن کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جو اس وقت افغانستان میں موجود تھا۔ امریکہ نے اسامہ بن لادن پر کروڑوں روپے انعام مقرر کر کے اس کے امریکہ حوالگی کا مطالبہ کیا بصورت دیگر افغانستان پر حملہ کرنے کی دھمکی دے دی اس کے جواب میں افغان طالبان نے اس حملے میں اسامہ بن لادن کے ملوث ہونے ثبوت مانگے لیکن وہ ثبوت دینے کے بجائے اس نے طالبان سے جنگ کے لیے اپنا اتحادی بڑھاتا رہا۔ لہذا طالبان کے امیر ملا محمد عمر نے اسامہ کو امریکہ کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ افغان روایات کی بالکل خلاف ہے کہ اپنے گھر آئے مہمان کو دشمن کے حوالے کریں چاہے اس کے بدلے انہیں اپنی حکومت اور اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑے۔

صاحبزادہ حمید اللہ نے ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملے کو کچھ اس انداز میں بیان کرتے ہیں:

> ”ویسے تو امریکہ مدت سے طالبان کی اسلامی حکومت کو مٹانے اور ہٹانے کی منصوبہ بندی کر رہا تھا کہ 11 ستمبر 2001ء کو امریکہ ہی کے مسافر ہوائی کمپنیوں کے تین چار طیاروں کو کچھ لوگوں نے اغواء کر کے نیویارک کے دو جڑواں ایک سو چھ منزلہ عمارتوں یعنی ورلڈ ٹریڈ سنٹر سے ٹکرا دیا۔ جس سے ڈھائی، تین سو سواریوں کے مرنے کے ساتھ دونوں مینار بھی زمین بوس ہوگئے۔ ایک ہوائی جہاز امریکی فوجی مرکز پنٹاگون سے ٹکرایا جس سے وہاں تقریبا ایک سو آدمی مرگئے اور اس قلعہ نما عمارت کا ایک حصہ تباہ ہو گیا ایک ہوائی جہاز کو جو اغواء شدہ تھا امریکی جنگی طیاروں نے ”پنسلوانیا“ کے قریب مار گرایا، یہ شاید وائٹ ہاؤس سے ٹکرایا جانا تھا“۔(1)

امریکہ کا افغانستان پر حملہ، طالبان حکومت کا خاتمہ اور افغان باشندوں کی پاکستان کی جانب ہجرت

امریکہ جس مقصد کے لیے روس کے زمانے سے افغانستان میں مداخلت کر رہا تھا وہ تھا امریکہ کا افغانستان میں پاؤں جمانا جس کے لیے کئی سالوں سے مختلف قسم کے بہانے تلاش کر رہا تھا اور امریکہ میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملہ کے بعد اس کا مقصد پورا ہو گیا اور ۷ اکتوبر ۲۰۰۱ء کو امریکہ اور اس کے اتحادی نیٹو ممالک نے افغانستان پر حملہ کر کے ایک پر امن ملک کو بدامنی میں تبدیل کر دیا لیکن آج تک وہ کامیاب نہ ہو سکا اور اب اٹھارہ سال بعد بھاگنے کے لیے انہی طالبان سے محفوظ راستہ کی بھیک مانگ رہا ہے ایک وقت تھا کہ انہیں انسان بھی خیال نہیں کرتا تھا۔

---

(1) مختصر تاریخ افغانستان، ۲/ ۲۶۶، ایضا

اسماعیل ریحان افغانستان پر امریکی حملے کے بارے میں لکھتے ہیں:

"آخر کار 7 اکتوبر 2001ء کو امریکہ نے افغانستان پر حملہ کر دیا۔ یہ اتوار اور پیر کی درمیانی شب تھی۔ رات کے 9 بج کر چالیس منٹ ہوئے تھے کہ افغانستان کے شہروں کابل، قندہار، جلال آباد، مزار شریف اور ہرات پر کروز میزائل برسنے لگے۔ اس پہلے حملے میں امریکہ اور برطانیہ کی افواج شامل تھیں۔ بی باون، بی ٹو، اور C1.30 طیاروں نے کابل ایئر پورٹ اور قندہار میں طالبان کے کمانڈ بیس اور بجلی گھر پر بمباری کی"۔(1)

بہر حال امریکہ ظالم نے بھی بے انتہاء ظلم و بربریت کا مظاہرہ کیا جس سے انسانیت بھی شرما گئی اور حملے کی آخری دو ہفتوں میں چنگیز خان اور ہلاکوں خان کے یاد تازہ ہو گئے جب اس نے پندرہ پندرہ ہزار وزنی بم (ڈیزی کٹر) کا استعمال کیا جس سے ایک ہی جگہ پانچ سو طالبان شہید ہو گئے۔ اس بم سے چار سو مربع میٹر میں آکسیجن ختم ہو جاتی ہے اور چار کلو میٹر تک زلزلہ آجاتا ہے۔ صرف آخری دنوں میں "ڈیزی کٹر" اور "تھرموبیرک" بموں کی بارش سے پندرہ ہزار افراد شہید ہو گئے۔ ان حملوں کے نتیجے میں طالبان نے ایک مہینہ مزاحمت کے بعد افغانستان کے شہری علاقوں کو چھوڑ کر پہاڑوں میں چھپ گئے لیکن وہاں بھی ان پر شدید بمباری کی جارہی تھی جس کے تاب نہ لاتے ہوئے کچھ طالبان پاکستان کے سرحدی علاقوں وزیرستان میں روپوش ہو گئے طالبان کی حکومت ختم ہو گئی۔

ماہنامہ اشراق میں طالبان حکومت کے اختتام کے حوالے اس طرح لکھتے ہیں:

"۲۰۰۱ء کے سال کا سورج طالبان کے لیے زوال کا پیغام لے کر طلوع ہوا۔ گیارہ ستمبر کے واقعات کے لیے اسامہ بن لادن کو مورد الزام ٹھہرا کر امریکا نے طالبان سے القاعدہ کے اہم ممبران کو امریکا کے حوالے کرنے کا مطالبہ کیا، لیکن طالبان نے اس مطالبے کو تسلیم کرنے سے انکار کر کے امریکا سے مقابلے کا عزم ظاہر کیا۔ اور ۷ اکتوبر ۲۰۰۱ء کو امریکا نے شمالی اتحاد کی مدد سے طالبان کے خلاف باقاعدہ جنگ کا آغاز کر دیا۔ شدید امریکی بمباری کے نتیجے میں طالبان بہت جلد کابل چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ ابتدائی طور پر شمالی اتحاد کے سربراہ پروفیسر برہان الدین نے کابل کا کنٹرول سنبھالا، تاہم بعد ازاں ۲۰ دسمبر ۲۰۰۱ء کو بون معاہدے کی رو سے حامد کرزئی عبوری حکومت کے سربراہ مقرر ہوئے۔ جون ۲۰۰۲ء میں کابل میں، اقوام متحدہ کی نگرانی اور بین الاقوامی امن فوج کی حفاظت میں لویہ جرگہ منعقد ہوا جس میں حامد کرزئی کو مزید اٹھارہ ماہ کے لیے عبوری حکومت کا سربراہ منتخب کر لیا گیا"۔(2)

---

(1) تاریخ افغانستان (زمانہ قبل از اسلام سے دور حاضر ۲۰۱۱م تک)، ۲/ ۳۰۴، ایضا

(2) ماہنامہ، اشراق، دسمبر، ۲۰۰۲م، ایضا

وہاں افغانستان میں میزائلوں اور بموں کی بارش جاری تھی اور یہاں جرمنی کے شہر بون میں 7 نومبر 2001ء کو اقوام متحدہ کی زیر نگرانی پانچ روزہ کانفرنس شروع ہو چکی تھی جو افغانستان میں آئندہ حکومت سازی کے حوالے سے لائحہ عمل بنا رہا تھا۔ اس کانفرنس میں افغانستان کے ان تنظیموں کے نمائندے شامل تھے جو طالبان کے مخالف تھے، اس کانفرنس میں فیصلہ ہوا کہ حامد کرزئی کو چھ ماہ کے لیے افغانستان کا عبوری سربراہ مقرر کیا گیا نیز یہ بھی فیصلہ ہوا کہ چھ ماہ کے اندر لویہ جرگہ کے ذریعے آئندہ کے لیے افغانستان کے مستقل سربراہ کا فیصلہ کیا جائے گا۔

فصل سوم

افغان مہاجرین کے مسائل

افغان مہاجرین کے لیے حکومت پاکستان کے انتظامات کا جائزہ

پاکستان میں افغان مہاجرین کی آمد کا سلسلہ تو اپریل 1978ء کے کمیونسٹ انقلاب کے دوران شروع ہو گیا تھا لیکن اس میں شدت واضافہ روسی حملہ کے بعد ہوا۔ مجاہدین کے خلاف اس کے سخت فوجی کارروائی کے نتیجے میں لاکھوں لوگ بے گھر ہوئے اور ہر مہینے ہزاروں کی تعداد میں لوگ اپنے ہمسایہ ملک پاکستان اور ایران کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے۔ مہاجرین کی اتنی بڑی تعداد میں پاکستان میں آمد سے یقیناپاکستان کی معیشت متاثر ہو رہی تھی اس کے باوجود پاکستان نے انسانی ہمدردی، اخوت اور بھائی چارگی کے جذبے سے ان بے یار و مدد گار مہاجرین کی حتی الامکان اور بقدر استطاعت مدد کر رہا تھا۔ ان کے لیے خوراک، پوشاک اور رہنے کے لیے رہائش کا انتظام کر رہا تھا اور مختلف علاقوں میں ان کے لیے کیمپ بھی بنائے جارہے تھے تاکہ وہاں ان کے واسطے خیمہ بستیاں قائم کیا جاسکے۔

پاکستان کی مہمان نوازی

1979ء کے بعد جب افغان عوام پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور سوویت افواج کی ظلم و بربریت کے ستائے عوام نے پاکستان اور ایران کی طرف ہجرت کی۔ تو پاکستانی عوام نے بھی اپنے افغان بھائیوں کی ہر طرح سے مدد کی اور ان کے ساتھ ایسا رویہ و سلوک اختیار کیا کہ جس سے افغان عوام میں اپنائیت کا احساس پیدا ہو گیا اور اب تک یعنی چالیس سال سے ان کی مہمان نوازی جاری ہے جو کسی بھی قوم کی طرف سے لمبا عرصہ ہے مہمان نوازی کا۔ جب افغان مہاجرین خیبر پختونخوا کے مختلف خیمہ بستیوں میں ہزاروں کی تعداد میں پناہ لیتے اور حکومت پاکستان ان کی ہر طرح سے مدد کرتی اور جو شہروں میں آباد ہوتے تو پاکستانی قوم ان کو اپنے گھروں مین جگہ دیتی۔ اگر کسی کے پاس دو گھر تھے تو ایک انہوں نے اپنے افغانی بھائیوں کو رہنے کے لیے دیے اور اسی طرح ان کے کھانے پینے، خوراک اور لباس کا بھی خیال رکھا۔

پاکستان کے لوگوں نے مہمانوں کی خدمت کا جذبہ برقرار رکھتے ہوئے ان کو اپنی زمینوں میں حصہ دار بنایا تاکہ وہ باعزت طریقے سے کسب معاش میں حصہ لے سکیں کیوں کہ مہاجرین کی اکثریت غریب تھی اور جو مالدار تھے وہ بھی نقدرقم کے علاوہ کچھ نہ لاسکے تھے۔ افغان عوام کاشت کاری میں ماہر تھے اور اسی طرح ان کو اپنی دکانوں میں ملازم کے طور پر لے لیا اور افغان بہادر قوم بھی اپنے ہاتھوں سے کمائی کے شوقین تھے۔ اسی کے دہائی میں ان کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا تھا جو کہ پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک ان کی کفالت کر رہا تھا اور وہ تعداد تقریبا ۳۰ لاکھ تھی۔ ان میں سے اکثریت دیہی علاقوں سے تھے اور اپنا سب کچھ لٹا کر پاکستان آئے تھے۔

سید اسعد گیلانی نے مہاجرین کی آمد کو تین ادوار میں تقسیم کیا ہے:

> "پہلا دور: 1974ء تا 1978ء پر پھیلا ہوا ہے یعنی داؤد خان کی انقلاب سے لے کر اس کے قتل و زوال تک اس دور میں بھی افغانستان سے ہجرت ہوئی اور بعض افراد کے لیے وہاں رہنا ممکن نہ رہا لیکن اس دور

میں حالات اتنے زبوں حال نہ تھے اور اس کی شہادت اس دور کی مہاجرین کی تعداد سے ملتی ہے۔ ان چار برسوں میں صرف 5 ہزار افراد پاکستان آئے اور یہ تعداد ایسی نہ تھی کہ یہ مسئلہ ہوتی یا قابل اعتناء سمجھی جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ عام لوگوں کو ان مہاجرین کے بارے میں کچھ علم نہ ہو سکا۔

دوسرا دور: افغانستان سے ہجرت کا دوسرا دور اپریل 1978ء یعنی سرخ انقلاب سے روسی فوجوں کی آمد یعنی دسمبر 1978ء تک چلتا ہے۔ اس دور میں افغانستان میں اشتراکیت نافذ کرنے کی سعی نے مزاحمت کی تحریک چلادی اور داخلی بے چینی کا دوسرا دور شروع ہو گیا حکومت کے جبر و تشدد سے عوام کے لیے سکون کی زندگی محال ہو گئی اور مہاجرین کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ پونے دو برس کی اس مدت میں افغان مہاجرین کی تعداد 3 لاکھ کے قریب ہو گئی، پھر بھی یہ پاکستان کے لیے کوئی تشویشناک مسئلہ نہ تھا۔

تیسرا دور: لیکن اصل بند دسمبر 1979ء کے بعد ٹوٹا جب روسی فوجیں افغانستان میں داخل ہوئیں اور انہوں نے سرخ انقلاب کے لیے خون کی ندیاں بہانا شروع کر دیں۔

دسمبر 1979ء سے لیکر فروری 1984ء تک صرف صوبہ سرحد میں رجسٹرڈ مہاجرین کی تعداد تیس لاکھ تک پہنچ گئی۔ یہ تعداد بجائے خود ظاہر کرتی ہے کہ افغانستان میں کیا قیامت بپا ہے کہ ایک عام غیر سیاسی افغان کے لیے بھی وہاں جینا دشوار ہے"۔(1)

جنرل ضیاء الحق کا افغان مہاجرین کو کسب معاش کی اجازت

کسی بھی ملک کے لیے آسان نہ تھا، لہذا پاکستان نے عالمی اداروں سے امداد کی اپیل کی اور اس وقت صدر پاکستان جناب ضیاء الحقؒ امدادی فنڈ قائم کیا جس کا بہترین نتیجہ سامنے آیا 11 مارچ 1980ء تک اس میں 20 لاکھ روپے تھے اسی سال نومبر میں یہ رقم 26 کروڑ سے تجاوز کر گئی تھی۔

اسماعیل ریحان لکھتے ہیں:

"جنرل ضیاء الحق نے ملکی خزانے کو ناقابل تحمل بوجھ سے بچانے کے لیے انہیں اجازت دے دی تھی کہ وہ کام کاج کر کے خود اپنا اور اپنے اہل و عیال کا پیٹ پال سکیں۔ چناں چہ ان میں سے بہت سے لوگ محنت مزدوری یا چھوٹے موٹے کاروبار کے لیے کراچی، راولپنڈی، پشاور اور کوئٹہ جیسے شہروں میں آجاتے تھے۔ اسی طرح خیمہ بستیوں میں رش اور سرکاری خزانے پر دباؤ میں کچھ تخفیف ہو جاتی تھی"۔(2)

---

(1) گیلانی، سید اسعد، افغان مجاہدین، مطبعۃ العربیہ، لاہور، ۹۷-۹۸

(2) تاریخ افغانستان (زمانہ قبل از اسلام سے دور حاضر ۲۰۱۱ء تک)، ۲/ ۱۳۴، ایضا

ریاض احمد سید عالمی اداروں کی افغان مہاجرین کے لیے تعاون کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"اس میں شک نہیں کہ افغان مہاجرین کی مدد کے لیے "اقوام متحدہ کا ہائی کمشنر برائے مہاجرین"(یو۔این۔ ایچ۔سی۔آر) کئی دوسرے عالمی و قومی ادارے اور مختلف حکومتیں بھی امداد فراہم کر رہی ہیں لیکن یہ امداد مہاجرین کی بڑھتی ہوئی تعداد اور ان کے مسائل کے مقابلے میں ناکافی ہے۔ تاہم پاکستان اس امداد اور اپنے داخلی وسائل سے آفت رسیدہ افغان بھائیوں کی بھرپور مدد کر رہا ہے"۔(1)

پاکستان کی طرف ہجرت کرنے والے مہاجرین کے احوال

افغانستان سے پاکستان کی طرف مظلوم مسلمانوں کی ہجرت کا واقعہ بیسویں صدی کی یہ سب سے اہم اور بڑی ہجرت تھی ایک اندازے کے مطابق ان مہاجرین کی تعداد کم و بیش پچاس لاکھ تھی۔ ان میں عورتیں، مرد، بچے، بوڑھے، غریب و امیر، شہری اور دیہاتی، تعلیم یافتہ و غیر تعلیم یافتہ، کسان، مزدور، طالب علم، ڈاکٹر، انجنیئر، پروفیسر، دانشور، فوجی، سیاستدان، اور کارکن شامل تھے غرض یہ کہ سب ہی قسم کے لوگ مہاجرین میں موجود تھے۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ افغانستان کی پوری آبادی روس کے ظلم و ستم اور بربریت کے نشانے پر تھے، اگر کوئی محفوظ تھا تو صرف کمیونسٹ یا ان کے حمایتی لوگ یا وہ مسلمان جو وہاں سے نکلنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ پاکستان میں پناہ گزین افغان مہاجرین میں زیادہ تعداد بچوں کی تھی ایک اندازے کے مطابق مہاجرین میں بچے 48 فیصد تھے، 28 فیصد عورتیں اور 24 فیصد مرد تھے ان مردوں کی عمریں 40 سال سے زیادہ تھی اور ان میں بھی اکثریت 60 سال سے زیادہ کے بوڑھے تھے۔ جو جوان تھے وہ سب کے سب افغان جہاد اور تحریک مزاحمت میں شریک شریک تھے اس لیے وہ ہجرت نہ کر سکے۔

جون ۲۰۱۹ء کو افغان مہاجرین کی پاکستان میں ۴۰ سال کا عرصہ ہو گیا ہے مگر پھر بھی پاکستانی عوام کے دل جذبہ مہمان نوازی سے سرشار ہیں اس میں کمی نہیں آئی ہے اور اسی طرح ان کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں جیسا پہلے تھا اور ان کے غم میں برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ جس طرح انصار مدینہ نے مکہ کے مہاجرین کو اپنا بھائی سمجھ کر اپنے گھروں میں اور اپنے کاروبار میں شریک کیا تھا بالکل اسی طرح پاکستان کے غیور عوام نے بھی ان کو اپنے ملک اور اپنے گھروں اور اپنی زمینوں میں اور کاروبار میں کسب معاش کے لیے ان کی ہر ممکن مدد کی اور کر رہے ہیں۔ کیوں کہ اسلام کی نظر میں دونوں بھائی بھائی ہیں اور اس لحاظ سے ان کا فریضہ ہے ایک دوسرے کی مدد کرنا اور بھائی چارے کے فضا کو برقرار رکھنا۔

(1) المیہ افغانستان، ۲۳۷، ایضا

افغان مہاجرین کے مسائل

گزشتہ صفحات میں ہم نے افغان مہاجرین کے لیے پاکستان کی خدمات واقدامات کا ذکر کیا تھااور اس میں ان چند ممالک وتنظیموں کا بتایا جنہوں نے ان مہاجرین کے لیے نقد امداد واجناس کی صورت میں امداد فراہم کیا تھا۔ اب یہاں سے ان کے مسائل کا ذکر کریں گے کہ وہ کون کونسے بڑے مسائل درپیش ہیں جن کا حل ہونا ضروری ہے۔

شہریت کا مسئلہ

پاکستان میں بسنے والے افغان مہاجرین کے لیے سب سے اہم اور بڑا مسئلہ شناختی کارڈ کا ہے اس کے نہ ہونے سے انہیں مختلف قسم کے مسائل کا سامنا رہتا ہے مثلاً سرکاری اداروں میں نوکریوں کا نہ ملنا، پرائیویٹ اداروں میں نوکری پر نہ رکھنا اگر انہیں رکھ بھی لے تو آدھی اجرت پر رکھا جاتا ہے۔ اور اسی طرح ڈرائیونگ لائسنس کا حصول اس کے بغیر ناممکن ہے اور تجارت وکاروبار میں شناختی کارڈ کے نہ ہونے سے مشکلات پیش آتی ہیں نیز اعلی تعلیمی اداروں میں شناختی کارڈ کے بغیر داخلے اور مختلف تعلیمی مراعات سے محروم رہ جاتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ شناختی کارڈ کے بغیر پاسپورٹ نہیں بنتا جب پاسپورٹ نہ ہو تو بیرون ممالک سفر بھی نہیں کرسکتے۔

پاکستان کے وزیر اعظم عمران خان نے اتوار کو کراچی میں ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ان کی حکومت پاکستان میں رہائش پذیر افغان مہاجرین اور بنگالیوں کو شہریت دینے پر غور کر رہی ہے۔ ان کے اس اعلان کو مختلف سیاسی ومذہبی حلقوں نے خوش آئند قرار دیا خصوصاً ملک میں بسنے والے لاکھوں افغان مہاجرین اور بنگالیوں میں بھی خوشی کی لہر دوڑ گئی کہ ان کا دیرینہ مسئلہ حل ہوگا اور وہ بھی ایک عام پاکستانی کی طرح ملک کی تعمیر وترقی میں اپنا کردار ادا کرسکیں گے۔ لیکن اس کے بعد سے اس معاملے پر حکومت کی طرف سے خاموشی ہے کہ ان کے بارے میں حکومت کی کوئی واضح پالیسی واعلان نظر نہیں آرہی کہ ان کو شہریت دی جائی گی یا انہیں واپس اپنے ملک بھیجا جائے گا۔ جب سے پاکستان تحریک انصاف کی حکومت آئی ہے افغان مہاجرین کی پاکستان میں رہنے کی مدت میں ایک ایک سال کی دو مرتبہ توسیع کی گئی ہے مگر یہ کوئی مستقل حل نہیں ہے انہیں ایک غیر یقینی صورت حال کا سامنا ہے کہ ان کا اس ملک میں مستقبل کیا ہے اور شناختی کارڈ کے نہ ہونے کی وجہ سے ان کو کاروبار، روزگار، تعلیم وصحت کے حوالے سے بہت مشکلات کا سامنا ہے۔

بی بی سی وزیر اعظم پاکستان کے "افغان اور بنگالی مہاجرین" کو شہریت دینے کے اعلان کے حوالے سے اس طرح لکھتا ہے:

> "پاکستان کے وزیر اعظم عمران خان کی جانب سے بنگالی اور افغان شہریوں کو پاکستانی شناخت دینے کے اعلان پر سندھی اور بلوچ قوم پرست جماعتوں نے تحفظات اور خدشات کا اظہار کیا ہے جب کہ پشتون قوم پرست جماعتیں اس اقدام کی حمایتی ہیں۔ کراچی میں اتوار کو ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے عمران خان نے کہا تھا کہ ان کی حکومت افغان اور بنگلہ دیشی پناہ گزینوں کو پاکستانی شہریت دینے کے معاملے پر غور

کر رہی ہے۔ انھوں نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو یہاں رہتے ہیں۔ بنگلہ دیش سے ڈھائی لاکھ لوگ ہیں، افغانستان کے لوگ بھی یہاں رہتے ہیں۔ ان کے بچے بھی یہاں بڑے ہوئے ہیں، ان کو پاسپورٹ اور شناختی کارڈ نہیں ملتے۔ یہ دو چیزیں نہ ہوں تو نوکریاں نہیں ملتیں۔ جو ملتی بھی ہیں وہ آدھی اجرت پر"۔(1)

یشفین جمال ایک مضمون میں افغان مہاجرین کی مشکلات کے حوالے سے لکھتی ہیں:

"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ افغانستان کے موجودہ حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا مہاجرین کو بے دخل کر کے جنگ کے میدان میں جھونکنا انصاف پر مبنی فیصلہ ہوگا؟ اسے اس تناظر میں بھی دیکھنا چاہیئے کہ ملک میں موجود افغانوں کی تعداد کا نصف حصہ ان بچوں اور نوجوانوں پر مشتمل ہے جنہوں نے پاکستان میں آنکھ کھولی۔ اس ملک کو اپنا ملک، اس سرزمین کو اپنی مادر وطن سمجھا۔ کیا بچہ اپنی ماں کی کوکھ سے خود کو جدا کرنا چاہے گا یا ماں بچے کو اپنی کوکھ سے جدا کر سکتی ہے؟ اور وہ بھی موت کے منہ میں ڈالنے کے لیے؟ یہ لوگ گزشتہ تین دہائیوں سے یہاں بس رہے ہیں اور یہیں اپنی پوری زندگی بسر کر چکے ہیں۔ قالین، ٹرانسپورٹ اور کنسٹرکشن جیسی صنعتوں میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ بہت سے افغان یومیہ اجرت پر، سیلز مین اور بطور ڈرائیور کام کرتے ہیں۔ ہمیں یہ بھی سوچنا ہوگا کہ ان بچوں کا کیا اسٹیٹس ہوگا جو "مادر پاکستان" میں ایک "افغان پدر" کے ہاں پیدا ہوئے؟ کیا ہم کبھی ان ضعیف مہاجرین کے بارے میں بھی سوچتے ہیں جو پاکستان میں ان طبی سہولتوں سے فائدہ اُٹھالیتے ہیں، افغانستان میں جن کا تصور ہی محال ہے۔ اگر ان لاکھوں مہاجرین کو زبردستی ملک بدر کر دیا گیا تو ان کی زندگیاں خطرے میں پڑ جائیں گی"۔(2)

یشفین جمال افغان مہاجرین کے مسائل کے بارے میں مزید یوں لکھتی ہیں:

"حال ہی میں افغان مہاجرین کو 'پروف آف رجسٹریشن (POR) کارڈ جاری کئے گئے ہیں۔ یہ پہلی بار 2007ء میں یو این ایچ سی آر نے 2005ء میں ہونے والی مہاجرین کی مردم شماری کے بعد متعارف کرائے تھے۔ ان کارڈز کا دورانیہ ہر حکومت قلیل مدت کے لیے بڑھا دیتی ہے۔ آخری بار نگران حکومت نے ان کارڈز کی مدت میں 3 ماہ کی توسیع کی تھی۔ لیکن کیا یہ اس کا پائیدار حل ہے؟ ہر گز نہیں! ایک طرف پولیس اور سرکاری عہدیدار اس غیر یقینی کی صورت حال کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں تو دوسری جانب مقامی

---

(1) ریاض سہیل، بی بی سی اردو، بنگالی اور افغان شہریوں کی شناخت پر تشویش کیوں؟ کراچی، ۱۸ ستمبر، ۲۰۱۷م
https://www.bbc.com/urdu/pakistan-45555044

(2) یشفین جمال، نیوز ٹاک، ایک اہم مسئلہ، جو ترجیحات میں نہیں، روزنامہ نئی بات، ۲۷ اگست، ۲۰۱۸م
https://www.naibaat.pk/27-Aug-2018/16084

افراد ان سے اپنی مرضی کا کرایہ وصول کرتے ہیں، جب کہ پی او آر کارڈز میں مختصر مدتی توسیع کی وجہ سے مہاجرین کو صحت اور تعلیمی سہولتیں حاصل کرنے میں بھی مشکلات کا سامنا ہے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ پچھلے کئی سالوں سے غیر یقینی کی یہ تلوار ہر وقت افغان مہاجرین کے سروں پر لٹک رہی ہے"۔(1)

تعلیم کے حوالے سے مسائل

حکومت پاکستان نے افغان مہاجرین کے لیے تعلیم کے حوالے سے کوئی خاطر خواہ اقدامات نہیں کئے ہیں اور کسی بھی مہاجر کیمپ میں ان کے لیے حکومت کی طرف سے کوئی سکول قائم نہیں کئے گئے پرائمری کلاسز سے لے کر ہائی سکول تک کئی بھی سکول کی تعلیم کیمپوں میں میسر نھیں ہے، لیکن اگر افغان مہاجرین کے بچے گورنمنٹ یا پرائیویٹ سکولز میں داخلہ لے کر پڑھنا چاہے تو حکومت کی طرف سے کسی قسم کی کوئی ممانعت نہیں ہے مگر یہ سہولت ہر افغان بچے کو حاصل نہیں ہے کیونکہ اکثر مہاجر کیمپ شہروں سے دور واقع ہیں۔ البتہ یو این ایچ سی آر کی جانب سے بعض بڑے کیمپوں میں پرائمری کلاسز تک سکول قائم کئے گئے ہیں لیکن وہ بھی آٹے میں نمک کے برابر ہیں جو کہ افغان مہاجرین کے لیے ناکافی ہیں۔ جب کہ ان کے مقابلے میں تقریباً ہر مہاجر کیمپ میں افغان تعلیم یافتہ لوگوں نے اپنے طور پر پرائیویٹ سکول قائم کئے ہیں جو کہ طالب علموں سے فیس لے کر انہیں تعلیم فراہم کر رہے ہیں، ظاہر ہے کہ اس سے صرف وہ طلبہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جن کے والدین صاحب استطاعت اور مالدار ہیں جبکہ غریب اور کم آمدنی والے والدین کے بچے معیاری تعلیم سے محروم رہتے ہیں۔

حکومت کو چاہیئے کہ وہ ہر مہاجر کیمپ میں پرائمری، مڈل اور ہائی سکول قائم کرے جو کہ افغان نصاب کے مطابق ہو تعلیم جو کہ ہر انسان کا بنیادی حق ہے لہذا ہر افغان پناہ گزین کا بچہ بھی تعلیم حاصل کرے تاکہ وہ جب افغانستان جائیں تو ان کے لیے وہاں روزگار میسر آئے اور ایک کارآمد شہری بن کر ملک کی خدمت کر سکیں۔

افغان مہاجرین کے لیے ملازمت و روزگار کے مسائل

افغان مہاجرین کے لیے پاکستان میں سب سے اہم اور بڑا مسئلہ ملازمت کا ہے سرکاری ملازمت کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیوں کہ ان کے پاس شناختی کارڈ نہیں ہیں اسی طرح پرائیویٹ کمپنیاں اور پرائیوٹ سکولز میں بھی ان کے لیے ملازمتیں دستیاب نہیں ہیں۔ جو پرائیویٹ ادارے، دکاندار یا سبزی منڈیوں میں دیہاڑی پر انہیں رکھتے بھی ہیں تو وہ انہیں آدھی اجرت دیتے ہیں ان کے پاس قومی شناختی کارڈ نہ ہونے کی وجہ سے کسی جگہ اپنی شکایت بھی نہیں کر سکتا۔ اسی طرح وہ اپنے نام پر کوئی کاروبار نہیں کر سکتے اور نہ ہی کرایہ پر دکان لے سکتے ہیں کیوں کہ ان سب چیزوں کے لیے شناختی کارڈ کا ہونا لازمی ہے جو کہ ان پاس نہیں ہیں جس کی ان کے لیے روزگار کے مسائل بہت زیادہ ہیں۔

---

(1) یشفین جمال، روزنامہ نئی بات، ۲۷ اگست، ۲۰۱۸ء، ایضا

ایک افغان تاجر کی بی بی سی کے نمائندے سے گفتگو کرتے ہوئے اپنا درد دل یوں بیان کرتا ہے:

"کراچی میں افغان کیمپ کے نمائندے نازک میر کا کہنا ہے کہ انہیں یہاں 40 سال ہو گئے ہیں ان کے تمام بچوں کی بھی پیدائش یہاں ہوئی ہے، کیا یہ ان کا حق نہیں بنتا کہ انہیں شہریت دی جائے، کیوں کہ امریکہ ہو یا یورپ جو وہاں پیدا ہوتا ہے اس کو شناختی کارڈ مل جاتا ہے۔ہم سب یہاں کاروبار کرتے ہیں شناختی کارڈ کے بغیر جائیداد کے خرید و فروخت اور سودا کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے شہریت ملنے سے ہم بینکوں میں اکاؤنٹ کھولیں گے اس ملک میں پیسہ آئے گا"۔(1)

اگر حکومت اس حوالے سے مختصر مدتی اقدامات کے بجائے انہیں مستقل معاشی تارکین وطن کا درجہ دے کر یہاں رہنے اور شہریت حاصل کرنے کی اجازت دے تو اس سے ان کے مسائل حل ہوں گے اور پاکستان کو بھی معاشی فائدہ ہو گا۔افغان مہاجرین ان دنوں غیر یقینی صورتحال سے دوچار ہیں اور اکثر و بیشتر ان میں سے جا چکے ہیں اور جو باقی رہ گئے ہیں وہ بھی جانے کی تیاریاں کر رہے ہیں اور اسی وجہ سے پشاور اور دیگر شہروں کے تاجر اپنے دکان کے سامان اور جائیداد جو کسی پاکستانی بھائی کے نام پر لیے تھے کم قیمت میں بیچنے پر مجبور ہیں۔

عزیز اللہ خان پشاور سے ایک افغان تاجر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

" ہم 35 ۔30 سال سے یہاں رہ رہے ہیں۔اکثر نوجوان یہیں پلے بڑھے اب واپسی کا سوچتے ہیں تو دل میں درد ہوتا ہے۔یہ الفاظ ہیں ایک افغان تاجر کرامت خان کی جو اپنی جھونپڑی نما دکان میں بیٹھے برتن صاف کر رہے تھے۔کرامت خان نے بتایا کہ ایک طرف تو بے یقینی کی صورت حال ہے تو دوسری جانب پولیس اتنا تنگ کرتی ہے کہ ہر افغان مہاجر کو زبردستی اٹھا کر تھانے لے جاتی ہے۔ہم مجبور ہیں ہم اور کیا کر سکتے ہیں؟ساری زندگی ادھر ہی گزاری۔اب دل نہیں چاہتا۔لیکن جا رہے ہیں۔ہم اب نقصان پر اپنا سامان بیچ رہے ہیں۔ایک ہزار روپے کی چیز چھ سو روپے میں دے رہے ہیں"۔(2)

بی بی سی کو پشاور میں بورڈ بازار کے افغان تاجر پولیس کی بھتہ خوری کی تفصیلات بتاتے ہوئے کہتے ہیں:

"بورڈ بازار میں ان تاجروں سے بات چیت کے دوران پولیس کی گاڑی پہنچی اور دو افغان پناہ گزینوں کو گاڑی میں ڈال دیا۔پولیس اہلکار نے بتایا کہ ان کے پاس کارڈز ہیں لیکن وہ زائد المیعاد ہو چکے ہیں۔پولیس کی گاڑی اس علاقے میں خوف کی علامت بن چکی ہے، اکثر لوگ دکانیں خالی چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور افغان پناہ

---

(1)ریاض سہیل،بی بی سی اردو، بنگالی اور افغان شہریوں کی شناخت پر تشویش کیوں؟کراچی،۱۸ستمبر،۲۰۱۷م

(2)عزیز اللہ خان،بی بی سی اردو،"افغان مہاجر سامان اونے پونے بیچنے پر مجبور"،پشاور،۲۰جولائی،۲۰۱۶م
https://www.bbc.com/urdu/pakistan/2016/07/160720_afghan_refugees_zis

گزینوں کے مطابق پولیس اہلکار پیسے لے کر پھر چھوڑ دیتے ہیں۔ پشاور کے بورڈ کے علاقے میں بڑی تعداد میں افغان شہری رہتے ہیں لیکن اب یہاں بھیڑ کم ہی نظر آتی ہے، جبکہ چند روز پہلے تک یہاں اتنے لوگ ہوتے تھے کہ کھوے سے کھوا چھلتا تھا۔ ایک افغان بزرگ شہری فاروق جان نے بتایا وہ 33 سالوں سے یہاں مقیم ہیں اب حالات ایسے ہیں کہ ان کا واپس جانا ٹھہر چکا ہے۔ مشکلات اتنی ہیں کہ بیان نہیں کر سکتے، پولیس ہر کسی کو اٹھا کر لے جاتی ہے، چاہے جس کے پاس کارڈ ہے یا نہیں اسی لیے یہاں لوگ چیزیں آدھی قیمت پر فروخت کر رہے ہیں۔ بورڈ بازار میں مختلف اشیا کی دکانیں ہیں، جس کی وجہ سے اسے چھوٹا کابل بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں سوئی دھاگے سے لے کر روز مرہ استعمال کی تمام اشیا فروخت ہوتی ہیں"۔(1)

ان پاکستانی اور افغانی خاندانوں کے مسائل جنہوں نے آپس میں شادیاں کیں ہیں

پاکستان میں ایسے کئی پاکستانی خواتین ہیں جنہوں نے افغان مردوں سے شادیاں کیں ہیں اسی طرح بہت سی افغان عورتیں بھی رہتی ہیں جنہوں نے پاکستانی مردوں سے شادی رچائی ہے اور وہ خوشی سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اب جب افغان مہاجرین کو زبردستی اپنے ملک بھیجا جا رہا ہے تو ان کی بیویاں ان کے ساتھ افغانستان جانے کے لیے تیار نہیں ہیں وہ کہتی ہیں کہ ہم کیسے اپنی خاندان، بہن بھائیوں کو چھوڑ کر ایک اجنبی اور جنگ زدہ ملک جائیں جب کہ ہمارے بچے یہاں پیدا ہوئے ہیں وہ یہاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور وہ بھی وہاں جانا نہیں چاہتے۔

لہذا پاکستانی خواتین کا حکومت سے مطالبہ ہے کہ ہمارے شوہروں کو شناختی کارڈ جاری کر کے ہمارے گھروں کو ٹوٹنے سے بچائے جب کہ کئی ایسے افغان باشندوں کو ان کے ملک بھیجنے سے بہت پاکستانی خوتین کو طلاق ہوئی ہے اور انہوں نے پشاور میں پریس کلب کے سامنے اپنے مطالبات کے حق میں احتجاجی مظاہرہ بھی کیا لیکن حکومت نے کوئی خاطر خواہ اقدامات نہیں اٹھائیں کیوں کہ پاکستان میں شہریت دینے کے حوالے سے ایسے مردوں کے بارے میں 1951ء کا قانون اجازت نہیں دیتا، جب کہ وہ پاکستانی مرد جن کی بیویاں غیر ملکی ہوں تو ان کو بھی اور ان کے بچوں کو بھی شہریت دینے کا اس قانون میں اجازت ہے۔

یشفین جمال پاکستانی قانون کی پیچیدگیوں کے شکار خواتین کے بارے میں لکھتی ہیں:

"ایسے بہت سے کیسز موجود ہیں جن میں افغان مردوں نے پاکستانی عورتوں سے شادیاں کی ہیں۔ پاکستان سیٹیزن ایکٹ 1951ء کے سیکشن 10(2 (میں غیر ملکی خاتون کو شادی کے بعد پاکستانی شہریت دینے کا ذکر ہے، لیکن غیر ملکی مردوں کا اس حوالے سے کوئی واضح قانون نہیں۔ وسط ایشیائی ریاستوں کے ایسے ہی ایک قانون پر ہم بہت شور مچاتے ہیں، کوئی غیر ملکی ان ممالک کی شہریت حاصل نہیں کر سکتا۔ راستے

(1) عزیز اللہ خان، بی بی سی اردو، پشاور، ۲۰ جولائی، ۲۰۱۶م، ایضا

مزید بھی نکل سکتے ہیں، اگر اس مسئلے کو سنجیدگی سے دیکھا جائے۔ میرا خیال ہے کہ وہ وقت آچکا ہے ہم ایسے قوانین بنائیں، جوان بیس لاکھ افغان مہاجرین کو جنگ زدہ ملک میں جھونکنے کے بجائے اپنے لیے مفید شہری بنائیں اور وہ اس معاشرے میں اپنا مثبت رول ادا کر سکیں"۔(1)

رفعت اللہ اورکزئی پشاور سے ان خاندانوں کے احوال رپورٹ کرتے ہیں جنھوں نے افغان مہاجرین سے شادی کیں ہیں:

"بی بی آسیہ کا تعلق خیبر پختونخوا کے ایک جنوبی ضلع سے ہے۔ انھوں نے چوبیس سال قبل ایک افغان مہاجر سے شادی کی اور ان کے اب چھ بچے بھی ہیں۔ ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ زندگی کے کسی موڑ پر یہ رشتہ ان کے لیے کبھی پریشانی کا سبب بھی بن سکے۔ ان کا کہنا ہے کہ ان جیسی کئی پاکستانی بیویاں اپنے شوہروں کے ہمراہ افغانستان جانے کے لیے کسی صورت تیار نہیں۔ میرے تمام بچے یہاں پیدا ہوئے اور یہاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ وہ تو خود کو افغان سمجھتے بھی نہیں بلکہ محلے میں اگر کوئی انہیں افغان مہاجر کہے تو وہ اس کا برا مناتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ وہ تو کسی صورت شوہر کے ہمراہ افغانستان نہیں جائیں گی اور یہی خیالات ان کے بچوں کے بھی ہیں۔ بی بی آسیہ کے مطابق میں کئی ایسی پاکستانی خواتین کو جانتی ہوں جنھوں نے افغان مہاجروں سے شادی کی ہے ان میں کوئی بھی افغانستان جانے کے لیے تیار نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان کا یہاں خاندان ہے بھائی بہنیں ہیں ان کو چھوڑ کر وہ کیسے سرحد پار آباد ہو سکتی ہے"۔(2)

رفعت اللہ اورکزئی مزید لکھتے ہیں ان کے مطابق پشاور میں ایسے خاندانوں میں طلاق واقع ہو رہی ہے جس میں پاکستانی خواتین نے افغان مردوں سے شادی کیں ہیں، کیونکہ ان کی شوہروں کو شناختی کارڈ نہیں دی جا رہی ہیں:

"گذشتہ 30 برسوں سے یہاں آباد افغان شہری نقیب اللہ مختار کا کہنا ہے کہ ان کے محلے میں کئی ایسے پاکستانی اور افغان خاندان موجود ہیں جن کے آپس میں رشتے ہوئے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ یہ رشتے بظاہر اس لیے قائم ہوئے تھے تاکہ دونوں ممالک کے عوام ایک دوسرے کے قریب آ سکے لیکن اب یہ رشتہ داریاں نفرت میں تبدیل ہوتی جا رہی ہیں۔ ان کے بقول ہمارے محلے میں ایک افغان مہاجر نے اپنی پاکستانی بیوی اور بچوں کو چھوڑ کر افغانستان چلا گیا ہے کیوں کہ ان کی بیوی بچے ان کے ساتھ جانے کے لیے تیار نہیں تھے۔ انھوں نے کہا کہ حالیہ دنوں میں ایسی کئی پاکستانی خواتین کو طلاق ہو چکی ہے جو شوہروں کے ہمراہ

---

(1) یشفین جمال، نیوز ٹاک، روزنامہ نئی بات، ۲۷ اگست، ۲۰۱۸م، ایضا

(2) اورکزئی، رفعت اللہ، بی بی سی اردو، "نفرت میں ڈھلتے محبت کے رشتے" پشاور، ۱۱ ستمبر، ۲۰۱۶م
https://www.bbc.com/urdu/pakistan/2016/09/160910

سرحد پار جانے پر راضی نہیں تھیں۔ان کے مطابق یہ مسئلہ اب اتنا سنگین ہوتا جارہا ہے کہ اس سے دونوں جانب مزید نفرت بڑھنے کا امکان ہے۔انھوں نے کہا کہ افغانستان اور پاکستان کی حکومتوں کو اس مسئلے کے فوری حل کے لیے کوئی قابل عمل طریقہ کار تلاش کرنا چاہیئے تاکہ ان رشتوں کو نفرت میں تبدیل ہونے سے بچایا جاسکے"۔(1)

یہ ہے ان پاکستانی خواتین اور افغان مردوں کے مسائل جنہوں نے پاکستانی عورتوں سے شادیاں کیں ہیں جو کہ حل طلب ہیں اگر ان کے مسائل کو حل نہ کیا گیا تو بہت سے گھر اجڑ جائیں گے نیز میاں بیوی کے الگ ہونے سے ان کے بچوں کا مستقبل بھی تباہ ہو جائے گا۔لہذا حکومت کو چاہیئے کہ ان خاندانوں کے لیے ایسی مؤثر قانون سازی کریں جس کے تحت انہیں پاکستان کی شہریت دی جائے یا مستقل رہائش کی اجازت ہو پاکستان میں جنہوں نے پاکستانی عورتوں سے شادیاں کیں ہیں اور ان کے بچے بھی یہاں پیدا ہوئے ہیں ان کو جدائی سے بچانے کے لیے تاکہ ان کے گھر آباد رہیں وہ بھی خوش وخرم زندگی گزاریں اور ان کے بچوں کا مستقبل بھی محفوظ ہوں۔ اوراسی طرح ان افغان بچوں کے لیے بھی قانون سازی کی جائے جو یہاں پیدا ہوئے ہیں کہ انہیں پاکستان کی شہریت دی جائے یا انہیں مستقل اجازت دی جائے پاکستان میں رہنے کے لیے ۔

(1)اورکزئی،رفعت اللہ،بی بی سی اردو،پشاور،۱۱ستمبر،۲۰۱۶م،ایضا

باب سوم

پاکستان میں افغان مہاجرین کے لیے خدمات واقدامات

فصل اول

افغان مہاجرین کے لیے پناہ گاہیں

ہجرت کی دشواریاں

اپنے وطن کو ترک کر کے وہاں سے چلے جانا بے انتہائی مشکل کام ہے وہ علاقہ جہاں پر انسان نے بچپن سے لے کر جوانی اور جوانی سے لے کر بڑھاپے تک کی زندگی بسر کی ہو وہاں کے ہر گلی کوچے اور گوشے سے اس کی یادیں وابستہ ہوتی ہیں وہاں کا درودیوار اور جگہیں بھی انسان کو یاد آتے ہیں اپنے ان علاقوں کو چھوڑنا بہت ہی دشوار و مشکل ہوتا ہے۔ لیکن جب حالات ایسے بن جاتے ہیں جہاں پر انسان سکون سے زندگی نہ گزار سکتا ہو سکھ و آرام کا سانس انسان کو میسر نہ ہو، وہ سر زمین مسلسل غیروں اور ملک دشمن عناصر کا نشانہ ٹھہرا ہو، وہاں کا امن و سکون تباہ و برباد کر دیا گیا ہو۔ نیز وہاں انسان کی عزت و آبرو اور جان و مال بھی محفوظ نہ ہو تو پھر انسان وہاں سے ہجرت کر کے ایسے علاقے کی طرف جانے پر مجبور ہو جاتا ہے جہاں اس کی یہ تمام چیزیں محفوظ ہوں اس کی مثال ہمیں مہاجرین مکہ کی زندگی کے ان حالات سے ملتی ہے جب مسلمانوں پر مکہ کی زمین تنگ کر دی گئی تو مکہ والے مدینہ منورہ ہجرت کر جانے پر مجبور ہو گئے، نبی پاک ﷺ نے جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جانے لگے تو بار بار پیچھے مڑ کر خانہ کعبہ کی طرف دیکھتے اور فرماتے اگر مکہ والے مجھے یہاں سے جانے پر مجبور نہ کرتے تو میں ہرگز مکہ کو چھوڑ کر نہ جاتا۔

مستدرک حاکم میں نبی ﷺ نے اپنی کیفیت ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

((أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ وَاقِفٌ بِالْحَزْوَرَةِ بِمَكَّةَ،وَاللَّهِ إِنَّكَ لَخَيْرُ أَرْضِ اللَّهِ، وَأَحَبُّ أَرْضٍ إِلَى اللَّهِ، وَلَوْلَا أَنِّي أُخْرِجْتُ مِنْكِ مَا خَرَجْت))(1)

ترجمہ: "بیشک اس نے نبی ﷺ کو (مکہ کے بارے میں) فرماتے ہوئے سنا: اور وہ مکہ میں "حزورہ" کے مقام پر کھڑے تھے، اللہ کی قسم بیشک تو اللہ تعالی کی زمین ہے اور تو اللہ کو بھی سب سے زیادہ پیارا ہے، اور اگر مجھے اس سر زمین (مکہ) سے نہ نکالا جاتا تو میں نہ نکلتا یہاں سے"۔

خالد عزیز ایک مضمون میں ہجرت کی دشواریوں کو اس طرح لکھتے ہیں:

"اس مزاحمت کے سبب کابل جیل میں سینکڑوں روایت پرست شرفا کو (پی ڈی پی اے) نے قید میں ڈالا اور متعدد کو پھانسی کے گھاٹ اتار دیا۔ یہ صورتِ حال ہزاروں افراد کے انخلاء کی وجہ بنی جنھوں نے ایران، پاکستان اور دوسرے ممالک میں پناہ حاصل کی۔ ۱۹۷۸ء میں سوویت یونین کی مداخلت کے بعد اس ابتدائی انخلاء میں مزید اضافہ ہوا۔

---

(1) نیسابوری، محمد بن عبد اللہ، مستدرک حاکم، باب مناقب عبد اللہ بن عدی، دار الکتب العلمیہ بیروت، الطبعۃ الاولی: ۱۴۱۱ھ۔ ۱۹۹۰م، ح: ۵۲۱۰۔ (هذا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ)

۱۹۸۰ء میں سوویت جنگ کے دوران مزید متعدد افغانوں نے اپنا وطن چھوڑا اور پناہ گزینوں میں شامل ہو گئے۔ ایک اندازے کے مطابق تقریباً ۶۰ لاکھ افغانوں نے اپنا آبائی گھر چھوڑا اور دوسرے ممالک کی طرف ہجرت کی۔ ۴۰ لاکھ کے قریب افغان پاکستان اور ۲۰ لاکھ کے قریب افغان ایران میں پناہ گزین ہوئے۔ افغانوں کی نقل مکانی دسمبر ۱۹۷۹ء میں شروع ہوئی اور ۸۰ء کی دہائی تک جاری رہی۔ ۱۹۸۸ء کے اواخر میں آئے ہوئے مہاجرین سارے پاکستان اور خیبر پختونخواہ میں پاک افغان سرحد کے قریب ۳۴۰ پناہ گزین کیمپوں میں خیمہ زن ہوئے"۔(1)

رفعت اللہ اورکزئی ایک افغان مہاجر ہجرت کے وقت کی مشکلات کو اس طرح بیان کرتا ہے:

"ہجرت کے تلخ یادوں کو بیان کرتے ہوئے ولایت شاہ نے کہا کہ افغانستان میں ان کے مکان کو اس وقت کے افغان مجاہدین نے اپنا مرکز بنایا ہوا تھا جہاں ہر دوسرے دن روسی طیارے بمباری کیا کرتے تھے۔ ولایت خان کہتے ہیں کہ ایک رات ہمارے گاؤں پر شدید بمباری ہوئی جس میں کئی افراد ہلاک ہوئے لیکن اس واقعے کے دوسرے ہی دن ہم نے پاکستان کی طرف ہجرت کی۔ تین دنوں تک وہ پہاڑوں پر سخت موسمی حالات میں پیدل سفر کرتے ہوئے پاکستان کے حدود میں داخل ہوئے، بچے، خواتین اور بوڑھے بھی ان کے ہمراہ تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ دردناک منظر تھا، خواتین اور بچوں نے انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں ایک ایک جوڑے میں گھر بار چھوڑا، کسی کو اپنا منزل مقصود معلوم نہیں تھا بس ہر کوئی بمباریوں سے بھاگ کر پاکستان کی طرف دوڑ رہا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ابتدائی تین ماہ ان کے انتہائی مشکل میں گزرے لیکن پھر بڑے بڑے مہاجر کیمپ بنے جو ان جیسے دیگر تمام پناہ گزینوں کے لیے ایک نیا تجربہ تھا۔ حاجی ولایت خان کے بقول پاکستان آکر انہیں ایسا محسوس ہی نہیں ہوا کہ وہ کسی دوسرے ملک آئے ہیں کیوں کہ یہاں کے عوام نے اس وقت افغان مہاجرین کے ساتھ انتہائی اچھا برتاؤ کیا اور ہر جگہ نہ صرف ان کا پرتپاک طریقے سے استقبال کیا گیا بلکہ ان کے لیے اپنے حجروں کے دروازے تک کھول دیے گئے"۔(2)

ان حالات کے پیش نظر افغان قوم نے اپنے ملک کو چھوڑنے کا ارادہ کیا اپنے گھر، مال و جائیداد اور وہاں کے اونچے اونچے پہاڑوں کے دلکش نظارے اور حسین مناظر کو چھوڑ کر ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ آج پوری دنیا میں افغان قوم آباد ہے۔ دنیا کے جس خطے اور جس کونے میں جائیں گے وہاں افغان باشندے آپ کو ملیں گے آج مغربی ممالک میں

---

(1) تجزیات آن لائن، خالد عزیز، افغان پناہ گزین اور ان کی واپسی کا لائحۂ عمل، ۱۷ اکتوبر، ۲۰۱۷م

http//www.Tajziat .Com/article/3022

(2) بی بی سی اردو، رفعت اللہ اورکزئی، پشاور، ۱۹ جنوری ۲۰۱۸م

https://www.bbc.com/urdu/pakistan-42741584

بھی افغان باشندے رہتے ہیں حالاں کہ مغربی ممالک جغرافیائی اعتبار سے افغانستان سے کئی ہزار کلو میٹر دور ہے انگلینڈ، سوئزر لینڈ،ڈنمارک، امریکہ، آسٹریلیا،روس، نیوزی لینڈ اور کنیڈا وغیرہ ممالک میں کثیر تعداد میں افغانی موجود ہیں۔ لیکن چوں کہ افغانستان اور پاکستان پڑوسی ممالک ہے، دونوں کا آپس میں اسلامی رشتہ بھی ہے دونوں ممالک کے لوگوں میں بھی بہت سی چیزیں قدر مشترک پائی جاتی ہے اور پاکستان کی چوبیس سو کلو میٹر لمبی سرحد افغانستان کے ساتھ ملتی ہے اسی وجہ سے پاکستان میں افغان مہاجرین بہت زیادہ ہیں۔ حکومت پاکستان نے ان مہاجرین کو ملک کے مختلف حصوں میں مہاجر کیمپوں میں بسایا اور انہیں بنیادی انسانی ضروریات کی سہولتیں فراہم کیں۔ جن کی تفصیلات ہر ضلع میں رہائش پذیر خاندان اور افراد کی تعداد کے حساب سے ذیل میں ذکر کیا جائے گا۔

پاکستان میں افغان مہاجرین کے کیمپ

ضلع پشاور

U N H C R کی اعداد و شمار کے مطابق منڈا کیمپ میں 3ہزار3سو14، بدھ بیر کیمپ میں 7ہزار3سو46، کباپیان کیمپ میں 2ہزار1سو54، شمشتو کیمپ میں 18ہزار4سو72، اضاخیل میں 5ہزار6سو57، اکوڑہ خٹک میں 2سو69 اٹک کے ہوائی کیمپ میں 8ہزار4سو11، حاجی زئی، ناگمان اتمانزئی اور خزانہ میں 6ہزار5سو60اور جلوزئی کیمپ میں 6سو16 خاندان آباد ہیں جن کی مجموعی تعداد52ہزار8سو39 خاندان بنتی ہے۔ وفاقی اداروں نے ان اعداد و شمار کو غلط قرار دیتے ہوئے 32لاکھ افغان مہاجرین کی سرحد میں موجودگی کی رپورٹ وفاق کو ارسال کر دی افغان مہاجرین کی بڑی تعداد پشاور کے قریبی کیمپ شمشتو کیمپ اور پشاور کے شہری علاقوں میں آباد ہیں۔

ضلع چارسدہ

چارسدہ کے علاقہ میں بھی مہاجرین کے تین کیمپ موجود ہیں۔ جس میں سے اتمان زئی کیمپ میں پانچ سو پینتیس خاندانوں کے تین ہزار دو سو آٹھ ساٹھ اافراد رہائش پذیر ہیں ۔ جب کہ منڈہ کیمپ میں ایک ہزار سات گھرانوں کے پانچ ہزار ننانوے افراد رہتے ہیں اور حاجی زئی کیمپ میں پانچ سو ایک گھرانوں کے دو ہزار آٹھ سو اسّی افراز ندگی بسر کرتے ہیں۔

ضلع نوشہرہ

ضلع نوشہرہ میں تین بڑے کیمپوں میں افغان مہاجرین رہائش پذیر ہیں جن میں سے اکوڑہ خٹک والے کیمپ میں 4509 خاندان کے 22606 افراد رہتے ہیں خیر آباد کیمپ میں 1926 خاندان کے 9239 افراد بستے ہیں جب کہ ترکمان کیمپ میں 410 گھرانوں کے 2820 افراد رہائش پذیر ہیں۔

ضلع ہنگو

ضلع ہنگو میں چار کیمپوں میں افغان مہاجرین زندگی گزار رہے ہیں جن میں سے لختی بانڈہ کیمپ میں 294 گھرانوں کے 2085 لوگ رہتے ہیں اور کٹاکانی کے دونوں کیمپوں میں 1200 گھرانوں کے 8061 افراد زندگی بسر کرتے ہیں جب کہ کھائی کے دونوں کیمپوں کھائی نمبر ایک اور ڈاوبہ والی کیمپ میں 1065 خاندان کے تقریباً 9000 افغان مہاجر آباد ہیں جب کہ درسامند کیمپ میں 1640 گھرانوں کے 10916 افراد ہیں اور تل والی کیمپ میں 1270 خاندان کے 12035 لوگ رہتے ہیں۔

ضلع کوہاٹ

ضلع کوہاٹ میں گھمکول شریف کے کیمپ میں مہاجرین کی تعداد 4932 خاندان ہے اور اس میں 30716 افراد ہیں جب کہ اوبلین کے دونوں کیمپوں 1703 گھرانوں کے 9150 افراد ہیں غلام بانڈہ اور شین ڈنڈ کے کیمپوں میں 1257 گھرانوں کے 7635 افراد رہتے ہیں، چیچنہ کیمپ میں 611 گھرانوں کے 3901 افراد رہائش پذیر ہیں۔

ضلع مردان

ضلع مردان میں بھی کافی تعداد میں افغان مہاجرین پائے جاتے ہیں جلالہ اور باغیچہ کیمپوں میں 1915 گھرانوں کے 10925 افراد رہتے ہیں جب کہ باغیچہ کا گان کیمپ میں 249 گھرانوں کے 1352 افراد آباد ہیں۔

ضلع صوابی

صوابی میں بھی ایک بڑی تعداد میں افغان مہاجرین آباد ہیں جن میں برکی اور فضل کے دونوں کیمپ میں 2832 گھرانوں کے 15137 افراد رہتے ہیں اور گندف کیمپ میں 2823 گھرانوں کے 18226 افراد رہائش پذیر ہیں۔

مالاکنڈ

مالاکنڈ ژنگل پٹی کے علاقہ میں ایک مہاجر کیمپ ہے جس میں 696 گھرانوں کے 4125 افراد آباد ہیں ۔

ضلع بونیر

ضلع بونیر کے کوگہ کیمپ میں 1680 گھرانے رہتے ہیں جن میں افراد کی تعداد 7972 ہے ۔

ضلع دیر

دیر میں میں بھی کافی خاصی تعداد میں افغام مہاجرین آباد ہیں اور وہاں پر چکدرہ کیمپ میں 1725 گھرانے ہیں جن میں افراد کی تعداد 11836 ہے تیمر کیمپ میں 1407 گھرانوں کے لوگ رہتے ہیں ان میں افراد کی تعداد 10501 ہے طور اور باروال کیمپوں میں 447 گھرانوں کے 4827 افراد زندگی گزار رہے ہیں جب کہ دودبہ کیمپ میں 28 گھرانوں کے 141 افراد رہتے ہیں۔

ضلع چترال

چترال میں کسو، دمشو گور اور کلتک کے تینوں کیمپوں میں 314 گھرانوں کے 1887 افراد رہتے ہیں۔

ضلع مانسہرہ

مانسہرہ میں تین بڑے افغان مہاجر کیمپ ہے جن میں سے خاکی کیمپ 1626 گھرانوں کے 9178 افراد رہتے ہیں اچھڑیاں کیمپ میں 528 گھرانوں کے 3173 اور بریڑی کیمپ میں 832 گھرانوں میں 4922 افراد رہتے ہیں ۔

ضلع بنوں

بنوں میں افغان مہاجرین دو کیمپوں بیزن خیل اور کرم گڑے میں آباد ہیں جن میں 412 گھرانوں کے 2290 افراد بستے ہیں۔

ضلع لکی مروت

لکی مروت میں گاندی خان خیل میں گاندی خان خیل، نوارنگ اور گمب لیہ کے تینوں کیمپوں میں 1235 گھرانوں کے 6400 افرادرہتے ہیں۔

ضلع ہری پور

ہری پور پنیاں میں دو کیمپ ہیں ایک پنیاں نمبر 1 جس میں 188 گھرانوں کے 23058 افراد رہائش پذیر ہیں جب کہ پنیاں 2 میں 6204 گھرانوں کے 34974 افرادرہتے ہیں۔

ضلع ٹانک

ضلع ٹانک میں دبرا کیمپ میں 441 گھرانوں کے 2444 افرادرہتے ہیں۔

ڈی آئی خان

ڈی آئی خان میں ظفر آباد کیمپ میں 505 گھرانوں کے 2814 افراد رہتے ہیں جب کہ رتہ کلاچی کیمپ میں 331 گھرانوں کے 1812 افرادرہتے ہیں، اور پاشاپل کیمپ میں 335 گھرانوں کے 1842 افراد رہتے ہیں، جب کہ گرسال اور زندانی کیمپوں میں 596 گھرانوں کے 3206 افرادرہتے ہیں۔

یہ تو وہ لوگ ہیں جو یہاں پر کیمپوں میں رہتے ہیں ان کے علاوہ بھی افغان پناہ گزینوں کی ایک بڑی تعداد پاکستان کے مختلف شہروں میں ان کے ساتھ مل جل کر رہتے ہیں۔ یو این ایچ سی آر کی ایک رپورٹ کے مطابق ان پناہ گزینوں کی تعداد قریب ۵۱۷۹۸ گھرانوں کی ۲۵۶۳۲۰ کے لوگ آباد ہیں۔ یہ تو رجسٹرڈ ہیں جب کہ غیر رجسٹرڈ پناہ گزین بھی کافی تعداد میں موجود ہیں۔

اردو نیوز پاکستان میں افغان مہاجرین کی تازہ ترین صورت حال کو یوں تحریر کرتے ہیں:

"اقوام متحدہ کے کمشنر برائے مہاجرین کے مطابق آج بھی پاکستان میں 14 لاکھ سے زائد رجسٹرڈ اور ساڑھے آٹھ لاکھ سے افغان شہریت کارڈ رکھنے والے، اور پانچ لاکھ سے زائد غیر رجسٹرڈ افغان مہاجرین ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پاکستان میں موجود افغان مہاجرین کا مسئلہ بھی کافی پیچیدہ ہو گیا ہے۔ اقوام متحدہ کے مطابق ان مہاجرین کو زبردستی واپس نہیں بھیجا جا سکتا کیوں کہ ان کو افغانستان میں سلامتی، صحت اور تعلیم کی سہولتوں کی عدم دستیابی جیسے مسائل درپیش ہیں۔ کمشنر برائے مہاجرین کے ترجمان قیصر آفریدی کے مطابق 2002ء سے اب تک 44 لاکھ افغان مہاجرین پاکستان سے وطن واپس لوٹ چکے ہیں۔ اس وقت پاکستان میں موجود افغان مہاجرین میں سے ایک بڑی تعداد تقریباً 8 لاکھ خیبر پختونخوا میں، جب کہ 3 لاکھ 20 ہزار افغان مہاجرین صوبہ بلوچستان میں مقیم ہیں۔ ایک لاکھ 60 ہزار پنجاب، جبکہ 63 ہزار افغان پناہ گزین سندھ میں مقیم ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ وفاقی دارالحکومت اسلام آباد اور آزاد کشمیر میں بھی رہائش پذیر ہیں"۔(1)

بی بی سی کے نامہ نگار عزیز خان مہاجرین کی پاکستان میں موجودگی کو اس طرح تحریر کرتے ہیں:

"اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق موجودہ وقت میں دنیا میں تقریباً سات کروڑ سے زیادہ افراد گھروں کو چھوڑنے پر مجبور ہوئے ہیں، آج دنیا میں بھر میں مہاجرین کو پناہ دینے والے ممالک میں ترکی سر فہرست ہے جب کہ دوسری نمبر پر مہاجرین کو پناہ دینے والا ملک پاکستان ہے خیبر پختون خواہ (کے پی کے) چوں کہ افغانستان کے زیادہ قریب ہے اسی وجہ سے بنسبت پاکستان کے دیگر شہروں کے(کے پی کے)میں افغان مہاجرین زیادہ ہیں، سندھ اور پنجاب میں بھی افغانیوں کی ایک خاصی تعداد موجود ہے، پنجاب اور سندھ کے بعض علاقوں میں بھی مہاجر کیمپ ہیں جیسے کراچی اور میانوالی میں لیکن زیادہ تر عام شہریوں میں مل جل کر رہتے ہیں۔ اسلام آباد آئی ٹن سیکٹر میں ان کی کافی تعداد ایک جگہ جمع تھی اگر چہ ایک مستقل کیمپ تو نہیں تھا لیکن کچی آبادی کے نام سے اس جگہ سارے افغانی آباد تھے کچھ عرصہ پہلے حکومت کی طرف سے اس آبادی کو ختم کرنے کا آرڈر ہوا تھا جس کی وجہ سے وہ آبادی ختم کر دی گئی ہے"۔(2)

---

(1) اردو نیوز، زبیر علی، توصیف رضی ملک، پاکستان کو درپیش نسل در نسل مہاجرین کا پیچیدہ مسئلہ، ۱۹ جون ۲۰۱۹م
https://www.urdunews.com/node/423176

(2) بی بی سی اردو، پشاور، عزیز خان، ۳۰ جون، ۲۰۱۸م، ایضا

اردو نیوز کی رپورٹ میں پاکستان مقیم افغان مہاجرین کو حکومت پاکستان اور یو این ایچ سی آر کی طرف سے ان کی شناخت کے لیے "مہاجر کارڈ" جاری کیے گئے، ان کی تعداد کے بارے میں مزید وضاحت کے ساتھ لکھتے ہیں:

" قیصر آفریدی نے 'اردو نیوز' سے بات کرتے ہوئے کہا کہ 14 لاکھ افغان پناہ گزینوں کے پاس پی او آر(پروف آف رجسٹریشن) کارڈ موجود ہیں جو حکومت پاکستان کی جانب سے جاری کیے گئے ہیں۔ملک بھر میں افغان پناہ گزینوں کے لیے اس وقت 56 کیمپ موجود ہیں۔صرف 4 لاکھ 46 ہزار افغان مہاجرین ان کیمپوں میں مقیم ہیں باقی 62 فیصد افغان مہاجرین ملک کے مختلف شہروں میں رہائش پذیر ہیں۔بہت سے ایسے افغان شہری بھی پاکستان میں مقیم ہیں جو مہاجرین کی کیٹگری میں نہیں آتے اور حکومت پاکستان نے ان کو افغان 'سٹیزن' کارڈ جاری کیے ہوئے ہیں۔ حکومت پاکستان کے اعداد و شمار کے مطابق ساڑھے 8 لاکھ افغان شہریوں کو افغان سٹیزن کارڈ جاری کیے گئے ہیں جو کہ اس سے قبل غیر قانونی طور پر پاکستان میں رہائش پذیر تھے۔اس کے علاوہ 5 لاکھ افغان شہری اب بھی ایسے موجود ہیں جو تاحال رجسٹرڈ نہیں ہوئے"۔(1)

مختلف جماعتوں کی طرف سے حکومت کی مخالفت

جہاں حکومت کی طرف سے کچھ چیزیں مثبت ہیں تو وہاں پر چند باتیں منفی بھی پیش آتی ہیں کیوں کہ یہ انسانی فطرت ہے جب کہ حکومت نے بہت اعلی وسعت ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پناہ گزینوں کو پورے ملک میں بسایا اور مختلف علاقوں میں ان کے لیے مہاجر کیمپ قائم کئے لیکن اس کے مقابلے میں کچھ صوبوں کے قوم پرست رہنماؤں نے حکومت کے ان اقدامات کی مخالفت کی اور انہیں واپس باعزت طریقے سے افغانستان بھیجنے پر زور دیتے رہے ہیں وہ اس کی وجہ ملکی معاشی و معاشرتی اور سیکورٹی معاملات بتاتے ہیں خصوصا آرمی پبلک سکول پر حملے کے بعد سے قوم پرستوں کا یہ مطالبہ مزید زور پکڑا اس لیے کہ اس حملے کا الزام افغانستان پر اور افغان مہاجرین پر لگایا۔لہذا اس کے بعد پورے ملک سے یہ آواز بلند ہونے لگی کہ ہم نے چالیس سال مہمان نوازی کی اب انہیں واپس جانا چاہیے وغیرہ وغیرہ۔

اردو سحر نیوز میں مختلف سیاسی جماعتوں کی جانب سے افغان مہاجرین کی پاکستان میں قیام کی توسیع کی مخالفت کو اس طرح لکھتے ہیں:

---

(1) اردو نیوز،۱۹جون۲۰۱۹م،ایضا

"پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخوا کے وزیر اطلاعات شوکت یوسفزئی کا کہنا ہے کہ خیبر پختونخوا حکومت نے افغان مہاجرین کے مزید قیام کی مخالفت کا فیصلہ کیا ہے۔صوبائی وزیر نے مزید کہا کہ وفاق نے افغان مہاجرین کے قیام میں توسیع کے لیے رابطہ کیا تو مخالفت کریں گے۔ان کا کہنا تھا کہ افغان مہاجرین کی 40 سال مہمان نوازی کی لیکن افغان مہاجرین کی وجہ سے صوبے سمیت پورے ملک میں امن وامان کے مسائل ہیں۔شوکت یوسفزئی نے یہ بھی کہا کہ افغان مہاجرین کے باعث کاروباراور انفرااسٹرکچر تباہ ہوچکا ہے افغان مہاجرین اپنے وطن جاکر پاکستان کے خلاف موجود جذبات کاخاتمہ کریں"۔(1)

خالد عزیز افغان پناہ گزینوں کے حوالے سے نیشنل ایکشن پلان کے فیصلوں کو یوں لکھتے ہیں:

"دسمبر ۲۰۱۴ء میں آرمی پبلک سکول پشاور میں ہونے والا حملہ ان بڑے واقعات میں سے ایک تھا جن کی وجہ سے پاکستان نے افغان مہاجرین سے متعلق اپنی حکمتِ عملی تبدیل کی۔فوج کے تحت چلنے والے سکول میں طالبان نے جنہوں نے پاکستان میں پناہ حاصل کر رکھی تھی حملہ کیا جس کے نتیجے میں تقریباً ۱۴۰ بچے جاں بحق ہو گئے تھے۔سزائے موت کی بحالی اور فوجی عدالتوں کے قیام کے ساتھ افغان پناہ گزینوں کی وطن واپسی بھی اس حکمتِ عملی کا حصہ تھی۔اس منصوبے میں غیر مندرج افغانوں کے اندراج کو یقینی بنانا بھی شامل تھا۔یہ ایک ایسا عمل تھا جو افغانوں کی ملک بدری کے عمل کے برعکس فی الحقیقت کبھی شروع نہ ہو سکا۔اس حکمتِ عملی کے بعد عوام کی طرف سے پناہ گزینوں کے انخلاء کے مطالبے نے زور پکڑا اور افغانوں کے خلاف کریک ڈاؤن شروع ہو گیا۔دسمبر ۲۰۱۴ء کے بعد پاکستان کی مغربی سرحد پر بھارت کی پراکسی کے طور پر کام کرنے کی وجہ سے پاکستانیوں میں افغانستان سے متعلق ایک مضبوط منفی بیانیہ پروان چڑھنے لگا۔ان واقعات کی وجہ سے پاکستان میں افغان پناہ گزینوں سے متعلق ہمدردی کے جذبات ماند پڑنے لگے اور نتیجے کے طور پر اُن کے جلد انخلاء کے مطالبے میں شدت آگئی ہے"۔(2)

---

(1)اردو سحر،۹جون،۲۰۱۹م، http://urdu.sahartv.ir/news/pakistan-i350220

(2)تجزیات آن لائن،خالد عزیز،۱۷اکتوبر،۲۰۱۷م،ایضا

فصل دوم

حکومت پاکستان کے اقدامات اور غیر ملکی اداروں کی خدمات

حکومت پاکستان کی مہاجرین کے لیے فراخدلانہ اقدامات کا جائزہ

دسمبر ۱۹۷۹ء سے فروری ۱۹۸۹ء کے دوران روسی افواج کی انتہائی ذلت آمیز پسپائی اور ہزیمت تک پاکستان عالمی دنیا پر نمایاد کھائی دیتا ہے جب کہ روسی افوج کی آمد سے پہلے بھی پاکستان کی سرحدی علاقوں سے افغانستان میں قائم سویت نواز حکومت کے خلاف مسلح جدجہد جاری تھا لیکن روس کی آمد کے بعد پاکستان افغانستان کے جنگ میں براہ راست شامل ہو گیا۔ روسی افواج کی آمد کے ساتھ ہی پاکستان میں افغان مہاجرین کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا اور مہاجرین کا ایک سیلاب اُمڈ پڑا کیوں کہ پاکستان ان مہاجرین کا پڑوسی ملک تھا۔

۱۹۸۰ء کے آغاز ہی میں پاکستان میں دس لاکھ سے زیادہ رجسٹرڈ مہاجرین موجود تھے جن کی بنیادی ضروریات پوری کرنا پاکستان کی عالمی برادری کے لیے فرنٹ لائن کی حیثیت سے تو ذمہ داری تھی لیکن بحیثیت ایک مسلمان ہمسایہ ملک کے ان ذمہ داریوں کی ضرورت مزید بھی بڑھ گئے تھے۔ ان ضروریات میں سے سرفہرست مہاجرین کی آبادکاری کرنا تھی جہاں پر بنیادی انسانی حقوق میسر ہوں جیسے بیماروں کا علاج معالجہ کی سہولت، بچوں کے لیے تعلیم کی سہولت، بے آسرا لوگوں کے لیے روزگار کا بندبست کرنا وغیرہ۔ اس دوران پاکستان نے افغان مہاجرین اور مجاہدین کے ساتھ مالی وعسکری تعاون جاری رکھا اور پاکستان نے فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی سرحدیں کھول دیں اور پورے ملک میں انہیں آنے جانے کی اجازت دے دی۔

اسماعیل ریحان پاکستان کی ان کوششوں کو اس طرح لکھتے ہیں:

> "ضیاء الحق نے پاکستان کی سرحدیں افغان مجاہدین اور مہاجرین کے لیے مکمل طور پر کھول دیں۔ صوبہ سرحد میں مہاجرین کی خیمہ بستیوں میں روزانہ ہزاروں لٹے پٹے افغان آکر پناہ لیتے اور حکومت پاکستان ان کی ہر ممکن مدد کرتی ان مہاجرین کو اجازت تھی کہ وہ ملک کے کسی بھی علاقے میں جاکر تلاش روزگار کرسکتے ہیں مجاہد رہنما پورے تحفظ کے ساتھ پاکستان میں داخل ہوتے۔ ان کی اہم اور بڑی مشاورتی مجالس پشاور میں منعقد ہوا کرتی تھیں جہاں مجاہد تنظیموں کے دفاتر بکثرت تھے۔ جنرل ضیاء الحق نے وزارت خارجہ کو تاکید کردی تھی کہ وہ دنیا کے ہر فورم اور ہر سطح پر سب سے پہلے مسئلہ افغانستان کی آواز اٹھائے اور اس سلسلے میں کسی مصلحت کو خاطر میں نہ لائے۔ حکومت پاکستان کی اس جدوجہد نے بہت سے عرب ممالک کو اس خطرے کا احساس دلادیا جو سوویت درانتی کے شکل میں عالم اسلام کے تشخص کو پارہ پارہ کرنے کے لیے تیار تھا۔ چنانچہ عرب شیوخ نے افغان مہاجرین اور مجاہدین سے مالی تعاون کے لیے دل کھول کر امداد فراہم کرنا شروع کردی"۔(1)

(1) تاریخ افغانستان (زمانہ قبل از اسلام سے دور حاضر ۲۰۱۱م تک)،2/ ٦٦ ایضا

اسرار بخاری حکومت پاکستان کی مہاجرین کے لیے اقدامات کو یوں تحریر کرتے ہیں:

"دنیا کے کسی بھی ملک میں خواہ وہ نیپال اور مالدیپ ہی کیوں نہ ہو بغیر پاسپورٹ اور ویزا کسی شخص کا قیام تو در کنار داخلہ بھی ممکن نہیں ہے مگر پاکستان ایک ایسا ملک ہے جہاں ایک دو یا چند نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں غیر ملکی بلا پاسپورٹ یا ویزا مقیم ہی نہیں بلکہ پاکستان کی سماجی زندگی کا حصہ بن چکے ہیں۔ افغان مہاجرین جو سوویت یونین کے افغانستان پر حملہ کے بعد جان بچانے کے لیے سرحد عبور کر کے پاکستان آ گئے تھے۔ ان افغان مہاجرین کا پاکستان میں انصارِ مدینہ کے جذبہ سے خیر مقدم کیا گیا۔ سوویت یونین کی شکست کے بعد جب افغانستان کے حالات بدلے تو جنگ جوؤں کی ایک خاص تعداد وہاں سے قبائلی علاقوں میں پہنچ گئی۔ قبائلی عوام نے انہیں بھی ہاتھوں ہاتھ لیا حتیٰ کہ مؤاخاۃ مدینہ کی روایات کو زندہ کرنے کے لیے اپنی لڑکیاں ان کے جائے عقدہ میں دیدیں۔ افغانستان میں طالبان حکومت کے دوران حالات میں ٹھہراؤ کی کیفیت پیدا ہوئی تو پاکستان میں افغان مہاجرین کی واپسی کے مطالبے شروع ہوئے"۔(1)

حکومت پاکستان کی طرف سے مہاجرین کے لیے تجارت اور ملازمت کی سہولت

حکومت پاکستان نے مہاجرین کی سہولت کے لیے جہاں دیگر بہت سے اقدامات کئے ہیں وہاں انہیں تجارت و ملازمت کے لیے مواقع بھی فراہم کیے ہیں اور مہاجرین کو پورے پاکستان میں پشاور سے لے کر کراچی تک اور گلگت سے لے کر کوئٹہ تک ملازمت اور تجارت کرنے پر کسی قسم کی پابندی نہیں ہیں اور ہر شہر میں وہ بلا روک ٹوک کاروبار اور روزگار کے تلاش میں مصروف ہیں اگر چہ پاکستان میں غیر ملکیوں کی تجارت اور ملازمت کے لیے شناختی کارڈ کا مسئلہ موجود ہے اس کی وجہ سے بعض جگہوں پر بعض اوقات مشکلات پیش آتی ہیں لیکن انہیں بھی قانونی طریقے سے حل کیا جاتا ہے۔

روزنامہ دنیا میں مہاجرین کو دی گئی سہولتوں کو اس طرح لکھتے ہیں:

"افغان مہاجر پاکستان میں آزادی کے ساتھ جہاں چاہے اپنا کاروبار اور تجارت کر سکتا ہے اور ان کو حکومتی قوانین کے مطابق جائز کارروبار کی اجازت ہے حتیٰ کے اپنے حقوق کے لیے مطالبات بھی کرسکتے ہیں اور گزشتہ دنوں میں افغان تاجروں کا تجارت کو سیاست سے الگ کرنے کا مطالبہ تعلقات کی خرابی کی وجہ سے تجارتی حجم 1.2 ارب ڈالر رہ گیا، چیئرمین مشترکہ چیمبر زبیر موتی والا تاجروں کو چاہ بہار کی ضرورت نہیں، پاکستان کے راستے ہی تجارت کرنا چاہتے ہیں، آئندہ ماہ گرینڈ اجلاس بلانے کا اعلان بھی کیا گیا، سرمایہ کاروں نے دونوں حکومتوں پر زور دیا ہے کہ تجارت کو سیاست سے الگ کر دیا جائے، افغان چیمبر کے صدر

(1) راہ رست، اسرار بخاری، افغان مہاجرین کی واپسی قوم کے لیے ایک چیلنج، روزنامہ نوائے وقت، راولپنڈی، ص:۷، ۲۴ دسمبر، ۲۰۱۴م

خان جان الکوزئی نے واضح کیا ہے کہ افغان تاجروں کو چاہ بہار اور بندر عباس بندر گاہوں کی ضرورت نہیں ہے ہم کراچی اور گوادر کی بندر گاہوں کو استعمال کرنا چاہتے ہیں"۔(1)

بی بی سی افغان مہاجرین کی کاروباری مشکلات کو اس طرح بیان کرتا ہے:

"تاجر عزیز اللہ خان کا کہنا ہے کہ گاہک کہتے ہیں کہ افغان مہاجرین جارہے ہیں لہذا ہمیں سستے داموں چیزیں فروخت کردے۔پاکستان کی حکومت کی طرف سے افغان مہاجرین کی رجسٹریشن کارڈ میں توسیع کے نئی پالیسی سے افغان تاجروں کے ساتھ ساتھ پاکستانی تاجروں کے کاروبار پر بھی برے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔حکومت نے افغان مہاجرین کو اس سال کے آخر تک پاکستان میں رہنے کی اجازت دی ہے۔ تاہم اس فیصلے سے پاکستانی تاجروں کے کاروبار پر بھی مختلف قسم کے اثرات مرتب ہورہے ہیں۔ خیبر پختونخوا کے مرکز پشاور کے کارخانو مارکیٹ میں پاکستانی تاجروں کی تجارت کا زیادہ تر انحصار افغان مہاجرین پر ہے۔افغان مہاجرین اس مارکیٹ سے خریدا ہوا مال ملک کے کونے کونے میں لے کر جاتے ہیں لیکن اب جب افغان تاجر اپنے دکانوں میں پہلے سے موجود سامان کو اونے پونے داموں بیچنے پر مجبور ہیں تو ایسی صورت حال میں انہیں پاکستانی تاجروں سے مزید مال خریدنے کی ضرورت پیش نہیں آ رہی ہے جس سے پاکستانی تاجروں کے کاروبار پر کافی حد تک اثر پڑا ہے"۔(2)

بی بی سی کے نامہ نگار پشاور کے ایک اور تاجر کی مشکلات کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ایاز خان کا کہنا ہے کہ بازار میں تاجروں کے منہ پر ایک ہی بات ہے کہ کاروبار ٹھپ ہوکر رہ گیا ہے۔کارخانو مارکیٹ میں کمبل بیچنے والے ایک تاجر عزیز اللہ خان کا کہنا ہے کہ مہاجرین کے جانے کی وجہ سے ان کا کاروبار پچاس فیصد تک کم ہوکر رہ گیا ہے۔ ہمیں یہ مسئلہ بھی ہے کہ جن افغان تاجروں پر ہمارا قرضہ ہے وہ اگر واپس افغانستان چلے جاتے ہیں تو ہم کیا کریں گے ہمیں اپنا قرضہ واپس کیسے ملے گا؟ ایاز خان کارخانو مارکیٹ میں الیکٹرانکس کے کاروبار سے منسلک ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ بازار میں تاجروں کے منہ پر ایک ہی بات ہے کہ افغان مہاجرین جارہے ہیں لہذا کاروبار ٹھپ ہوکر رہ گیا ہے۔ پہلے ہمارے زیادہ تر گاہک افغان مہاجر تھے۔ کچھ

---

(1) روزنامہ دنیا، اسلام آباد، ۲۵ فروری، ۲۰۱۸م، ص:۲

(2) بی بی سی اردو، رحمان اللہ، افغانوں کی واپسی سے مقامی تاجر پریشان، پشاور، ۱۰ اگست، ۲۰۱۶م،
https://www.bbc.com/urdu/pakistan/2016/08/160810_afghan_traders_kpk_tk

سامان ہم افغان تاجروں سے خریدتے تھے اور کچھ وہ ہم سے خرید لیا کرتے تھے اس طرح ہمارا کاروبار چل رہا تھا لیکن مہاجرین کا واپس افغانستان جانے سے ہمارا کاروبار پچاس فیصد سے بھی کم ہو کر رہ گیا ہے"۔(1)

عدیل سید حکومت پاکستان کی جانب سے مہاجرین کے لیے بینک اکاؤنٹ کی سہولت دینے پر لوگوں کی تاثرات کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

"**محفوظ لین دین:** افغان تاجر عتیق اللہ مومن زادہ جن کا تعلق پشاور سے ہے اور جو مومن گروپ آف انڈسٹریز کے مالک ہیں، کے مطابق پاکستان کے اس قدم کا مطلب ہے کہ "اب مہاجرین کو رقوم کے لین دین کی محفوظ سہولیات تک رسائی حاصل ہو گی۔ انہوں نے پاکستان فارورڈ کو بتایا کہ اب تک افغان شہری رقوم کے لین دین کے لیے غیر ضابطہ ذرائع استعال کر رہے تھے جو کہ ہمارے لیے غیر محفوظ تھے اور اب ہم سیکورٹی کی وجوہات کی بنیاد پر بینکوں کا انتخاب کریں گے۔ تمام افغان مہاجرین اس فیصلے پر انتہائی خوش ہیں اور اسے بہت خوش آئند سمجھ رہے ہیں۔زادہ نے کہا کہ خان نے اس قدم سے افغان مہاجرین کے دل جیت لیے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس قدم سے امید پیدا ہو گئی ہے کہ جلد ہی مہاجرین اپنے نام سے گاڑیاں خریدنے کے قابل ہو جائیں گے"۔(2)

عدیل سید پاک افغان چیمبر کے لوگوں کے تأثرات کے بارے میں لکھتے ہیں:

"پاکستان میں افغان مہاجرین کو کاروبار کرتے ہوئے بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا کیوں کہ اس سے پہلے ان پر لین دین کے لیے باضابطہ بینک کے طریقوں کو استعال کرنے پر پابندی تھی۔اس کی بجائے وہ ایک نظام جسے "ہنڈی" کہا جاتا ہے پر انحصار کرتے تھے جو کہ رقوم کے لین دین کا ایک غیر سرکاری طریقہ ہے۔ یہ بات پاکستان افغانستان مشترکہ ایوانِ صنعت و تجارت کی خیبر پختونخواہ شاخ کے ڈائریکٹر نعمان الحق نے پاکستان فارورڈ کو بتائی۔انہوں نے مزید کہا کہ پاکستان میں افغان تاجروں کو اپنے مقامی ملازمین کے نام کو استعال کرتے ہوئے بینکاری کرنی پڑتی تھی اور وہ اپنے تحفظ کے لیے بڑے لین دین سے اجتناب کرتے تھے۔انہوں نے کہا کہ اب دنیا بھر میں رہنے والے افغان شہریوں کی بڑی تعداد پاکستان میں رہنے والے

---

(1)بی بی سی اردو، رحمان اللہ، پشاور، ۱۰ اگست، ۲۰۱۶م، ایضا

(2)پاکستافارورڈ، عدیل سید، پاکستان افغان مہاجرین کو بینک اکاونٹ کھولنے کی اجازت دے گا، ۷ مارچ، ۲۰۱۹م

اپنے خاندانوں کو بینک کے ذریعے رقم بھیج سکے گی۔نعمان نے کہا کہ یہ قدم "بہت اچھا فیصلہ ہے اور اس سے نہ صرف افغان مہاجرین کو کاروبار کرنے میں سہولت ملے گی بلکہ انہیں ٹیکس نیٹ میں لانے سے ملک میں ٹیکس اکٹھا کرنے میں بھی اضافہ ہو گا"۔افغانستان کو سیمنٹ برآمد کرنے والے ایک پاکستانی تاجر شاہد حسین نے کہا کہ "یہ فیصلہ ان لوگوں کی طرف سے ایک درینہ مطالبہ تھا جو افغان مہاجرین کے ساتھ کاروبار کرتے ہیں"۔(1)

افغان مہاجرین کے لیے ہسپتال کی سہولت

حکومت پاکستان نے افغان پناہ گزینوں کے لیے ہسپتال کی سہولت پورے پاکستان میں جہاں بھی مہاجرین بستے ہیں انہیں مہیا کی ہے خواہ وہ پرائیویٹ ہسپتال ہو یا سرکاری ہسپتال۔ عام پاکستانیوں کی طرح انہیں بھی علاج معالجے کی سہولت حکومت کی جانب سے میسر ہے اس میں انہیں کوئی دقت و پریشانی پیش نہیں آتی۔ تاہم بعض سہولتیں خاص طور سے پاکستانیوں کے لیے ہیں جیسے کہ یرقان کا مفت علاج صرف ان لوگوں کو حاصل ہے جن کے پاس پاکستان کی شہریت ہے اس سہولت سے دیگر اقوام فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

محمد اہل افغان مہاجرین کے لیے پاکستان کے ہسپتالوں میں علاج کی سہولت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"پاکستان میں ہر سرکاری ہسپتال میں پاکستانی شہریوں کی طرح افغان مہاجرین کا علاج بھی مفت کیا جاتا ہے اس کے علاوہ مہاجرین کے لیے جگہ جگہ چیک اپ سنٹر اور مختلف میڈیکل کیمپ لگائے ہیں حتیٰ کہ ان کے لیے ایک خاص لیب کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ افغان اور پاکستانی شہری خیبر پختونخواہ (کے پی) کی حکومت کی طرف سے تپ دق (ٹی بی) کو علاقے سے ختم کرنے کے لیے کی جانے والی کوششوں کو خوش آمدید کہہ رہے ہیں۔ کے پی کے میں ٹی بی کنٹرول پروگرام کے مینجر ڈاکٹر مقصود علی خان کے مطابق، کے پی ہیلتھ سینٹرز نے یکم جنوری سے افغان مہاجرین کو مفت علاج مہیا کرنا شروع کیا ہے۔انہوں نے کہا کہ علاوہ ازیں پشاور میں ایک لیبارٹری جلد ہی افغان طبی عملے کی تربیت شروع کرے گی اور ٹی بی کی تشخیص کرنے کی ان کی صلاحیتوں کو بہتر بنائے گی۔اس بیماری کو 2025 تک ختم کرنے کا مقصد رکھا گیا ہے"۔(2)

---

(1) پاکستافارورڈ، عدیل سید، پاکستان افغان مہاجرین کو بینک اکاونٹ کھولنے کی اجازت دے گا، ۷ مارچ، ۲۰۱۹ء
https://pakistan.asia-news.com/ur/articles/cnmi_pf/features/2019/03/07/feature-03

(2) محمد اہل، پاکستان فارورڈ، ۱۴ اکتوبر، ۲۰۰۸ء

اشفاق یوسفزئی پاکستان فارورڈ میں مزید علاج معالجے کی سہولت کے لیے لکھتے ہیں:

”کے پی کے وزیرِ صحت ہاشم انعام اللہ خان کے مطابق پاکستان اور افغانستان میں صحت عامہ میں تعاون کی بہترین مثال پولیو کے خاتمے کے لیے کوشش ہے۔پاکستان افغان مہاجرین کو طبی سہولیات فراہم کرنے کے لیے، اقوامِ متحدہ کے ہائی کمشنر برائے مہاجرین (یو این ایچ سی آر) کے ساتھ مل کر بھی کام کر رہا ہے۔خان نے کہا کہ ہمارے ڈاکٹر ایسے سرحدی علاقوں کے قریب مفت طبی کیمپ منعقد کر رہے ہیں جہاں افغان شہریوں کو طبی سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں۔یو این ایچ سی آر کے ساتھ تعاون سے، کے پی نے ایسے علاقوں میں صحت عامہ کی سہولیات کو بہتر بنایا ہے جہاں افغان مہاجرین قیام پذیر ہیں۔انہوں نے کہا کہ پشاور کے ہسپتال بھی افغان شہریوں کو سہولیات فراہم کر رہے ہیں۔انہوں نے مزید کہا کہ پشاور میں زیرِ علاج مریضوں میں سے 10 فیصد افغان شہری ہیں جب کہ دیگر علاج کے لیے کوئٹہ جاتے ہیں۔انہوں نے پاکستان فارورڈ کو بتایا کہ گزشتہ 10 سالوں میں پاکستان نے طبی عملے کے تقریبا 5,000 کارکنوں کو تربیت فراہم کی ہے جس میں مرد و خواتین دونوں ہی شامل ہیں“۔(1)

مہاجرین کے بچوں کی تعلیم کے لیے حکومت پاکستان کا اقدام

حکومت پاکستان نے مہاجرین کے لیے جہاں دیگر بہت سارے اقدامات اٹھائے ہیں وہیں ان کی تعلیم کے لیے بھی فراخدلی کا مظاہرہ کیا ہے اور ان کے لیے تعلیمی اداروں کے دروازے کھول دیئے ہیں پرائمری سے لے کر یونیورسٹی تک ہر سطح پر وہ ان تعلیمی اداروں میں داخلہ لے سکتے تھے اس میں انہیں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہے آج بھی انہیں یہ سہولت حاصل ہے کہ وہ بھی ایک عام پاکستانی کی طرح اپنی تعلیم جاری رکھے ہوئے ہیں۔ لیکن اس میدان میں بھی ہسپتالوں کی طرح مہاجرین کی بنسبت پاکستانی طلباء کو چند ایک مراعات حاصل ہیں جو کہ ان کا قانونی حق بھی ہے بطور پاکستانی شہری کے کیوں کہ مہاجرین اور حکومت دونوں کو اندازہ تھا کہ تعلیم کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی اور آج کے نوجوان آنے والے دنوں میں پاکستان اور افغانستان کے معمار ہیں۔اسی لیے ان مہاجرین پر تعلیم کے دروازے کھول دیئے تاکہ وہ تعلیم حاصل کر کے ایک کار آمد شہری بن کر ملک و قوم کی خدمت کر سکیں۔

رفعت اللہ اور کرزئی مہاجرین کے بچوں کے لیے تعلیم کی سہولت کے حوالے سے اس طرح لکھتے ہیں:

---

(1)اشفاق یوسف زئی، پاکستان فارورڈ، دوطرفہ تعاون افغان ڈاکٹروں کو پاکستان سے مدد حاصل کرنے کے قابل بناتا ہے، افروری، ۲۰۱۹م
https://pakistan.asia-news.com/ur/articles/cnmi_pf/features/2019/02/01/feature-01

"مہاجرین بچوں تعلیم کے لیے بھی حکومت پاکستان نے اپنے دروازے کھول رکھے ہیں ان پاکستانی بچوں کی طرح وہ بھی جہاں چاہے پاکستان کی تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کرسکتے ہیں یہاں تک ان کے لیے تو ان ہی کی کیمپوں میں مختلف قسم کے سکولوں کا انتظام کیا گیا ہے اور ایک سکول پاکستان اور افغانستان کی طورخم سرحد پر واقع ہے جس کے سو سے زائد طلبہ ایسے ہیں جو روزانہ افغانستان سے پاکستان آتے ہیں اور سکول کا وقت ختم ہونے کے بعد اپنے ملک افغانستان واپس چلے جاتے ہیں۔ اکسفورڈ پبلک سکول کے نام سے موسوم یہ پرائیویٹ تعلیمی ادارہ پاکستان کے قبائلی علاقہ خیبر ایجنسی کے ایک پسماندہ گاؤں باچا مینہ میں قائم ہے جو پاک افغان سرحد کی مشہور گزر گاہ طورخم سے چند فرلانگ کے فاصلے پر واقع ہے۔اس سکول میں اس وقت آٹھ سو طلبہ زیر تعلیم ہیں جن میں اکثریت افغان مہاجرین کی ہے جو پاکستان کے قبائلی علاقے میں کئی سالوں سے مقیم ہیں جب کہ سو کے قریب وہ طلبہ ہیں جو روزانہ سرحد کے اس پار افغانستان کے مشرقی صوبہ ننگرہار کے سرحدی علاقوں سے پاکستان آتے ہیں"۔(1)

نوائے وقت افغان مہاجرین کی علاج کے لیے حکومتی اقدامات کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"جمعرات کو یونیسکو کے تعاون سے یو این ایچ سی آر کی جانب سے جاری عالمی مانیٹرنگ رپورٹ 2019ء "ہجرت، نقل مکانی اور تعلیم" کی تقریب رونمائی سے خطاب کر رہے تھے۔اس موقع پر یونیسکو کے نمائندہ بییک جانسن، یو این ایچ سی آر کی نمائندہ روینڈر رہنی، مینیک ڈیویلا بھی موجود تھیں۔ وفاقی وزیر شفقت محمود نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان دنیا کے ان ممالک میں شامل ہے جو مہاجرین کو تعلیم وصحت کی سہولیات کی فراہمی میں معاون کردار ادا کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مہاجرین کیمپوں میں رہنے والے مہاجرین کے بچوں کو سرکاری سکولوں میں تعلیم فراہم کی جارہی ہے اس موقع پر یو این ایچ سی آر کی نمائندہ روینڈر رہنی نے مہاجرین کے بچوں کو تعلیم فراہم کرنے پر حکومت پاکستان کی کوششوں کو سراہتے ہوئے کہا کہ چالیس فیصد افغان مہاجرین کے بچے پاکستانی سکولوں میں زیر تعلیم ہیں"۔(2)

تسنیم نیوز ایجنسی حکومت پاکستان کی غیر رجسٹرڈ مہاجرین کو رجسٹر کرنے کے لیے اقدامات کے بارے میں لکھتے ہیں:

"چیف کمشنر افغان مہاجرین سلیم خان نے بتایا ہے کہ 8 لاکھ 24 ہزار افغان شہریوں کو مہاجر کارڈ جاری کر

---

(1)بی بی سی اردو، رفعت اللہ اورکزئی، پشاور، ۱۸ جولائی، ۲۰۱۶م،

(2)روزنامہ نوائے وقت، اسلام آباد، ص:2، 23 نومبر، 2018م
https://www.nawaiwaqt.com.pk/23-Nov-2018/945530

دیے ہیں۔ خبر رساں ادارے تسنیم کے مطابق چیف کمشنر افغان مہاجرین سلیم خان نے سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے سیفران کا اجلاس میں بریفینگ دیتے ہوئے بتایا کہ حکومت نے 8 لاکھ 24 ہزار افغان شہریوں کو مہاجر کارڈ جاری کر دیے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ 20 سے 22 فیصد کارڈز ایسے ہیں جو تقسیم نہیں ہوتے کیوں کہ کارڈز کی تقسیم کے دوران ہی افغان مہاجرین جا چکے ہوتے ہیں۔ افغان مہاجرین کی رجسٹریشن اور بنک اکاؤنٹ کے حوالے سے ان کا کہنا تھا کہ اب تک 14 لاکھ افغان مہاجرین رجسٹرڈ ہو چکے ہیں جب کہ 2 لاکھ افغان مہاجرین کے بینک اکاؤنٹ کھولے گئے ہیں۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ بلوچستان میں کارڈز کی فراہمی کے لیے دیگر اداروں کی معاونت کی ضرورت ہے کیوں کہ وہاں کارڈز کی تیاری اور تقسیم میں مشکلات کا سامنا ہے۔ ڈرائیونگ لائسنس کے حوالے سے چیف کمشنر افغان مہاجرین کا کہنا تھا کہ افغان مہاجرین کے ڈرائیونگ لائسنس سے متعلق پالیسی واضح نہیں، کوشش کریں گے کہ قانون کی حدود میں رہتے ہوئے افغان مہاجرین کو زیادہ سے زیادہ سہولیات فراہم کریں"۔ (1)

یہ تھے وہ بڑے اقدامات جو حکومت کی طرف سے انہیں فراہم کی گئی ہیں اس کے علاوہ اور بھی مختلف سہولتیں فراہم کی گئی ہیں جیسے کہ ہر کیمپ میں پانی، بجلی اور ٹرانسپورٹ کی سہولت بھی موجود ہیں بجلی اور پانی کے اختیار بھی ان کے پاس ہیں اور ان تمام سہولیات کے بل وہ لوگ جمع کرتے ہیں جن کے پاس اس کا ٹھیکہ ہوتا ہے۔ لہذا جہاں پر بجلی اور پانی کے لائنوں میں کوئی خرابی پیدا ہوتی ہے تو اس خرابی کو ٹھیک کرنے کی ذمہ داری بھی ان پر عائد ہوتی ہے اور واپڈا اسے سالانہ معاہدے کے حساب سے ٹھیکہ پر لیتے ہیں۔

غیر ملکی امدادی رقم کی تفصیل جو پاکستان کو افغان مہاجرین کے لیے دی گئی

گذشتہ صفحات میں ہم نے حکومت پاکستان کے ان اقدامات کا ذکر کیا جو افغان مہاجرین کو فراہم کیا گیا ہے کیوں کہ ان کو سنبھالنا ایک ملک کی بس کی بات نہیں ہے ان کی تعداد اتنے زیادہ تھے کہ جس کے لیے عالمی برادری کی تعاون اور ان کا امداد بہت ضروری تھا۔ لہذا عالمی برادری اور مختلف بین الاقوامی تنظیموں نے بھی اپنے وعدے کے مطابق ان مہاجرین کی خوراک، پوشاک اور علاج معالجے کی ضروریات پوری کرنے کے لیے پاکستان کو امداد فراہم کیں جنہیں ذیل میں بیان کیا جائے گا۔

اقوام متحدہ کی طرف سے مہاجرین کے لیے دی گئی امدادی رقم کی تفصیل:

"مئی 1980ء تک مہاجرین کی امداد کے لیے مختلف ممالک اور بین الاقوامی تنظیموں کی طرف سے دی جانے والی امداد کی تفصیل درج ذیل ہے:

---

(1) تسنیم نیوز ایجنسی، پاکستان میں سوا 8 لاکھ افغان مہاجرین کو مہاجر کارڈ جاری، ۲۱ ستمبر، ۲۰۱۹م
https://www.tasnimnews.com/ur/news/2019/09/21/2101241-

ا۔ دنیا کے 20 ممالک سے حاصل شدہ امداد: 2,48,52,896 ڈالر۔

ب۔ یورپی اقتصادی برادری: 1,78,73,500 ڈالر۔

ج۔ غیر سرکاری ادارے: 1,72,095 ڈالر۔

میزان: 4,37,98,491 ڈالر۔

امداد کی اس رقم میں سے 3,63,25,015 ڈالر نقد کے طور پر اور 4,73,476 ڈالر اجناس کے شکل میں موصول ہوئے۔

"دسمبر 1979ء کو اقوام متحدہ کے ہائی کمشنر برائے مہاجرین نے ایک کروڑ 49 لاکھ 38 ہزار ڈالر کا امدادی بجٹ تیار کیا تھا لیکن روسی جارحیت نتیجے میں مہاجرین کی تعداد میں یکایک اضافہ ہونے کی بنا پر فروری 1980ء میں امدادی بجٹ کی رقم 5.5 کروڑ ڈالر کر دی گئی۔ اکتوبر 1980ء میں نیا بجٹ گیارہ کروڑ ڈالر سے بھی بڑھ گیا تھا۔

1۔ دسمبر 1979ء میں ایک کروڑ 49 لاکھ 38 ہزار ڈالر کا امدادی رقم تیار کیا تھا۔

2۔ فروری 1980ء میں امدادی رقم کو بڑھا کر ساڑھے پانچ کروڑ ڈالر کر دی گئی۔

3۔ کتوبر 1980ء میں گیارہ کروڑ ڈالر کا نیا بجٹ تیار کیا گیا"۔(1)

جاپان کی جانب سے افغان مہاجرین کے لیے دی گئی امدادی رقم کی تفصیلات:

"جاپان کی حکومت نے 3 اکتوبر 2018ء کو 2.7 ملین ڈالر کی امدادی رقم پاکستان کو افغان مہاجرین کے مدد کے لیے دیے جو کہ پورے پاکستان میں مقیم افغان مہاجرین پر خرچ ہوں گے۔

2017ء میں بھی جاپان حکومت نے 3.8 ملین ڈالر کی امدادی رقم پاکستان میں مہاجرین کے لیے فراہم کیا۔ جب کہ جاپان پچھلے دس سالوں سے پاکستان میں مہاجرین کے امداد کے لیے 200 ملین ڈالر کی امدادی رقم فراہم کر چکا ہے"۔(2)

سماء نیوز جاپان کی مالی امداد کے بارے میں لکھتا ہے:

"جاپان اور عالمی ادارہ برائے خوراک نے ایک معاہدہ پر دستخط کیا ہے جس میں جاپان نے 3.5 ملین ڈالر امدادی رقم پاکستان میں افغان مہاجرین کو دینے کا اعلان کیا"۔(3)

---

(1) یو این ایچ سی آر، جائزہ رپورٹ، جون، ۱۹۸۰ م

(2) یو این ایچ سی آر، جائزہ رپورٹ، اکتوبر، ۲۰۱۸ م

(3) سماء نیوز، اردو، شکیل احمد، فروری، ۲۰۱۹ م

نوائے وقت جاپان کی حکومت کی طرف سے دی گئی مالی امداد کے حوالے سے اپنی رپورٹ میں لکھتا ہے:

"حکومت جاپان نے اقوام متحدہ کے ادارے یو این ایچ سی آر اور ورلڈ فوڈ پروگرام کے لیے 70 لاکھ ڈالر کی رقم کا اعلان کیا ہے تاکہ افغان مہاجرین کو مدد دی جا سکے۔ اس امداد کے سلسلے میں سرکاری طور پر اعلان وزیر برائے ریاستی امور اور سرحدی علاقہ جات عبد القادر بلوچ اور پاکستان میں جاپان کے سفیر تاکاشی کورائی نے کیا۔ جاپان کی طرف سے دی جانے والی رقم سے 30 لاکھ ڈالر کی رقم افغان مہاجرین کو قانونی امداد فراہم کرنے کے لیے دی گئی ہے جاپان کی حکومت نے پاکستان میں 32 ہزار پانچ سو افغان مہاجرین کو قانونی امداد فراہم کرنے کے لیے امداد فراہم کی ہے جاپان افغان مہاجرین کی صحت اور تعلیم کے لیے بھی امدادی رقم فراہم کر چکا ہے"۔(1)

آسٹریلیا کی طرف سے دی گئی امدادی رقم کی تفصیل:

آسٹریلیا کے وزارت خارجہ(Australian Department Of Foreign Affairs) نے 20 اکتوبر 2018ء کو 3 ملین امریکی ڈالر افغانستان میں غیر رجسٹرڈ افغان مہاجرین کو جو افغانستان گئے ہیں ان کے استحکام کے لیے امداد دینے کا اعلان کیا"۔(2)

امریکہ کی طرف سے عطا کی گئی امداد کی تفصیلات:

1۔" 2000ء میں امریکہ نے 160,47 ملین ڈالرز افغان مہاجرین کی امداد کے لیے فراہم کیا۔

2۔2003ء میں امریکہ پھر 61,5 ملین ڈالرز امداد افغان مہاجرین کے لیے پاکستانی حکام کو مہیا کیے ۔

3۔ 2004ء میں ایک بار پھر امریکہ نے 63,3 ملین ڈالرز کا امداد فراہم کیا۔

4۔2005ء میں دوبارہ امریکہ نے 47,1 ملین ڈالرز افغان مہاجرین کی فلاح و بہبود کے لیے امدادی رقم پاکستان کو عطا کی گئی"۔(3)

کل رقم جو ان چار سالوں کے دوران میں پاکستان کو دی گئی: (332,37 ملین ڈالرز بنتے ہیں)۔

سعودی عرب کی جانب سے افغان مہاجرین کے لیے امداد:

"سعودی عرب نے بھی افغان مہاجرین کی مشکلات کو دیکھتے ہوئے ان کے لیے سعودی عرب میں ایک خصوصی فنڈ قائم کیا تھا۔ مئی 1980ء تک اس فنڈ میں کم و بیش ساڑھے چار کروڑ ریال جمع ہو گیا تھا۔ دنیا

---

(1) نوائے وقت، اردو، ۱۰ مارچ، ۲۰۱۷م

(2) World Migrataion Report ، اکتوبر، 2018م

(3) Congrssional Research Serves (CRS) ، Rhoda margesson ، ۲۶ جنوری، ۲۰۰۷م، ۱۴

بھر کے مسلمان اپنے مظلوم بھائیوں کے ساتھ ہمدردی کے لیے مختلف ملکوں اور اداروں نے افغانستان کے جنگ کے ستائے ہوئے مظلوموں کو دل کھول کر امداد دی۔ اس سلسلے میں عرب سب سے آگے تھے ایک سعودی تاجر جس کا نام سید حسن عباس ہے اس نے 20 لاکھ آٹے کی بوریاں افغان مہاجرین کے لیے عطیہ کیا۔ اسی بھائی چارگی اور ہمدردی کے جذبے سے سرشار بھارت کے معروف عالم دین مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے شاہ فیصل ایوارڈ میں ملنے والی رقم افغان مہاجرین کی امداد کے لیے جمع کروائی تھی"۔(1)

مختلف ممالک اور تنظیموں کی طرف سے اجناس کی صورت میں ملنے والی امداد کی تفصیلات

30 ستمبر 1980ء تک اعداد و شمار کے مطابق مختلف ممالک اور بین الاقوامی تنظیموں کی طرف سے اجناس کی صورت میں مہیا کی جانے والی امداد کی تفصیل جس کو ریاض احمد سید مختصراً کچھ اس ترتیب سے بیان کرتے ہیں۔

"ورلڈ فوڈ پروگرام: 96,649 میٹرک ٹن وزنی اشیائے خوردنی بشمول گندم، خوردنی تیل اور دالیں۔

یورپی اکنامک کمیونٹی: 16,838 میٹرک ٹن وزنی اشیائے خوردنی بشمول گندم، خوردنی تیل اور چینی۔

آسٹریلیا: 20,000 میٹرک ٹن گندم عطیہ کیا مہاجرین کے لیے۔

مغربی جرمنی: 7,776 میٹرک ٹن وزنی اشیائے خوردنی بشمول گندم، دالیں، چینی اور چائے۔

کویت: 15,84 میٹرک ٹن اشیائے خوردنی۔

انڈونیشیا: 7 میٹرک ٹن چائے۔

جاپان: 6,447 میٹرک ٹن غلہ، اور دیگر اشیائے خوردنی۔

یوگوسلاویہ: 30 میٹرک ٹن ٹین بند گوشت، صابن وغیرہ۔

یو این ایچ سی آر: 1,823 میٹرک ٹن چینی اور چائے۔

امدادی سامان کی نقل و حمل میں پاکستان کی قومی ایئر لائن پی آئی اے نے بھی گراں قدر خدمات سرانجام دیں اور جنوری 1980ء میں مختلف ممالک سے 2,80,227 کلو گرام وزنی سامان بلا معاوضہ افغان مہاجرین کے کیمپوں کے قریب تر پہنچایا جس کے پاکستانی کرنسی میں باربرداری کے اخراجات 87,88,496 روپے بنتے ہیں"۔(2)

---

(1) تاریخ افغانستان (زمانہ قبل از اسلام سے دور حاضر ۲۰۱۱م تک)، ۲/ ۹۴۔۹۶، ایضا

(2) المیہ افغانستان، ۲۳۹۔۲۴۰، ایضا

مختلف تنظیموں اور اداروں کی طرف سے پاکستان میں افغان مہاجرین کے لیے طبی سہولیات کی فراہمی

افغان مہاجرین کو علاج معالجہ کی سہولتیں مہیا کرنے میں حکومت پاکستان کو بے انتہا مشکلات کا سامنا تھا تاہم لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت اور غیر ملکی ادروں کے تعاون سے علاج معالجہ کے حوالے انہیں جو مسائل تھے ان کو کافی حد تک حل کیا گیا تھا۔

ریاض حسین سید اپنی کتاب میں ان سہولیات کے بارے میں قدرے تفصیل کے ساتھ رقم طراز ہیں:

"عالمی ادارہ صحت

ا۔عالمی ادارہ صحت کے زیر انتظام ان بچوں کو حفاظتی ٹیکے لگائے گئے جن کی عمریں پانچ سال سے کم تھیں۔

۲۔ اکتوبر 1980ء تک تمام مہاجر کیمپوں میں ملیریا سے بچاؤ کے لیے سپرے کیا گیا تھا اور ہر چھ ماہ میں سپرے کرنا ان کی پروگرام میں شامل تھا۔

۳۔کیمپوں اور خیمہ بستیوں میں موجود ہسپتالوں میں دوائیاں تقسیم کی گئی تھی"۔

لیگ آف ریڈ کراس سوسائیٹیز کی جانب سے امداد

"ستمبر 1980ء میں لیگ آف ریڈ کراس سوسائیٹیز نے افغان مہاجرین کے لیے 1, 73, 719 کمبل اور4،304 خیمے فراہم کرچکی تھی ۔اور دسمبر 1980ء میں اس تنظیم نے مزید چار ہزار خیمے عطا کیے"۔(1)

ریاض احمد شیخ مزید تنظیموں کی امداد کے بارے میں لکھتے ہیں:

دی انٹر ایڈ کمپنی کی جانب سے مہیا کی گئی امدادی سامان

"پاکستان کے شمالی علاقوں میں بسنے والے افغان مہاجرین کو موسم سرما کی شدت کے پیش نظر "دی انٹر کمپنی" نے دسمبر 1980ء تک ایک لاکھ رضائیاں تقسیم کیں ۔اس کے علاوہ اس کمپنی نے چرچ ورلڈ سروس کی مدد سے مہاجرین کے لیے کپڑوں، خیموں اور دوائیوں کی فراہمی پر بھی ایک کثیر رقم خرچ کر رہی ہے۔ جس کی تخمینہ لاگت اکتوبر1980ء کے اعداد وشمار کے مطابق پچاس لاکھ ڈالر تھی"۔

دی کیتھولک ریلیف سروس

"مہاجرین کو سردی سے بچاؤ کے لیے اس تنظیم نے رضائیوں اور خیموں کی خریداری کے لیے اکتوبر 1980ء میں 27,000 ڈالر کا امداد دیا اور مستقبل میں بھی مزید امداد جاری رکھنے کا وعدہ کیا"۔

---

(1)المیہ افغانستان، ۲۴۱ تا ۲۴۳، ایضا

دی انٹر نیشنل ریسکیو کمیٹی

"اس کمیٹی نے جولائی 1980ء میں ضلع کوہاٹ میں بسنے والے مہاجرین کی علاج معالجہ کی ضروریات پوری کرنے کے لیے دو موبائل ہسپتال بمع ضروری سامان و عملہ حکام کے حوالے کیے۔ اس کے علاوہ ستمبر 1980ء میں مذکورہ کمیٹی نے خیبر پختونخواہ کے چھ بڑے خیمہ بستیوں میں ہسپتال قائم کیے۔ جس سے افغان مہاجرین کو بہترین طبی سہولیات میسر آئیں"۔

سیو دی چلڈرن فنڈ

"برطانیہ کی یہ فلاحی تنظیم ضلع پشاور میں ایک گشتی اور تین ساکن دواخانے (جمرود، نصرباغ اور بڈھ بیر کے مقام پر) چلا رہی ہے جہاں سے مستفید ہونے والے مریضوں کی روزانہ اوسط ساڑھے تین سو بنتی ہے"۔(1)

اس تنظیم کے اب بھی افغان مہاجرین کے بڑے کیمپوں میں کلینک اور ڈسپنسریاں قائم ہیں جو ابتدائی طبی سہولیات فراہم کرتا ہے جس سے کیمپوں میں مقیم مہاجرین اپنا علاج کرواتے ہیں۔ اس کے علاوہ اقوام متحدہ کی طرف سے بھی بعض کیمپوں میں ڈسپنسریاں موجود ہیں جہاں کسی حد تک دوائیاں مفت ملتی ہیں اور عملہ چوبیس گھنٹے حاضر رہتے ہیں، عملے میں مرد و لیڈی ڈاکٹر اور نرسز ڈیوٹی پر موجود ہوتے ہیں۔ اگر کسی شخص کو رات کو اچانک کوئی تکلیف ہو جائے تو وہاں پر اسے ابتدائی طبی سہولت دی جاتی ہے اور اگر مرض کی نوعیت زیادہ سنجیدہ ہو تو مریض کے لواحقین کو پہلے اطلاع کر دیتے ہیں کہ اس کو شہر کے کسی اچھے ہسپتال میں لے جایا جائے تاکہ اس کی زندگی کو بچایا جاسکے۔

---

(1) المیہ افغانستان، ۲۴۱ تا ۲۴۳، ایضا

فصل سوم

پاکستانی عوام کی خدمات

پاکستانی عوام کا جذبہ ایثار

سوویت یونین کے افغانستان پر یلغار کے بعد جب ظلم و تشدد حد سے بڑھ گیا تو افغان عوام نے اپنے ہمسایہ ممالک پاکستان اور ایران کی جانب ہجرت شروع کی بے سرو سامانی کے حالت میں یہاں پہنچے تو عوام نے اپنے بھائیوں کا فراخدلی سے استقبال کیا اور انہیں خوش آمدید کہہ کر اپنے گھروں اور مہمان خانوں میں ٹھہرایا جس کے پاس دو گھر تھے ایک اپنے مہاجر بھائی کے لیے خالی کر دیا تاکہ وہ اس میں اپنے خاندان کے ساتھ آزادی سے رہے اسی طرح جو زمین دار یا دکان دار تھے انہوں نے روسی افواج کے ستائے ہوئے افغان مہاجرین کو اپنی زمینوں اور کاروبار میں شریک کیا تاکہ وہ اپنے بچوں کی کفالت کر سکیں نیز وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل ہوں تاکہ انہیں کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے کا ذلت آمیز موقع پیش نہ آئے۔ جوں جوں مہاجرین کے تعداد میں اضافہ ہوتا گیا ویسا ہی ان کے جذبہ خدمت میں بھی مزید اضافہ دیکھنے میں آیا یہاں تک کہ پاکستانی عوام نے اپنی بیٹیاں افغان مہاجرین کے نکاح میں دیے اس طرح انصار اور مہاجرین کا یہ تعلق خونی رشتہ میں تبدیل ہو گئے اس منظر کو دیکھ کر انصار مدینہ کی یاد تازہ ہو گئی افغان مہاجرین ان کا احسان ہمیشہ یاد رکھے گی کیوں کہ جس مشکل گھڑی میں پاکستان اور یہاں کے عوام نے ان کو اپنے سینے سے لگایا اس کی مثال آج کی دنیا میں کہیں نہیں ملتی اور آج بھی پاکستانی عوام میں افغان مہاجرین کے ساتھ ہمدردی اور بھائی چارے کا جذبہ موجود ہے۔

یحیٰ مجاہد اپنے کالم میں پاکستانی عوام کی جذبہ ایثار کو اس طرح لکھتے ہیں:

> " افغانستان پر سوویت یونین کے حملے ، بعد میں ہونے والی خانہ جنگی اور امریکی حملے کے بعد سے اب تک لاکھوں افغان مہاجرین پاکستان آئے۔پاکستان میں بڑی تعداد افغان پناہ گزینوں کی ہے جن کی تعداد 30 لاکھ سے بھی زیادہ ہے، جو دنیا کے کسی بھی دیگر خطے کے مقابلے میں سب سے زیادہ ہے۔ یہ ملک اس وقت بھی 40 لاکھ افغان مہاجرین کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے۔ اپنا گھر بار چھوڑ کر ہجرت کرنے والوں کو خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کرنا اور انہیں اپنے معاشرے کا حصہ بنالینے کی روایت انصار مدینہ کے بعد پاکستانیوں نے قائم کی ہے۔ایک رپورٹ کے مطابق اس وقت خیبر پختونخوا بلوچستان سندھ اور پنجاب لاکھوں افغان مہاجرین مقیم ہیں۔ خیبر پختونخواہ میں مقیم افغان مہاجرین بہترین میزبانی پر حکومت پاکستان اور عوام کے شکر گزار ہیں۔ تمام تر مشکلات کے باوجود پاکستان نے افغان مہاجرین کا بوجھ اٹھایا۔تین عشروں سے

زائدافغان مہاجرین کی میزبانی کرنے والے پاکستان نے ایثار کی ایسی مثال قائم کی کہ پوری دنیا نے اس کا اعتراف کیاہے"۔(1)

روزنامہ جنگ کی رپورٹ میں وزیر اعظم پاکستان کی جانب سے انہیں تمام سہولیات فراہم کرنے کی تاکید کی گئ:

"وزیر اعظم نے کابینہ کے اجلاس میں اس موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ افغان مہاجر ہمارے بھائی ہیں۔ انہوں نے یقین دہانی کرائی کہ پاکستان میں قیام پذیر افغان مہاجرین کی سہولت کے لیے موزوں اور ٹھوس اقدامات کیے جائیں گے۔وزیر اعظم نے ریاستی اور سرحدی امور کی وزارت کو ہدایت کی کہ افغان مہاجرین کی شکایات کے ازالے کے لیے قومی سیاسی قیادت اور افغان نمائندوں سے مشاورت کی جائے۔وزیر اعظم نے پرزور لہجے میں کہا کہ کسی کو یہ اجازت نہیں دی جائے گی کہ افغان مہاجرین کو کسی قسم کی تکلیف پہنچائے، وہ ہمارے مہمان ہیں، ان کی واپسی کا منصوبہ اس طور پر بنایا جائے کہ سرحد کے دونوں جانب کے لوگوں کے ذہنوں میں کوئی منفی تاثر نہ ابھرے۔ یہ بلاشبہ ایک حقیقت ہے کہ پچھلی صدی کے آٹھویں عشرے میں افغانستان پر روس کی فوج کشی کے بعد پاکستانی قوم نے لاکھوں افغان مہاجرین کی جس خلوص ومحبت سے پذیرائی کی جدید مسلم تاریخ میں وہ مؤاخاۃ اور بھائی چارے کی ایک عظیم الشان اور نادر مثال ہے۔ حکومت پاکستان نے روس کے خلاف مزاحمت کرنے والی طاقتوں کا ساتھ دینے کا فیصلہ اگرچہ اس حکمت عملی کے تحت کیا تھا کہ پاکستان کو روسی یلغار کا ہدف بننے سے محفوظ رکھا جاسکے تاہم افغان عوام کے ساتھ اہل پاکستان کی یک جہتی یقینی طور اسلامی جذبہ اخوت کا نتیجہ تھی"۔(2)

عدیل سید پاکستانی عوام کی قربانیوں کو ہجرت مدینہ کی مثال قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"افغان مہاجرین نے بے سروسامان ہجرت کرکے پاکستان آئے تو پاکستانی عوام نے ہجرت مدینہ کامثال قائم کیا ان کو اپنے گھروں میں پناہ دی، اپنے بچیوں کا نکاح کرایا اپنی زمینوں کو بغیر کسی عوض کے ان کے لیے خالی کردیے اور کھلے دل سے ان کو خوش آمدید کہا دنیش نے کہا کہ جنگ سے متاثرہ افغانوں کو قبول کرنے اور انہیں جگہ دینے میں پشاور کا کردار نہایت قابلِ ستائش اور عالمی برادری کے لیے بے دخل افراد کی میزبانی کرنے میں ایک عظیم مثال ہے۔عاصم نے کہا، پشاور کے شہری بطورِ خاص کے پی اور اس کے صدر مقام، پشاور آنے والے افغان پناہ گزینوں کو کھلے دل سے خوش آمدید کہتے ہیں اور ان کی خوب

---

(1)اذان مجاھد،یحيٰ مجاھد، مہاجرین کا عالمی دن اور دنیا بھر کے مسلمان مہاجر، ص:۸،روزنامہ نوائے وقت، اسلام آباد، ۲۳جون، ۲۰۱۹م
https://www.naibaat.pk/23-Jun-2019/24172

(2) روزنامہ جنگ، اسلام آباد، ادارتی صفحہ، ۱۱ ستمبر، ۲۰۱۶م
https://jang.com.pk/news/175155-editorial-column-2016-09-11

میز بانی کرتے ہیں۔عاصم نے کہا ہمارے پاس پاکستان میں مقیم تقریباً1.4 ملین اندراج شدہ افغان پناہ گزین ہیں اور عالمی برادری کو اس خیر سگالی کا اعتراف کرنا چاہیے، جہاں مہاجرین کی ایک بڑی تعداد کو صحت، تعلیم،صاف پانی اور آزادیٔ حرکت سمیت برابری کی بنیاد پر سہولیات دستیاب ہیں"۔(1)

افغانستان سے ہجرت کرکے آنے والے افغان مہاجرین پہلے پہل میں صوبہ خیبر پختونخوااور نو ضم شدہ قبائلی اضلاع میں آباد ہو کر رہنے لگے،اس کے بعد یہ سلسلہ ملک کے طول و عرض میں پھیل گیااوراس طرح آج ملک کے چاروں صوبوں اور آزاد کشمیر و گلگت بلتستان میں افغان مہاجرین آباد ہو چکے ہیں، رفتہ رفتہ یہ مہاجرین پاکستانیوں میں رچ بس گئے۔ افغان خواتین کی ایک بڑی تعداد نے یہاں پاکستانی مردوں اور افغان مردوں نے پاکستانی خواتین سے شادیاں کرلیں،اس طرح آنے والی ایک پوری نسل کو پاکستانی شناخت مل گئی۔ ان افغان مہاجرین نے آہستہ آہستہ پاکستان کے مختلف علاقوں میں جائیدادیں خریدنا شروع کردیں اور اپنے کاروبار مستحکم کرلیے۔ یقیناپاکستان جیسے ملک کے لیے لاکھوں افغان مہاجرین کا قیام نہ صرف ایک بہت بڑامعاشی مسئلہ تھابلکہ ان کی وجہ سے ملک میں بیروزگاری کے شرح میں بھی اضافہ دیکھنے میں آیا۔

ہزارخان بلوچ یواین ایچ سی آر کی جانب سے مہاجرین کی معاشی استحکام کے لیے اقدامات اور قوم پرست جماعتوں کے تحفظات کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اقوام متحدہ کے ادارہ برائے مہاجرین نے ہزارہ ٹاون کوئٹہ میں افغان پناہ گزینوں کو معاشی طور پر مستحکم کرنے کے لیے حال ہی میں دست کاری سینٹر قائم کیاہے۔اسی طرز کا ایک سینٹر پہلے ہی شہر کے افغان پناہ گزینوں کے اکثریتی علاقے غوث آباد میں موجود ہے جہاں نہ صرف افغان پناہ گزین خواتین کام سیکھ رہی ہیں بلکہ کام سکھانے والی بھی افغان خواتین ہی ہیں۔ اقوام متحدہ کے ادارہ برائے مہاجرین (یو این ایچ سی آر) کے اعداد و شمار کے مطابق بلوچستان میں تین لاکھ سے زائد سرکاری دستاویزات رکھنے والے مہاجر پناہ گزین ہیں جن کے یہاں رہنے پر صوبے کی بعض سیاسی جماعتوں میں اختلافات بھی پائے جاتے ہیں ۔ گو کہ عالمی ادارہ برائے مہاجرین افغان پناہ گزینوں کو معاشی طور پر مستحکم کرنے کے لیے ان کو ہنر مند بنارہاہے لیکن قوم پرست جماعتیں ایسے اقدامات کو افغان پناہ گزینوں کے انخلاء میں رکاوٹ سمجھتی ہیں۔ایسا ہی موقف رکھنے والی قوم پرست سیاسی جماعت بلوچستان نیشنل پارٹی بھی ہے جن کے قائدین چالیس سال سے یہاں آباد افغان پناہ گزینوں کو صوبے پر بوجھ سمجھتے ہیں"۔(2)

---

(1)عدیل سید، پاکستان فارورڈ، ۷جولائی، ۲۰۱۹م

(2)انڈپنڈنٹ اردو، ہزارخان بلوچ، ۱۷اپریل، ۲۰۱۹م

ہزار خان بلوچ قوم پرستوں کے تحفظات کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

"بی این پی کے مرکزی ترجمان اور ممبر قومی اسمبلی آغا حسن بلوچ کے مطابق افغان پناہ گزینوں کو باعزت طریقہ سے واپس افغانستان بھیجا جائے۔ آغا حسن بلوچ نے انڈپینڈنٹ اردو کو بتایا کہ 'بی این پی کا 1993 سے یہی مطالبہ ہے کہ افغان پناہ گزینوں کا باعزت انخلا یقینی بنایا جائے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ افغان پناہ گزین بلوچستان کے معاشرے اور معیشت پر بوجھ ہیں انہی کی وجہ سے بلوچستان کے مختلف علاقوں میں طالبانائزیشن، انتہا پسندی، کلاشنکوف کلچر کو فروغ ملا ہے۔ بلوچستان نیشنل پارٹی کے موقف کے برعکس یہاں پر ایک اور پشتون قوم پرست سیاسی جماعت پشتونخوا ملی عوامی پارٹی سمجھتی ہے کہ جو لوگ افغان پناہ گزینوں کو بوجھ سمجھتے ہیں ان کے اعتراض کرنے کا کوئی جواز نہیں بنتا کیوں کہ افغان پناہ گزین اپنی سرزمین پر موجود ہیں۔ پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کے صوبائی ڈپٹی سیکرٹری اور ممبر صوبائی اسمبلی نصر اللہ زیرے کہتے ہیں کہ افغان پناہ گزین یہاں چار دہائیوں سے آباد ہیں اور یہاں ان کی نسلیں پروان چڑھی ہیں یہ پناہ گزین یہاں کسی مجبوری کے تحت آباد ہیں اور خود عالمی ادارہ برائے مہاجرین کے اپنے اعداد و شمار کے مطابق اب تک دس لاکھ سے زائد افغان پناہ گزین اپنے وطن واپس جا چکے ہیں۔ نصر اللہ زیرے کے بقول: "افغان پناہ گزین یہاں کسی کے کہنے پر نہیں بلکہ جنیوا کنونشن کے معاہدے کے مطابق یہاں رہتے ہیں اور ان پناہ گزینوں کو یہاں رہنا بھی چاہیے کیوں کہ وہ اپنی افغان تاریخی سرزمین پر موجود ہیں"۔(1)

محمد اہل یو این ایچ سی آر کی طرف سے مہاجرین کے لیے خدمات کے بارے میں لکھتا ہے:

"پشاور اقوامِ متحدہ کے سفیر برائے پناہ گزین (یو این ایچ سی آر) نے 3 جولائی کو پشاور میں ایک افغان دست کار لکڑی کے روایتی اوزاروں کے ذریعے قالین بُن رہا ہے۔ شریستھا نے ڈسٹرکٹ ناظم پشاور محمدؐ عاصم سے ملاقات کے دوران کہا کہ اعلامیہ کے جزُ کے طور پر یو این ایچ سی آر اور پشاور کی ضلعی حکومت کے مابین ایک مفاہمتی یادداشت پر دستخط ہوں گے۔ شریستھا نے مزید کہا کہ یو این ایچ سی آر پاکستان اور بطورِ خاص پشاور کی دسیوں لاکھوں افغان پناہ گزینوں کے لیے کئی دہائیاں طویل مہمان نوازی کو سراہا ہے"۔(2)

---

(1) انڈپنڈنٹ اردو، ہزار خان بلوچ، ۱۷ اپریل، ۲۰۱۹م

(2) پاکستان فارورڈ، محمد اہل، ۷ جولائی، ۲۰۱۹م

پاکستانی عوام کا جذبہ خدمت خلق

اگر ہم پاکستان کے موجودہ صورت حال اور حالات کے بارے میں سوچیں اور غور کریں تو لوگوں کے ذہنوں میں پاکستان کے حوالے منفی تصویر اور منفی خیالات ابھرتے ہیں۔ لیکن لوگ اپنے ملک کے مثبت اور قدرے خوب صورت پہلو کو یکا یک نظر انداز کر دیتے ہیں۔ حالاں کہ پاکستان میں بے پناہ باصلاحیت اور محبت کرنے والے لوگ ہیں۔ مندرجہ ذیل میں چند ایک پیش آنے والے وہ واقعات ہیں جس نے اس قوم کو یکجا کر دیا۔ ساتھ ساتھ افراتفری کا وہ سامان اور مسائل جو حقیقت میں ملک کی ترقی کی راہ میں حائل رکاوٹ ہے جو لوگوں میں ذہنی دباؤ اور پریشانی کی ایک اہم وجہ بھی ہے۔ لیکن یہ بات نہایت قابلِ تعریف اور خوش آئند ہے کہ لوگوں نے اپنے مثبت رویوں اور اچھے سلوک کی وجہ سے دنیا میں یہ بات ثابت کر دی کہ پاکستانی قوم بھی انسانی ہمدردی اور بھائی چارگی میں کسی سے قطعی پیچھے نہیں ہے بہت سے لوگ سخت محنت کر رہے ہیں جس کی وجہ سے ملک ترقی کر رہا ہے۔

محمود میاں نجمی اپنی ایک رپورٹ میں ایک پاکستانی کا عوام کے بارے میں تاثرات کو یوں لکھتا ہے:

> ”دنیا بھر میں پاکستانیوں کو جس نظر سے بھی دیکھا جائے لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ پاکستانیوں کو سب سے زیادہ دریادل اور مہمان نواز قوم سمجھا جاتا ہے۔ یہ صفت ہم نے اپنے آباؤ اجداد سے اپنائی ہے۔ ایک دوسرے کی مدد اور ایک دوسرے کے لیے کھڑے ہو جانے کا سبق ہمیں ہمارا دین اسلام بھی دیتا ہے۔ پاکستانیوں نے کبھی ایک دوسرے سے منہ نہیں موڑا کچھ لوگ انسانیت کے نام پر خیرات کرتے جب کہ کچھ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ پاکستان صرف برائی نہیں اچھائی اور انسانیت میں بھی سرِ فہرست ہیں۔ مارچ 2018 میں اقوامِ متحدہ کے ہائی کمیشن نے پاکستان کو اپنی سرزمین پر سب سے زیادہ مہاجرین کو پناہ دینے والا ملک قرار دیا جن میں افغان مہاجرین سرِ فہرست ہیں۔ یو این ایچ سی آر کی رپورٹ کے مطابق پاکستان مہاجرین رکھنے والا سب سے بڑا ملک ہے“۔(1)

عدیل سید افغان مہاجرین کی پاکستانی عوام اور پاکستان کے بارے میں تاثرات کو اس طرح تحریر کرتے ہیں:

> ”پشاور کے بورڈ بازار کے ایک افغان تاجر حاجی منگل نے کہا پاکستان میں باشندوں نے نہ صرف پریشان حال افغان پناہ گزینوں کو پناہ دی بلکہ انہوں نے ان کو باعزت زندگی گزارنے کا موقع فراہم کرتے ہوئے اپنے معاش اور وسائل بھی ان کے ساتھ بانٹے۔ منگل جو 1980ء کی دہائی کے اواخر میں اپنے لڑکپن میں پاکستان پہنچے، نے کہا کہ جب انہوں نے افغانستان چھوڑا تو ان کے پاس نہایت محدود وسائل تھے۔ انہوں نے مزید کہا کہ پہلی مرتبہ یہاں پہنچے پر انہیں خلافِ توقع خوش دلی سے خوش آمدید کہا گیا۔

---

(1) روزنامہ جنگ، محمود میاں نجمی، میگزین، ۱۱ مارچ، ۲۰۱۸ء

پشاور میں مقیم لیکن صوبہ غزنی افغانستان میں پیدا ہونے والے ایک نوجوان لڑکے محمد یاسر نے کہا میرے لیے پاکستان مادری سرزمین جیسا ہے جہاں میں پیدا ہوا اور پروان چڑھا۔ اس نے کہا کہ اس نے لڑکپن میں اپنے ہم وطنوں کی طرح جنگ اور دہشتگردی کی وجہ سے تباہی اور پریشانی کا سامنا نہیں کیا۔ یاسر نے کہا ابھی تک، پاکستان کی جانب سے افغانستان کو پیش کی جانی والی کئی دہائیاں طویل میزبانی بے مثال ہے اور یہ خیر سگالی سزاوار ہے کہ اس کی از حد ستائش کی جائے اور ان ممالک کے لیے اسے خط کشیدہ کیا جائے جن کے ہمسائے مشکل میں ہیں"۔(1)

نغمہ حبیب ایک مضمون میں مہاجرین کے لیے پاکستانیوں کی خدمات کے حوالے سے لکھتی ہے:

"1979ء کے بعد اس جنگ کے نتیجے میں لاکھوں افغانیوں نے افغانستان کے اندر اور باہر ہجرت کی اور مہاجرین کی سب سے بڑی تعداد نے پاکستان کا رُخ کیا چوں کہ ہمارے دو صوبوں کی سرحدیں افغانستان سے جڑی ہوئی ہیں لہٰذا سب سے زیادہ مہاجرین خیبر پختون خواہ اور بلوچستان میں آئے اور پشاور اور کوئٹہ سمیت ان صوبوں کے کئی شہروں کے کئی علاقوں میں پاکستانیوں سے زیادہ افغانی نظر آنے لگے۔ پاکستان نے بحیثیت ریاست اور پاکستانیوں نے بحیثیت مسلمان بھائیوں کے اپنی حیثیت سے بڑھ کر ان مہاجرین کی مہمان نوازی اور آؤ بھگت کی، ان کا بوجھ بڑی خوشدلی سے اُٹھایا۔ پاکستان نے ان کو ہر ممکن سہولت فراہم کی۔ ان کی دو نسلیں ادھر ہی پیدا اور جوان ہوئیں اور پڑھیں لکھیں بلکہ اپنے ملک سے کہیں بہتر تعلیم حاصل کی۔ آج بھی آپ کو پشاور کے پرائیویٹ ہسپتالوں میں کئی افغانی ڈاکٹر نظر آئیں گے۔ کئی افغان خاندانوں نے کسی نہ کسی طرح یہاں اپنے ذاتی گھر خریدے، کئی نے اپنے چھوٹے بڑے بزنس سیٹ کیے اور یوں بیرونی امداد کیساتھ ساتھ اپنے ذرائع آمدن بنائے۔ ان میں سے کئی خاندان بڑے بڑے کرایوں کے بڑے بڑے گھروں میں رہ رہے ہیں اور وہ وسائل وذرائع جو پاکستان کے اپنے شہریوں کے لیے بھی ناکافی یا بمشکل کافی ہیں ان میں حصہ دار بن رہے ہیں"۔(2)

یہ ہے مختصر جائزہ پاکستانی عوام کی خدمات اور ان کا جذبہ ایثار جو انہوں نے افغان بھائیوں کے لیے اپنے استطاعت سے بڑھ کر کیا اور آج بھی ان کی مہمان نوازی جاری ہے۔ اور یہی ہے وہ اخلاق حسنہ جس کی تعلیم نبی اکرم ﷺ نے اپنے امت کو دیا تھا جسے آج بھی امت نے زندہ رکھا ہوا ہے اور انہی جذبات کی بدولت امت میں نفرتیں محبت میں تبدیل ہوں گے۔

---

(1) پاکستان فارورڈ، عدیل سید، ۷ جولائی، ۲۰۱۹م

(2) نگاہ بلند، نغمہ حبیب، افغان مہاجرین یا پاکستان کا امن، روزنامہ مشرق، پشاور، ۷ جون، ۲۰۱۹م
https://www.mashriqtv.pk/17-Jun-2019/24654

باب چہارم

افغان مہاجرین کی واپسی شرعی و قانونی تناظر میں

فصل اول

افغان مہاجرین کی واپسی شرعی تناظر میں

اسلام میں ہجرت کے معاشرتی اثرات اور افغان مہاجرین کا پاکستان پر معاشرتی اثرات

ہجرت رزق و پانی اور نسلوں کی تقسیم کے گرد گھومتی ہے مگر انسانوں میں یہ ہجرت رزق و پانی اور نسلوں کی تقسیم سے بڑھ کر نئی آباد کاریوں، نئی پیدا ہونے والے مسائل کے حل، نئی قیام گاہوں کے قیام کے سلسلے میں اور جنگ کے دنوں میں، زمینی آفتوں، زلزلہ، سیلاب اور طوفانوں کے ایام میں اپنی صورت کو تبدیل کرتی رہتی ہے۔ اسلام کی فکر ہجرت قدرے مختلف ہے۔ تاریخ کے اوراق سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت کی تاریخ بھی مذاہب کی دیگر تاریخوں کی طرح بہت پرانی ہے اس لیے کہ ہر نبی اور رسول کو اپنی جائے سکونت سے مختلف علاقوں کی جانب ضرور ہجرت کرنا پڑی۔ قرآن حکیم میں حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، اور ابنائے یعقوب علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل وغیرہ کی ہجرتوں کا بار بار تذکرہ کیا گیا ہے۔

اسلام میں ہجرت کے لیے چند بنیادی اصول و ضوابط ہیں۔ ان اصولوں کے پیش نظر کی جانے والی ہجرت اللہ تعالی کے ہاں بلند مقام و مرتبہ قرار پاتی ہے۔ مسلمان کی ہجرت قرآن و حدیث کی روشنی میں نیت اخلاص کے ساتھ مشروط و مقید ہے۔ اگر اخلاص نیت موجود ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کے حضور ثواب واجر بھی ملے گا اور ہجرت کا مقصود بھی حاصل کر پائے گا۔ ہجرت اس اصول و قوانین سے بندہ مومن کے لیے جزو ایمان بن جاتی ہے۔ ہجرت اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں عمل جہاد ہے۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> " ہجرت مدینہ کے دوران یا اس دور کے نزدیک پر جو آیات نازل ہوئیں ان میں ایمان ہجرت اور جہاد کا تذکرہ ایک ساتھ ملتا ہے۔ سید مولانا مودودی لکھتے ہیں: ہجرت در حقیقت جہاد اور اعلائے کلمۃ اللہ کا ایک ذریعہ ہے اسی بنا پر قرآن و حدیث میں جہاد کے سات ہجرت کی فضیلت اور اس کی اہمیت کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ ہجرت سے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دین وسیع ہوتا ہے اور دین اسلام کی روشنی سے مخلوق خدا منور ہوتی چلی جاتی ہے۔ ہجرت دین متین کی مدد و نصرت کی کنجی ہے۔ یہ بندہ مومن پر نئے دروازے کھلتے ہیں۔ مختلف اقوام سے روابط بنتے ہیں، ان کی رسوم و روایات کو سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔ نئی علوم و فنون سے آشنائی نصیب ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد اولین توجہ مسلمانوں کے سیاسی اور معاشی استحکام کی طرف دی۔ انہیں معاشی و معاشرتی طور پر آزاد اور مستحکم کر دیا "۔(1)

ہلال اردو میں افغان مہاجرین کی پاکستان پر معاشرتی اثرات کے حوالے سے یوں لکھتا ہے:

---

(1) غازی، محمود احمد غازی، محاضرات سیرت، الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور، ستمبر، ۲۰۰۹م، ۴۰۰

"پاکستان میں ایک عام تصور یہ ہے کہ امن وامان کی خرابی میں مہاجرین کا بڑا ہاتھ ہے۔ جب کہ بعض شواہد بھی یہ اشارہ دے رہے ہیں کہ مختلف اوقات میں انتہاپسندی اور دہشت گردی کے واقعات میں افغان مہاجرین اور ان کے کیمپ استعمال ہوتے رہے ہیں۔ یہ رائے بھی بہت عام ہے کہ ان مہاجرین کے باعث پاکستان کی معیشت اور معاشرت کو نقصان پہنچ رہا ہے اور ملکی سیاست پر ان کی موجودگی کے اثرات مرتب ہوتے آئے ہیں۔ پاکستان میں مہاجرین کا پہلا بڑا ریلا سال 1979ء-80ء کے دوران اس وقت داخل ہوا تھا جب افغانستان میں سوشلسٹ انقلاب کے نام پر مزاحمت اور جنگ کا آغاز ہوا اور لاکھوں سادہ لوح افغان اس تصور اور خوف کی بنیاد پر وہاں سے نکل آئے تھے کہ ان کے مذہبی عقائد اور سلامتی کو شدید خطرہ لاحق ہے۔ یوں پاکستان کے دو اہم صوبوں کی پشتون آبادی مہاجرین کے منفی اثرات کی زد میں آگئی اور اس صورت حال نے ان علاقوں کی معاشرت و ثقافت اور معیشت پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ سال 1990 تک پشاور، افغانستان کے کسی شہر کا نقشہ پیش کرتا رہا۔ شاید ہی کوئی ایسی گلی یا بازار ہو جہاں افغانی موجود نہ ہوں۔ اب بھی تقریباً ایسی ہی صورت حال ہے"۔(1)

تسنیم نیوز نے افغان مہاجرین کی آمد سے پاکستانی معاشرے پر اثرات کے بارے میں لکھتا ہے:

"افغان مہاجرین 30 سال سے پاکستان کے کونے کونے میں آباد ہیں جس کی وجہ سے پاکستان کی معیشت پر منفی اثر پڑ رہا ہے، مہنگائی اور جرائم میں بھی کافی اضافہ ہوا ہے۔ اقتصادی ماہرین کا کہنا ہے کہ افغان مہاجرین کے واپس جانے سے لاکھوں پاکستانیوں کے لیے روزگار کے مواقع فراہم ہوں گے۔ خیال رہے کہ پاکستان مہاجرین کی میزبانی کرنے والا دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے، پاکستان میں افغانستان سمیت دنیا بھر کے لاکھوں مہاجرین قانونی یا غیر قانونی طور پر آباد ہیں جس کی وجہ سے ملکی معیشت اور امن وامان کی صورت حال پر منفی اثرات پڑتے ہیں۔ واضح رہے کہ پاکستان میں جاری بدامنی اور ٹارگٹ کلنگ میں بھی افغان شدت پسند ملوث رہے ہیں"۔(2)

واپسی کا شرعی حکم

بعض دفعہ کسی خاص ملک میں مسلمانوں پر ظلم وستم ہوتے ہیں اور وہاں کے مسلمان کسی دوسرے مسلمان ملک میں پناہ لیتے ہیں تو انہیں پناہ گزین اور مہاجر کا درجہ دیا جاتا ہے۔ لیکن انہیں شہری تسلیم نہیں کیا جاتا کیا یہ بات شرعاً درست ہے؟ یہ

---

(1) ہلال اردو، ماہنامہ، افغان مہاجرین کی واپسی/https://www.hilal.gov.pk/urdu-article

(2) تسنیم نیوز ایجنسی، افغان مہاجرین پاکستان پر بوجھ ہیں، واپس بھیجا جائے، ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۷م
https://www.tasnimnews.com/ur/news/2017/10/05/1537383

اسلام کی تعلیمات میں سے نہیں کیوں کہ اسلام تو ہمدردی، غم خواری، خیر خواہی، تعاون و امداد اور محبت والفت واحسان وسلوک کا درس دیتا ہے کہ انسان بھی اپنے پروردگار کے پرتو کا پیکر ہے کہ اس کی سیرت و کردار، گفتار و رفتار سے رحم دلی کا مظاہرہ ہو۔

شرعی نقطہ نظر سے مسلمان ممالک کے حکمرانوں کا یہ رویہ اور سلوک قطعا درست نہیں ہے بلکہ سراسر ظلم وزیادتی ہے۔ کیا یہ بات جائز مانی جا سکتی ہے کہ مسلمان پناہ گزینوں کو دوسرے مسلمان ممالک میں ان ممالک کے قدیم باشندوں کی طرح ایک شہری ہونے کی سہولتیں نہیں دی جانی چاہیے؟ جب یہ پناہ گزین کسی مسلم ملک میں اگر زندگی گزارنے لگیں اس کے ساتھ اپنی وفاداری اور فرمان برداری کا یقین بھی دلاتے ہوں تو پھر ان پناہ گزینوں اور مہاجرین کو مسلمان ملک میں آباد دیگر شہریوں کی طرح ایک شہری ہونے کی تمام سہولتیں فراہم کی جائیں۔

چناں چہ اس حوالے سے سورۃ المائدہ میں ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَتَعاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوى وَلا تَعاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقابِ﴾(1)

ترجمہ: "اور آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیز گاری پر اور مدد نہ کرو گناہ اور ظلم پر اور ڈرتے رہو اللہ سے بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے"۔

صحیح مسلم میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((وَلْيَنْصُرِ الرَّجُلُ أَخَاهُ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا، إِنْ كَانَ ظَالِمًا فَلْيَنْهَهُ، فَإِنَّهُ لَهُ نَصْرٌ وَإِنْ كَانَ مَظْلُومًا فَلْيَنْصُرْهُ)) (2)

ترجمہ: "اور آدمی کو چاہیے کہ اپنے بھائی کی مدد کرے خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم، اگر وہ شخص ظالم ہے تو اس کو چاہیے کہ ظالم کو ظلم سے روکے اور اگر وہ مظلوم ہے تو اس کی مدد کر کے اسے ظلم سے بچائے"۔

صحیح مسلم کی ایک اور روایت میں آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً، فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ))(3)

ترجمہ: "اور جو بھی کسی مسلمان سے تکلیف کو دور کرتا ہے، اللہ تعالی اس سے اس کی وجہ سے قیامت کے دن کی تکالیف میں سے ایک تکلیف کو دور فرمائیں گے"۔

---

(1) سورۃ المائدۃ،۵/ ۲

(2) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب نصر الاخ ظالما او مظلوما، دار إحیاء التراث العربی بیروت، ح: ۲۵۸۴

(3) صحیح مسلم، کتاب البرّ والصلۃ والآداب، باب تحریم الظلم، ح:۲۵۸۰، ایضا

مولانا محمد اقبال ٹنکاروی مہاجرین کے ساتھ تعاون کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اب کوئی مؤمن کسی ملک میں ظلم وستم کا شکار ہے تو دوسرے ملک کے مؤمن حاکم کی طرف سے اس کی اعانت کی دو صورتیں ہیں:

ا۔ اس ظالم ملک کے حاکم پر کسی طرح دباؤ بنائے: تاکہ مظلومین کو سکون ملے، لیکن فی زمانا یہ شکل مشکل معلوم ہو رہی ہے۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اس ملک کے مظلوم مسلمانوں میں سے جو مسلمان اس کے پاس آئے اس کو امن وپناہ دینے کے بجائے شہریت دے دیں تاکہ یہ پر امن وپر سکون زندگی گزارے۔

لہذا اس مسلم ملک کے حکمران کو مذکورہ بالا حدیثیں بھی مد نظر رکھنی چاہیے تاکہ اس مظلوم مومن کی تکلیف حق شہریت ملنے کی وجہ سے مکمل ہی رفع ہو جائے"۔(1)

مولانا زاہد الرشدی اپنے ایک مضمون میں افغان مہاجرین کی شرعی حیثیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"جہاں تک ہجرت کا تعلق ہے یہ بات یقیناً معلوم ہوگی کہ شرعاً ہجرت کے ساتھ ہی مہاجر کا تعلق اپنے وطن کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ فقہی احکام کی رو سے شرعی ہجرت کی صورت میں اپنے سابقہ مکانوں اور جائیدادوں کے ساتھ ان کا کوئی تعلق باقی نہیں رہ جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے جب اپنے رفقاء کے ہمراہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی تو اگرچہ صرف آٹھ برس کے بعد مکہ مکرمہ میں ان کا اقتدار قائم ہو گیا تھا اور وہ فاتح کی حیثیت سے دوبارہ مکہ مکرمہ میں داخل ہو گئے تھے لیکن جناب رسول اللہ ﷺ سمیت ان مہاجرین میں سے کسی نے مدینہ منورہ کو چھوڑ کر دوبارہ مکہ مکرمہ کو وطن نہیں بنایا تھا اور اپنی ہجرت پر قائم رہے تھے۔ انہیں فتح مکہ سے پہلے اور اس کے بعد بھی مدینہ منورہ کی آبادی کے ایک حصے کی طرف سے مسلسل یہ طعنے سننے پڑے تھے کہ یہ مہاجرین ہم پر بوجھ بن گئے ہیں اور انہیں اب مدینہ منورہ سے چلے جانا چاہیے۔ حتیٰ کہ مسلمانوں کی صفوں میں شامل ایسے بعض افراد کے طعنوں کا خود قرآن کریم نے بھی تذکرہ کیا ہے۔ مگر اس سب کچھ کے باوجود رسول اکرم ﷺ اور ان کے مہاجر ساتھیوں نے مکہ مکرمہ واپس جانا قبول نہیں کیا تھا اور ہجرت کا شرعی مسئلہ بھی یہی ہے"۔(2)

---

(1) ٹنکاروی، محمد اقبال، شہریت اور اس سے متعلق مسائل، ایفا پبلی کیشنز، نئی دہلی، ۲۰۱۵م، ۳۸۸

(2) افغان مہاجرین کا مسئلہ، کلمہ بہ زئی (کب واپس جاؤ گے ؟)، راشدی، زاہد الراشدی، روزنامہ اوصاف، اسلام آباد، ۱ فروری، ۲۰۰۰م

مولانا زاہد الراشدی افغان مہاجرین کو شہریت دینے کی تاکید کرتے ہوئے مزید یوں لکھتے ہیں:

"اس لیے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ افغان مہاجرین کی ایک بڑی تعداد جو اپنے وطن کے حالات کچھ بہتر ہونے پر واپس چلی گئی ہے ہمیں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہیے اور انہیں خراج تحسین پیش کرنا چاہیے ورنہ اگر وہ اڑ جاتے اور ہجرت کے شرعی احکام کا عذر ہمارے سامنے رکھ دیتے تو ہمارے پاس انہیں زبردستی واپس بھیجنے کا کوئی شرعی جواز نہ تھا۔ لیکن ایسا کوئی افغان بھائی جو واقعتاً ہجرت کی نیت سے پاکستان آیا تھا، اس نے یہاں پاکستان کے عوام اور حکومت کے لیے مشکلات پیدا کرنے کی بجائے شریف شہری کے طور پر وقت گزارا ہے اور اس کا ریکارڈ درست ہے تو اگر وہ یہاں رہنا چاہتا ہے تو یہ نہ صرف اس کا شرعی حق ہے بلکہ آج کے مروجہ بین الاقوامی قوانین بھی اسے یہ حق دیتے ہیں کہ اتنا عرصہ پاکستان میں شریف اور قانون کا احترام کرنے والے شہری کے طور پر رہنے کے بعد وہ یہاں کی شہرت حاصل کر سکے۔ اس لیے اس حوالہ سے ہمارا موقف یہ ہے کہ ہمارے جو بھی مسلمان بھائی خواہ کشمیری ہوں یا افغانی، پاکستان آگئے ہیں اور ہمارے قانون اور اقدار و روایت کی پابندی قبول کرتے ہیں، انہیں یہ حق حاصل ہونا چاہیے کہ وہ اپنے ملک کے حالات درست ہونے کے بعد بھی اگر یہاں رہنا چاہیں تو آزادی کے ساتھ رہ سکیں"۔(1)

مسلمان ممالک میں پناہ گزینوں کی شہریت کا شرعی مسئلہ

بعض دفعہ کسی اسلامی ملک کے مسلمان مجبور و پریشان ہو کر اسلامی ممالک میں اپنا ایمان، عزت و آبرو کی خاطر پناہ لینے کی درخواست کرتے ہیں اور مسلمان ممالک ان کے پناہ کی درخوست قبول کرتے ہیں اور انہیں پناہ دینے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان کو پناہ گزینوں کی حیثیت سے رکھا جاتا ہے اور انہیں وہ شرعی حقوق دیے جاتے جو ایک عام شہری کو اس ملک میں حاصل ہیں کیا اس کی شرعاً اجازت ہے یا انہیں شریعت کی رو سے شہریت دی جائے؟ اس کے بارے میں محقق علمائے کرام کی آراء کو ذیل میں بیان کر کے آخر میں اپنا تجزیہ پیش کیا جائے گا۔

مولانا اختر امام عادل قاسمی اپنے مقالہ میں اس بارے میں لکھتے ہیں:

"اس کی دو صورتیں ممکن ہیں:

(الف) میرے خیال میں سیاسی پناہ کے لیے کسی ملک میں اقامت اختیار کرنا ایک وقتی عمل ہے یعنی کہ اگر ان کے اپنے ملک کے حالات ٹھیک ہو گئے تو وہ واپس جائیں گے ظاہر ہے کہ شہریت کے لیے مستقل قیام ضروری ہے اس لیے اگر اس بنیاد پر ملک کے عام شہریوں اور پناہ گزینوں میں فرق کیا جاتا ہے تو اس کی شرعاً گنجائش ہوگی ۔ اس لیے اگر عارضی قیام کرنے والوں کو اس ملک کے اصل باشندوں کا درجہ اگر نہ دیا

---

(1) افغان مہاجرین کا مسئلہ، روزنامہ اوصاف، اسلام آباد، ۱ فروری، ۲۰۰۰م ، ایضا

جائے تو یہ ایک انتظامی عمل ہے اور اس پر کوئی نکیر شریعت میں موجود نہیں ہے اس طرح کے فرق کا ثبوت خود دور نبوت میں بھی ملتا ہے مثلاً:

بہت سے وفود وقتی طور پر تعلیم تربیت کے لیے مدینہ منورہ اور کچھ دن قیام کر کے واپس چلے جاتے تھے ظاہر ہے کہ حقوق و واجبات کے معاملے میں ان کو مدینہ والوں کے برابر مقام حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔

اسی طرح بہت سے وہ لوگ جو مدینہ منورہ سے باہر قیام پذیر تھے۔ ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((فَإِنْ أَبَوْا أَنْ يَتَحَوَّلُوا مِنْهَا، فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ يَكُونُونَ كَأَعْرَابِ الْمُسْلِمِينَ، يَجْرِي عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللهِ الَّذِي يَجْرِي عَلَى الْمُؤْمِنِينَ، وَلَا يَكُونُ لَهُمْ فِي الْغَنِيمَةِ وَالْفَيْءِ شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يُجَاهِدُوا مَعَ الْمُسْلِمِينَ))(1)

ترجمہ: "اگر یہ لوگ دارالہجرت میں واپس ہونے پر رضامند نہیں ہے تو ان کو خبر دار کر دو کہ وہ اعرابی مسلمانوں کے درجہ میں ہوں گے اور وہ حکم الٰہی کے اس طرح پابند ہوں گے جس طرح دوسرے مسلمان پابند ہوتے ہیں مگر ان کو مال غنیمت اور مال فیئ میں سے کچھ نہ ملے گا جب تک کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک نہ ہوں"۔

(ب) البتہ اگر سیاسی پناہ وقتی نہ ہو بلکہ مستقل طور پر ہو یا اس ملک میں آباد ہونے کا ارادہ ہو اور سیاسی پناہ محض اس ملک میں داخلے کا عنوان ہو تو پھر ایسے لوگوں کو مستقل شہری ہونے کا درجہ حاصل ہونا چاہیے اور ان کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھنا درست نہ ہو گا۔

اس سلسلے میں سورۃ الانفال کی یہ آیت واضح ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهاجَرُوا وَجَاهدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِى سَبِيلِ اللَّه وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا أُولَئِكَ بَعْضُهمْ أَوْلِياءُ بَعْضٍ﴾ (2)

ترجمہ: "جو لوگ ایمان لائے ہجرت کی، اللہ کے لیے اپنی جانی اور مالی صلاحیتیں خرچ کیں اور وہ لوگ جنہوں نے ان کو پناہ دی اور مدد کی وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست اور ولی ہیں"۔

سورۃ التوبہ میں اللہ تعالی تمام مومنین کو آپس میں دوست قرار دیتے ہیں:

﴿وَالْمُؤْمِنونَ وَالْمُؤْمِناتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِياءُ بَعْضٍ﴾(3)

---

(1) صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب تأمیر الامام الامراء علی البعوث، ووصیتہ ایاھم بآداب الغزو وغیرہا، ح: ۱۷۳۱، ایضا

(2) سورۃ الانفال، ۸/ ۷۲

(3) سورۃ التوبہ، ۹/ ۷۱

ترجمہ: "تمام مومن مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں"۔

اس لیے نبی کریم ﷺ نے دارالاسلام منتقل ہو جانے والے مسلمانوں کو وہاں کے مقیم مسلمانوں کے مساوی قرار دیا اور ان کو باہمی بھائی بھائی قرار دیا اور اسلام میں جغرافیائی رنگ و نسل کوئی چیز نہیں ہے یہ ہے تو اس کو فنا کر کے صرف کلمہ کو پہچان کی بنیاد بنائی جائے اور کلمہ شریک تمام لوگ بھائی بھائی قرار دیے جائیں گے"۔(1)

صحیح بخاری کی یہ حدیث اس بارے میں زیادہ واضح ہے:

((مَنْ صَلَّى صَلاَتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا، وَأَكَلَ ذَبِيحَتَنَا فَذَلِكَ المُسْلِمُ))(2)

ترجمہ: جو ہماری طرح نماز پڑھے، ہمارے قبلہ کا استقبال کرے، اور ہماری ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے۔

صحیح بخاری کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں:

((فَهُوَ المُسْلِمُ، لَهُ مَا لِلْمُسْلِمِ، وَعَلَيْهِ مَا عَلَى المُسْلِمِ))(3)

ترجمہ: "وہ مسلمان ہے، اس کو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو مسلمانوں کو حاصل ہیں، اور اس پر وہ تمام واجبات عائد ہوں گی جو مسلمانوں پر عائد ہوتی ہیں"۔

صحیح مسلم میں اللہ کے نبی ﷺ نے مسلمانوں کے بارے میں اس طرح فرمایا:

((وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ))(4)

ترجمہ: "اور اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ کوئی اس پر ظلم کرے اور اور نہ رسوا کرے، اور نہ کمتر جانے"۔

اپنی گفتگو کی تائید میں ذیل میں مستامن اور ذمی کی مثال دیکر وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس کی تائید اس مسئلہ شرعی سے بھی ہوتی ہے کہ اگر کوئی مستأمن (وقتی امان لے کر آنے والا غیر مسلم) یا ذمی (اسلامی حکومت کا غیر مسلم شہری) اسلام قبول کر لے تو باتفاق فقہاء اس کا عقد ذمہ ختم ہو جاتا ہے، اور وہ تمام امتیازات بھی کالعدم ہو جاتے ہیں جو غیر مسلم ہونے کی وجہ سے بہت سی چیزوں میں پیدا ہوتے

(1) قاسمی، اختر امام عادل قاسمی، شہریت اور اس سے متعلق مسائل، ۳۶۳-۳۶۴، ایضا

(2) صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، باب فضل استقبال القبلۃ، ح: ۳۹۱ ، ایضا

(3) صحیح بخاری، ح: ۳۹۳ ، ایضا

(4) صحیح مسلم، کتاب البر والصلہ والآداب، باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ، دار احیاء التراث العربی بیروت، ح: ۲۵۶۴،

ہیں اور جملہ حقوق وواجبات میں وہ وہاں کے قدیم شہریوں کے مساوی قرار پاتا ہے، اس سے وحدت ایمانی کی معنویت سمجھنے میں مدد ملتی ہے اور زیر بحث مسئلہ پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

البتہ شہریت کی تکمیل کے لیے انتظامی طور پر کچھ قواعد وضوابط وضع کیے جاسکتے ہیں اور اس کے لیے کوئی مدت یا مراحل مقرر کیے جاسکتے ہیں"۔(1)

مولانا خورشید احمد اعظمی اپنے مقالے میں پناہ گزینوں کے حقوق کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں:

کسی ملک یا بعض خطہ میں مسلمانوں پر مظالم ہوتے ہیں اور وہاں کے مسلمان کسی دوسرے مسلم ملک کی پناہ لیتے ہیں، جہاں انہیں پناہ گزین کا درجہ دیا جاتا ہے اور انہیں شہری تسلیم نہیں کیا جاتا لیکن شرعا درست نہیں ہونا چاہیے کیوں کہ مسلمان ہونے کے اعتبار سے پوری دنیا کے مسلمان ایک جیسے ہیں ایک ہی ملک میں دو مسلمان کے درمیان بنیادی حقوق میں تفریق مناسب نہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((الْمُسْلِمُونَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ))(2)

ترجمہ: "مسلمانوں کے خون ایک جیسے ہیں"

ان آیات واحادیث جن کے اندر اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ نے مومنین کے مابین اخوت اور بھائی چارگی قائم کی ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ مسلمان خواہ کسی بھی ملک کا باشندہ ہے، مظلوم ہوکر اپنے ملک یا کسی دوسرے ملک میں پناہ لیتا ہے تو اس کی مدد کی جائے اس کو اپنے جیسا سمجھا جائے اگر چہ پہلے سے ان کے درمیان کوئی معاہدہ موجود نہ ہو لیکن اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کا قائم کیا ہوا رشتہ اخوت اور عقد موجود ہے جو کہ ہر مسلمان کے لیے کافی ہے۔

شہریت اور شہری حقوق کی شرعی بنیادیں

اسلام میں اخوت اور بھائی چارگی کی بنیاد ایمان ہے، جیسا کہ قرآن میں ذکر ہے (مؤمن آپس میں بھائی بھائی ہیں)، بلا شبہ اصل انسانیت میں سب انسان برابر ہیں اور انسانی رشتہ سب کے ساتھ قائم ہے جس کی وجہ سے کسی انسان پر ظلم روا نہیں اور بہترین سماجی تعلقات سب کے ساتھ قائم کرنا مطلوب ہے۔ البتہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے ساتھ انسانی رشتہ کے ساتھ ایمانی رشتہ ایمانی اخوت میں بھی بندھا ہوا ہے۔ لہذا قومی، قبائلی، خاندانی، علاقائی، سیاسی اور ذاتی مصالح کے پیش نظر اس رشتہ اخوت کو پامال کرنا یا کمزور کرنا یا اس میں رخنہ ڈالنا ایک جرم عظیم ہے جس کی اسلام بالکل بھی حوصلہ افزائی نہیں کرتا۔

---

(1) قاسمی، اختر امام عادل قاسمی، شہریت اور اس سے متعلق مسائل، ۳۶۴، ایضا

(2) سنن ابی داوٗد، کتاب الجہاد، باب السریۃ ترد علی اھل العسکر، المکتبۃ العصریۃ، صیدا۔ بیروت، ح:۲۷۵۱ ، ایضا (هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ- وَلَهُ شَاهِدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ)

ڈاکٹر محمد شاہجہاں ندوی شہریت کی ان شرعی بنیادوں کو اس طرح لکھتے ہیں:

۱۔ ”اسلام میں شہریت حاصل ہونے کی اصل بنیاد ”ایمان“ ہے۔ چناں چہ مومن کا وطن ہر وہ ملک ہے جہاں اسلامی شریعت نافذ ہو، احکام الہی پر ہو۔

۲۔ دوسری بنیاد ”مستقل بود و باش“ ہے۔ چناں چہ جو جس ملک میں مستقل بود و باش رکھتا ہو، اس طرح کہ نسل در نسل وہاں قیام کیے ہو، وہ اس ملک کا شہری ہے۔ چناں چہ قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ ایک ملک میں متعدد قومیں آباد رہ سکتی ہیں۔

۳۔ تیسری بنیاد ”مخصوص مدت تک کسی ملک میں قیام“ ہے۔ خواہ قیام معاشی سرگرمی انجام دینے کے لیے ہو یا نوکری و ملازمت کی خاطر ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص کو اس بنیاد پر شہریت دی جاسکتی ہے خواہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو، جب کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نہ ہو۔

یقیناً بڑی حد تک اس کی بنیاد مصلحت پر ہے، اگر ملک اور مسلمانوں کے مفاد میں ہے کہ کسی شخص کو ایک مخصوص مدت کے قیام کے بعد شہریت دے دی جائے تو شہریت دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس لیے کہ اسلامی شریعت مصالح کی تحصیل و تکمیل کرتی ہے“۔(1)

شریعت اسلامی میں پناہ گزینوں کے درج ذیل حقوق ہیں

اسلام انسانوں کی بنیادی آزادی کے حق کو بلند مقام تک پہنچانے میں رہنمائی کرتا ہے اس طور سے کہ وہ مکمل مذہبی آزادی دیتا ہے۔ شریعت انسانوں کو دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی تعلیم اور ترغیب دیتا ہے۔

ڈاکٹر محمد شاہجہاں ندوی اسلام میں پناہ گزینوں کو دیے ہوئے حقوق کے بارے میں یوں تحریر کرتے ہیں:

۱۔”پہلا حق: ان کا دفاع کیا جائے، ان کی حمایت و نصرت کی جائے، ان کے بچاؤ کا انتظام کیا جائے، ان کو پناہ دی جائے اور ان کے ٹھہرانے کا نظم کیا جائے یہی عدل و انصاف کا تقاضا ہے۔

۲۔ دوسرا حق: پناہ گزینوں کو ان کے ملک کے حوالے نہ کرنا، اگر ان پر ظلم و جبر کا اندیشہ ہو۔

۳۔ تیسرا حق: پناہ گزینوں کو وہ تمام انسانی حقوق حاصل ہوں گے جن سے شہری مستفید ہوتے ہیں۔ جیسے جان و مال، عزت و آبرو کے تحفظ، معاشی حمایت، عدل و انصاف، عقیدہ و رائے کی آزادی، چلنے پھرنے سفر کرنے کی آزادی، شادی اور خاندان کی تشکیل، پر امن جماعتوں اور پارٹیوں میں شرکت، کام اور پیشہ اختیار کرنے، سونے اور آرام کرنے، صحت کے تحفظ اور تحصیل علم کے حقوق حاصل ہوں گے“۔(2)

---

(1) ندوی، محمد شاہجہاں، شہریت اور اس سے متعلق مسائل، ۳۲۹۔۳۳۲، ایضا

(2) ندوی، محمد شاہجہاں، شہریت اور اس سے متعلق مسائل، ۳۴۱۔۳۴۳، ایضا

درج بالا بحث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر مہاجرین یا پناہ گزین جنگ زدہ ملک سے اپنی جان بچا کر کسی ملک میں پناہ حاصل کرنے کے بعد اگر وہاں حالات درست ہونے اور امن و امان قائم ہونے کے بعد وہ رضاکارانہ طور سے واپس اپنے ملک جانا چاہیں تو جاسکتے ہیں لیکن جبر ااور زبردستی سے انہیں وطن ہجرت سے بے دخل نہیں کیا جائے گا یہ شریعت کی نقطہ نظر سے جائز نہیں ہے۔ اگر مہاجرین وطن ہجرت میں سکونت اختیار کریں تو شرعا اس میں بھی کوئی قباحت نہیں ہے کیوں کہ اسلام میں سب مسلمان برابر ہیں اور شرعی نقطہ نظر سے اسلامی ممالک کے درمیان کوئی سرحد نہیں ہے اگر مسلمانوں کے درمیان میں کوئی سرحد ہے تو وہ صرف کلمہ کفر کا ہے۔لہذا مذکورہ آیات واحادیث اور محققین کی آراء کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مہاجرین کو شرعا زبردستی وطن ہجرت سے نکالنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ شریعت انہیں شہریت کے حقوق دینے کا بھی حکم دیتا ہے اس لیے کہ جو بچہ جہاں پیدا ہوتا ہے وہ اسی ملک کا شہری شمار ہوتا ہے جب کہ افغان مہاجرین کے یہاں پر تین نسلیں جوان ہو کر آباد ہوئے ہیں لہذا وہ بھی شہریت کے مستحق ہیں۔

فصل دوم

افغان مہاجرین کی واپسی قانونی تناظر میں

افغان مہاجرین کی واپسی کا قانونی جائزہ

جہاں تک تعلق ہے مہاجرین کے متعلق پاکستانی قوانین کا تو پاکستان کی سطح پر مہاجرین کے لیے کوئی قانون موجود نہیں ہے اور ان کے حوالے سے جتنے بھی قوانین جن کو لاگو کیا جاتا ہے وہ عالمی قوانین ہی ہیں۔ قانونی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو افغان مہاجرین کی بنیادی دو قسمیں ہیں جو پاکستان میں آباد ہیں، ایک تو وہ مہاجرین ہیں جو باقاعدہ رجسٹرڈ ہیں پاکستان میں اور آتے وقت وہ بطور مہاجر ہی پاکستانی حدود میں داخل ہوئے اور یہی وہ اصل مہاجرین ہیں جن کے اوپر مہاجر کی تعریف صادق آتی ہے۔ ان کے حوالے سے ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ جب بھی افغان مہاجرین کی واپسی کی بات ہوگی تو صرف انہی کے تناظر میں ہوگی، کیوں کہ یہی قانونی طور پر مہاجرین کہلانے کے لائق ہیں۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو غیر قانونی طور سے پاکستان میں داخل ہوئے، یا انہوں نے رجسٹریشن کے وقت اپنے آپ کو رجسٹرڈ نہیں کروایا ہے لیکن بعد میں صرف شناخت کے لیے انہیں رجسٹرڈ کیا گیا تھا اور ان میں سے بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے پاکستانی قونسل خانہ میں درخواست دے کر قانونی طریقے سے شہریت حاصل کرلی ہے اور کچھ ایسے بھی ہیں جو ابھی تک غیر قانونی طریقے سے قیام پذیر ہیں۔

عالمی قوانین رجسٹرڈ مہاجرین کے حوالے سے ہے جب ان کے اپنے ملک کے حالات سنور جائیں تو ان کے واپس جانے کی تائید کرتے ہیں جن کی وضاحت مختلف اعتبار سے ہم آئندہ کی سطور میں کریں گے، ایک اور بات جس کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ پاکستان بھی جنیوا کنونشن کا حصہ ہے لہذا اس بنیاد پر پاکستان نے افغان مہاجرین کو گذشتہ چالیس سالوں سے پناہ دی ہوئی ہے، اب یہ پاکستان کی اخلاقی برتری بھی ہے لیکن اس میں پاکستان ان کو جبرا واپس کرنے میں کسی بھی لحاظ سے حق بجانب نہیں ہے۔

اقوام متحدہ کے ہائی کمشنر برائے مہاجرین (یو این ایچ سی آر) کے مینڈیٹ کے تحت پاکستان میں 1.5 ملین پی او آر کارڈ ہولڈرز ہیں، جو اقوام متحدہ کے ہائی کمشنر کے تحت ایک ہی ملک میں دنیا کی دوسری سب سے بڑی طویل پناہ گزین آبادی ہے۔ اس کے علاوہ، پاکستانی حکومت کے تخمینے کے مطابق ایک ملین غیر دستاویزی افغانی پاکستان میں مقیم ہیں۔ ان آبادیوں میں بہت سارے لوگ شامل ہیں جو 1970ء کی دہائی کے آخر اور 1980ء کی دہائی کے اوائل کے دوران افغانستان میں تنازعات اور جبر سے بھاگ گئے تھے، نیز ان کی اولاد بھی۔ کچھ بچوں کی حیثیت سے وہاں پہنچے، پاکستان میں بڑے ہوئے، شادی کی، اور ان کے اپنے بچے پیدا ہوئے جو کبھی افغانستان میں نہیں رہے۔ سیکورٹی، روزگار اور اعلی معیار زندگی کے حصول کے لیے دوسرے لوگ افغانستان میں کئی دہائیوں سے ہنگاموں کا سامنا کر رہے ہیں۔ افغانستان میں تباہ کن حالات نے سن 2015ء میں 178،000 سے زیادہ افغانیوں کو یورپی یونین میں پہلی بار پناہ کے دعوی درج کرنے پر مجبور کیا یورپ میں جیسے جیسے افغانستان کے حالات خراب ہوتے ہیں۔

افغان مہاجرین کی واپسی کا بین الاقوامی قانون کے تناظر میں جائزہ

بین الاقوامی قانون کے مطابق اقوام متحدہ اپنے تمام رکن ممالک کو پابند بناتا ہے کہ دنیا کے کسی خطہ میں کسی ملک میں جنگ اور بدامنی پھیل جائے اور اس ملک کے باشندے وہاں سے اپنی جان ومال وعزت و آبرو کی حفاظت کے لیے فرار ہو کر اپنے ہمسایہ ممالک میں پناہ لیں تو انہیں اپنے ہمسایوں کی طرف سے پناہ دیا جانا چاہئے اور اسی طرح انہیں اس وقت تک زبردستی ملک بدر نہیں کیا جاسکتا ہے اور پاکستان بھی اقوام متحدہ کا ممبر ملک ہونے کی حیثیت سے اس قانون پر عمل درآمد کا پابند ہے، جب تک ان کے اپنے ملک میں حالات بہتر نہ ہوں اور وہاں امن وامان قائم نہ ہوا ہو۔ لہذا تمام ملکوں کی ذمہ داری ہے کہ ان عالمی قوانین کی پاسداری کریں خصوصا مسلمان ملکوں کی ذمہ داری مزید اس لیے بھی بڑھ جاتی ہے کہ وہ شرعی طور سے بحیثیت مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔

لہذا بین الاقوامی قانون اور شرعی دونوں لحاظ سے وہ مہاجرین کے ان حقوق کا پابند ہے۔ ذیل کی سطور میں عالمی قوانین اور اس کی تشکیل کے لیے اٹھائے جانے والے اقدامات کا خاکہ پیش کیا جارہا ہے، جن کو مد نظر رکھ کر عالمی قوانین کو سمجھا اور ان کا جائزہ لیا جاسکتا ہے۔ نیز بین الاقوامی قوانین کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ انہیں زبردستی یا جبرا واپس اپنے ملک بھیجنا درست نہیں ہے بلکہ یہ اقدام مہاجرین کو مزید تباہی اور بربادی کے جانب دھکیلنے کے مترادف ہے۔

یو این ایچ سی آر مہاجرین کی حفاظت کا ذمہ دار ہے اور زبردستی مہاجرین کو نکالنے سے روکتا ہے:

"How are refugees protected?
Governments normally guarantee the basic human rights and physical security of citizens. But when civilians become refugees this safety net disappears. UNHCR's main role in pursuing international protection is to ensure that states are aware of, and act on, their obligations to protect refugees and persons seeking asylum. However, it is not a supranational organization and cannot be considered as a substitute for government responsibility. Countries may not forcibly return (refoulement) refugees to a territory where they face danger or discriminate between groups of refugees. They should ensure that refugees benefit from economic and social rights, at least to the same degree as other foreign residents of the country of asylum. For humanitarian reasons, states should allow a spouse or dependent children to join persons to whom

temporary refuge or asylum has been granted. Finally, states have an obligation to cooperate with UNHCR.” (1)

ترجمہ:”مہاجرین کو کیسے تحفظ فراہم کیا جاتا ہے؟

حکومتیں عام طور پر شہریوں کے بنیادی حقوق اور جسمانی تحفظ کی ضمانت دیتی ہیں۔ لیکن جب شہری مہاجرین بن جاتے ہیں تو یہ حفاظتی جال ختم ہوجاتا ہے۔ بین الاقوامی تحفظ کے حصول میں یو این ایچ سی آر کا بنیادی کردار یہ یقینی بنانا ہے کہ ریاستیں مہاجرین اور پناہ حاصل کرنے والے افراد کی حفاظت کے لیے اپنی ذمہ داریوں سے واقف ہوں اور ان پر عمل کریں۔ تاہم یہ کوئی سرفرنشنل تنظیم نہیں ہے اور نہ ہی اسے سرکاری ذمہ داری کا متبادل سمجھا جاسکتا ہے۔

ممالک مہاجرین کو زبردستی کسی ایسے علاقے میں واپس نہیں کر سکتے ہیں جہاں انہیں خطرہ ہوتا ہے یا مہاجرین کے گروپوں میں امتیازی سلوک ہوتا ہے۔ انہیں یہ یقینی بنانا چاہیے کہ پناہ گزینوں کو معاشی اور معاشرتی حقوق سے فائدہ اٹھانا چاہیے ، کم از کم اسی ڈگری تک جو پناہ کے ملک کے دوسرے غیر ملکی رہائشی ہیں۔ انسانیت سوز وجوہات کی بناء پر ، ریاستوں کو اپنے شریک حیات یا انحصار بچوں کو ایسے افراد میں شامل ہونے کی اجازت دینی چاہیے جن کو عارضی پناہ یا پناہ دی گئی ہے۔ آخر کار ، ریاستوں کی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ UNHCR کے ساتھ تعاون کرے“۔

انسان حقوق کا قانون یو این ایچ سی آر کو مہاجرین کے حقوق کے تحفظ کے لیے مدد فراہم کرتا ہے:

“PROTECTING REFUGEES IS HUMAN RIGHTS WORK:

“Human rights violations are a major factor in causing the flight of refugees as well as an obstacle to their safe and voluntary return home. Safeguarding human rights in countries of origin is therefore critical both for the prevention and for the solution of refugee problems. Respect for human rights is also essential for the protection of refugees in countries of asylum".

UNHCR, staff working to defend the rights of refugees by providing them with protection and assistance are engaged in human rights work. If you think about the key tasks

(1)https://www.unhcr.org/publications/brochures/3b779dfe2/protecting-refugees-questions-answers.html,

undertaken by UNHCR, the human rights basis for UNHCR's work is clear.

Protection against forcible return:

Refugees are at risk of human rights violations in their home country. The work UNHCR does to ensure they are not subject to refoulement is a direct and powerful means of protecting their basic human rights. In the last decade, refugees who have been forcibly returned to their countries have been killed, tortured, arbitrarily detained, or forced to live in conditions of extreme insecurity. Preventing refoulement is an effective, and sometimes the only, means of preventing further human rights violations." (1)

ترجمہ:"پناہ گزینوں کا تحفظ انسانی حقوق کا کام ہے:

انسانی حقوق کی پامالی مہاجرین کی اڑان کا سبب بننے کا ایک بڑا عنصر ہے ان کی محفوظ اور رضاکارانہ وطن واپسی میں رکاوٹ ممالک میں انسانی حقوق کی حفاظت اور اس کی روک تھام اور پناہ گزینوں کے مسائل کے حل کے لیے دونوں ہی اہم ہیں۔لہذا پناہ گزین ممالک میں مہاجرین کے تحفظ کے لیے بھی انسانی حقوق کا احترام ضروری ہے"۔

یو این ایچ سی آر عملہ مہاجروں کے تحفظ اور امداد انسانی حقوق کے کاموں میں مصروف ہے۔اگر آپ یو این ایچ سی آر کے اہم کاموں کے بارے میں سوچتے ہیں ،UNHCR کے لئے انسانی حقوق کی بنیاد واضح ہے۔

زبردستی واپسی کے خلاف تحفظ:

پناہ گزینوں کو اپنے آبائی ملک میں انسانی حقوق کی پامالیوں کا خطرہ ہے۔وہ کام جو UNHCR کرتا ہے اس بات کو یقینی بنائیں کہ وہ انحصار کے تابع نہیں ہیں اپنے بنیادی حق کو بچانے کا ایک براہ راست اور طاقتور ذریعہ ہے حقوق انسان۔گذشتہ ایک دہائی میں مہاجرین جو زبردستی اپنے ممالک واپس آئے ہیں مارا گیا، تشدد کیا گیا، من مانی طور پر نظر بند کیا گیا، یا انتہائی عدم تحفظ کی صورتحال میں زندگی گزارنے پر مجبور کیا گیا۔انسانی حقوق کی پامالی سے باز آوری ایک موثر اور بعض اوقات صرف اور صرف ایک انسان نہیں بلکہ مزید انسانوں کو روکنے کا ذریعہ ہے"۔

(1)https://www.unhcr.org/3ae6bd900.pdf / Human Rights and Refugee Protection (RLD 5) October 1995

ہیومن رائٹس واچ کے مطابق پاکستان بھی مہاجرین کو تحفظ دینے والے بین الاقوامی قوانین کا پابند ہے:

“International Law Prohibiting Forced Return to Harm:

Pakistan is bound by customary international law’s prohibition on refoulement not to forcibly return anyone to a place where they would face a real risk of persecution, torture or other ill-treatment, or a threat to life. Pakistan is also bound by the Convention against Torture and Other Cruel, Inhuman or Degrading Treatment or Punishment not to return anyone to states where they would be in danger of such treatment,,.(1)

ترجمہ: ”بین الاقوامی قانون روکتا ہے جبری واپسی سے یہ نقصان پہنچاتا ہے :

پاکستان روایتی بین الاقوامی قانون کی پابندی کا پابند ہے جس کی خلاف ورزی نہ کی جائے۔ کسی کو زبردستی کسی ایسی جگہ نہ لوٹائیں جہاں انہیں ظلم و ستم، اذیت یا اس کے اصل خطرہ کا سامنا کرنا پڑے، دیگر ناروا سلوک، یا زندگی کو خطرہ ہو، پاکستان بھی اس کنونشن کا پابند ہے جس میں انکے خلاف تشدد اور دیگر ظالمانہ، غیر انسانی یا بدنیتی سے متعلق سلوک یا سزا کا خطرہ رہتا ہو۔ انہیں نہیں لوٹانا چاہئے کسی بھی ایسی ریاستوں میں جہاں ان کے ساتھ اس طرح کے سلوک کا خطرہ ہو“۔

پاکستان کا شہریت دینے کا قانون غیر ملکیوں کے حوالے سے

ڈان نیوز میں پاکستان سٹیزن شپ ایکٹ 1951ء کے بارے میں لکھتا ہے:

”افغان پناہ گزینوں اور مہاجرین، یا ان کی اولادوں کو پاکستان کی شہریت فراہم کرنا ہمیشہ سے ایک متنازع معاملہ رہا ہے۔ پاکستان سٹیزن شپ ایکٹ 1951 کے تحت ”کوئی بھی شخص جو پاکستان میں پیدا ہو، وہ پیدائشی طور پر پاکستان کا شہری ہے، علاوہ اس کے، جس کے والدین پاکستان کے شہری نہ ہوں“۔(2)

روزنامہ وجود میں پاکستان سٹیزن شپ ایکٹ 1951ء میں غیر ملکیوں کو پاکستان کا قانون شہریت کا حق دیتا ہے:

”سب سے بڑھ کر یہ پاکستان میں مقیم افراد کے شہری حقوق کا تعین” پاکستان سیٹیزن شپ ایکٹ 1951ء میں کر دیا گیا ہے۔ اس قانون کے مطابق 1951ء کے بعد سے پاکستان کی زمینی حدود میں پیدا ہونے والا ہر شخص پاکستان کی شہریت کا حامل ہو گا۔ قانون کے واضح ہونے کے باوجود اس حوالے سے زمینی حقائق بہت

---

(1)https://www.hrw.org/sites/default/files/report_pdf/pakistan0217_web.pdf Pakistan Coercion, UN Complicity The Mass Forced Return of Afghan Refugees, page:15

(2) ڈان نیوز، ٹوٹے رشتے، مالک اچکزئی/https://www.dawnnews.tv/news/1051539

تلخ ہیں۔ ہمارے ہاں مختلف لسانی اور قومیتی مسائل سر اُٹھائے ہوئے ہیں۔ اسی وجہ سے بے وطن لوگوں کے مسائل ابھی تک حل طلب ہیں"۔(1)

چند ایک بین الاقوامی قوانین اور مسلم تنظیموں کے قرار دادوں کا مختصر جائزہ

ذیل کی سطور میں ان عالمی قوانین اور مسلم تنظیموں کے قرار دادوں کا جائزہ پیش کیا جارہا ہے جن میں جبرا مہاجرین کو اپنے ممالک کی طرف نقل مکانی پر مجبور کرنا شامل ہے۔ اس کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ عالمی قوانین جبرا واپسی کو درست تسلیم نہیں کرتے اور اس کو مہاجرین کی حقوق اور انسانی حقوق سے متصادم خیال کرتے ہیں بلکہ انہیں رضا کارانہ واپسی کے لیے ترغیب دینے پر زور دیتا ہے اس لیے کہ اس طرح کرنے سے مہاجرین کو جو سہولیات فراہم کی گئی تھیں وہ ساری کی ساری اپنی افادیت کھو دیں گے، اور ساری محنت اور کوشش رائیگاں چلی جائے گی کیوں کہ یہ مہاجرین اپنے ملک کے حالات درست نہ ہونے کی وجہ سے ایک بار پھر مشکلات میں پھنس جائیں گے۔لہذا مہاجرین کی جبری واپسی کی کسی صورت میں بھی حوصلہ افزائی نہیں ہونی چاہیے، اور مہاجرین کو ملکی حالات کے سنورنے تک سہولیات اور جائے پناہ مہیا کرنا اس ملک کا اخلاقی اور قانونی فرض ہے۔

انسانی حقوق کا عالمی منشور

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے اسے اپنے ریزولیشن نمبر (١١١) ٢١٧۔A دسمبر ١٩٤٨ کے ذریعے منظور کیا اور اعلامیہ جاری کیا۔اس کے دفعہ نمبر 13۔14 میں مہاجرین کو مندرجہ ذیل حقوق حاصل ہیں:

دفعہ ١٣: "ہر شخص کو اپنے ملک میں کسی بھی جگہ رہائش یا نقل و حرکت کا حق حاصل ہے۔ ہر شخص کو کسی بھی ملک بشمول اپنے وطن کو چھوڑنے اور پھر واپس آنے کا بھی حق ہے۔

دفعہ ١٤: ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مذہبی یا دیگر بنیاد پر ستائے جانے سے بچنے کے لیے کسی دوسرے ملک میں پناہ حاصل کر سکتا ہے"۔ (2)

مہاجرین کے حقوق "یورپین کمیشن برائے تحفظ حقوق انسانی" کے نظر میں

یورپین کمیشن برائے تحفظ حقوق انسانی کا چوتھا یورپی پروٹوکول ١٩٦٣ء میں منظور ہوا اور ١٩٦٤ء میں اس پر عمل درآمد ہوا:

ا۔ "ہر شخص جو ایک ریاست کی علاقائی حدود میں بطور قانونی شہری رہائش پذیر ہو اسے حق آزادی حاصل

---

(1) حد ادب، انوار الحق حقی، بے وطنیت اور وزیر اعظم کا وژن، روزنامہ وجود، پیر ۳۱ دسمبر، ۲۰۱۸م
https://www.wujood.com/52536/

(2) رحمانی، خالد سیف اللہ، اعظمی، نعمت اللہ، اقلیتوں کے حقوق اور اسلاموفوبیا، ایفاء پبلی کیشنز نئی دہلی، ۲۰۱۱م، ۱۰۶

ہے کہ جہاں چاہے نقل مکانی کرے اور جائے سکونت اختیار کرے۔
۲۔ ہر شخص بشمول اپنے ملک یا کسی ملک کو چھوڑنے کے لیے آزاد ہو گا۔
۳۔ غیر ملکیوں کا اجتماعی اخراج ممنوع ہے"۔(1)

اسلام میں انسانی حقوق پر قاہرہ اعلامیہ

۵ اگست ۱۹۹۰ء کو قاہرہ میں منعقدہ وزرائے خارجہ کی انیسویں اسلامک کانفرنس میں اعلامیہ منظور کر کے جاری کیا گیا۔ اس میں بھی مہاجرین کو کسی ملک میں پناہ دینا اور ان کی جان ومال کی تحفظ کرنا اس حکومت کی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے، اس پر تمام اسلامی ممالک نے اتفاق کیا ہے بشمول پاکستان کے۔ تنظیم اسلامی کانفرنس کے ممبر ممالک نے جن دفعات پر اتفاق کیا ہے اس کے دستاویز ۱۲ میں یوں درج ہے:

"دستاویز ۱۲: ہر آدمی کو شرعی دائرہ کے مطابق کسی بھی جگہ آنے جانے، پھر ملک یا بیرون ملک اپنی رہائش کی جگہ کا انتخاب کرنے کا اختیار وحق حاصل ہے اور اگر کسی شخص کو کسی بنیاد پر بے جا آزار پہنچایا جارہا ہو تو اسے نقل مکانی کا حق حاصل ہے، جس ملک میں مہاجرین پناہ لیں گے اس ملک کی حکومت مہاجرین کے جان ومال کے تحفظ کی ضامن ہو گی تا آں کہ مہاجرین اپنے وطن پہنچ جائیں"۔ (2)

انسانی حقوق کا عالمی اسلامی منشور

اسلامک کونسل کی جانب سے حقوق انسانی کے سلسلہ میں یہ دوسری اساسی دستاویز ہے جو کہ اسلامک دور کے پندرہوئیں صدی کی نشاندہی کرتا ہے۔ پہلا عالمی اسلامک مسودہ (آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے پیغامات کے تعلق سے) عالمی کانفرنس لندن ۱۲، اپریل تا ۱۵، اپریل ۱۹۸۰ء میں اعلان کیا گیا تھا۔ انسانی حقوق کے عالمی اسلامک مسودہ کی بنیاد قرآن و حدیث ہے اور ممتاز مسلم دانشوروں کے ذریعہ ترتیب دیا گیا ہے۔ اس کے اندر بھی مہاجرین کے حقوق کا ذکر ہے۔ چناں چہ اس کے دفعہ ۹ اور ۲۳ میں اس طرح بیان ہوا ہے:۔

"دفعہ ۹ جائے پناہ کا حق:

۱۔ ہر مظلوم یا آزار پہنچایا گیا شخص اس بات کا حق رکھتا ہے کہ وہ مستقل پناہ گاہ یا جائے قرار تلاش کرے، یہ تمام انسانوں کو قطع نظر رنگ ونسل، مذہب اور جنس کے حق میں ضمانت مہیا کرتا ہے۔
۲۔ خدا کا گھر مسجد حرام جو کہ مکہ میں ہے وہ تمام مسلمانوں کے لیے محفوظ پناہ گاہ ہے۔

---

(1) قادری، محمد طاہر، اسلام میں انسانی حقوق، منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۴م، ۱۳۳۔۱۳۴

(2) اقلیتوں کے حقوق اور اسلاموفوبیا، ۱۰۶، ایضا

دفعہ ۲۳۔ نقل مکانی اور گھر کی آزادی کا حق:

۱۔ حقیقت میں مسلم دنیا ایک امت اسلامیہ ہے، ہر مسلمان کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ جس ملک میں بھی چاہے آزادی کے ساتھ جاسکتا ہے۔

۲۔ کسی بھی مسلمان کو اس کے آبائی ملک کو چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا یا اگر کسی وجہ سے جلاوطن کیا جائے تو یہ عمل قانونی کرروائی کے بعد ہو گا"۔(1)

مذکورہ گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ افغان مہاجرین کو قانونی لحاظ سے جبرا واپس ان کے وطن اصلی کی طرف بھیجنا درست نہیں ہے کیوں کہ قانونا جو بچہ جس ملک میں پیدا ہوتا ہے وہ اس ملک کا شہری ہوتا ہے۔ اور یہ قانون اب بھی یورپی اور امریکی ممالک میں نافذ ہے جب وہاں پر کسی بھی ملک کا بچہ پیدا ہو جائے اور اس کی پیدائش کو پانچ سال ہو جائے تو انہیں اس ملک کا شہری تسلیم کر کے اسے شہریت دی جاتی ہے۔ جب کہ افغان مہاجرین کی تین نسلیں یہاں جوان ہوئے پھر بھی انہیں شہریت تو دور کی بات ہے بلکہ انہیں زبردستی پکڑ پکڑ کر بارڈر کے اس پار بھیجا جاتا ہے حالاں کہ وہ قانونی طور سے رہتا ہے جب کہ اقوام متحدہ کے قوانین کا اطلاق پاکستان پر بھی ہوتا ہے اس کے ایک ممبر ملک ہونے کے حیثیت سے ۔ لہذا پاکستانی حکام کو عالمی قوانین کا احترام کرنا چاہیے اور افغان مہاجرین کی عزت نفس کا بھی خیال کرتے ہوئے انہیں یہاں کی شہریت دینے چاہیے۔ جب کہ پاکستان میں سٹیزن شپ ایکٹ ۱۹۵۱ء میں بھی یہی مذکور ہے کہ جو بچہ پاکستان میں پیدا ہو جائے اسے پاکستان کا شہریت دیا جائے گا خصوصا ان شادی شدہ مرد و خواتین کو خواہ وہ مرد پاکستانی ہو یا افغانی دونوں کو اور ان کے بچوں کو شہریت ملنی چاہیے، یہ ان کا قانونی حق ہے۔

---

(1) اقلیتوں کے حقوق اور اسلاموفوبیا، ۱۰۶۔۱۳۵ ، ایضا

فصل سوم

افغام مہاجرین کی واپسی کے مسائل اور ان کا تدارک

افغانستان میں امن وامان کی ابتر صورت حال

افغانستان میں گذشتہ کئی دہائیوں سے امن وامان کامسئلہ چل رہاہے اور وہاں بد امنی میں روز بروز اضافہ دیکھنے میں آرہا ہے جس کی وجہ سے پاکستان میں مقیم افغان مہاجرین کی واپسی میں بھی مشکلات پیش آرہے ہیں حکومت انہیں واپس بھیجنا چاہتی ہے۔ لیکن افغانستان میں جاری جنگ اورامن وامان کی ابتر حالات کی وجہ سے مہاجرین وہاں جانے پر رضامند نہیں ہیں خصوصا حالیہ گزشتہ چند سالوں میں افغانستان میں حالات مزید بگڑ گئے ہیں اس کی ایک وجہ داعش کا موجود ہونا بھی ہے جو کہ اس سے پہلے افغانستان میں اس تنظیم کاوجود نہیں تھا۔ لیکن اب وہ بھی افغانستان میں اپنی جنگی سرگرمیوں کو بہت تیزی سے آگے بڑھا رہا ہے اور مسلسل کابل اور دیگر شہروں میں عوامی مقامات اور حکومتی اہل کاروں پر براہ راست حملے اور خود کش دھاکے کر رہاہے وہ اس کی ذمہ داری بھی قبول کر چکاہے۔ جب کہ اس سے پہلے صرف طالبان مسلح طور پر موجود تھے وہ بھی کچھ کم نہ تھے وہ پچھلے اٹھارہ سال سے افغانستان میں امریکہ اور اس کی حمایتی گروہوں کے خلاف جنگ کر رہے ہیں ان جنگوں کی وجہ سے ہزاروں لوگ اپنی قیمتی جانوں سے گئے۔ لہذا ذیل میں افغانستان امن وامان کی موجودہ صورت حال کے بارے میں مختلف اداروں کی رپورٹ پیش کیے جائیں گے۔

بی بی سی افغانستان میں امن وامان کی موجودہ حالات کے بارے میں اقوام متحدہ کی رپورٹ نشر کرتے ہوئے لکھتاہے:

"اقوام متحدہ کا کہنا ہے کہ سنہ 2016ء میں افغانستان میں ہلاک اور زخمی ہونے والے عام شہریوں کی تعداد میں گزشتہ آٹھ برس کی نسبت سب سے زیادہ رہی ہے۔ اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ میں بتایا گیاہے کہ 2016ء میں بچوں کی ہلاکتوں کی تعداد بھی سالانہ بنیاد پر سب سے زیادہ رہی ہے اور یہ ایک انتہائی تشویشناک بات ہے۔ افغانستان میں اقوام متحدہ کے مشن نے آٹھ سال قبل عام شہریوں کی ہلاکتوں کا ریکارڈ رکھنا شروع کیا تھا۔ مشن کا کہناہے کہ 2016ء میں ساڑھے گیارہ ہزار افراد ہلاک یا زخمی ہوئے جن میں سے نو سو سے زیادہ بچے تھے۔ رپورٹ کے مطابق زیادہ تر ہلاک شدہ گان حکومتی افواج اور شدت پسندوں کے درمیان لڑائی میں پھنس گئے تھے۔ اگرچہ ملک میں طالبان ہی مرکزی عسکریت پسند تنظیم ہے تاہم شدت پسند تنظیم دولتِ اسلامیہ کی جانب سے کیے جانے والے حملوں میں دس گنا اضافہ ہوا ہے۔ رپورٹ میں کہا گیاہے کہ 2016ء میں جنگ سے متعلق متاثرہ افراد کی تعداد 11418 تھی جن میں سے 3498 افراد ہلاک اور 7920 زخمی ہوئے۔ ان میں سے بچوں کی تعداد 3512 تھی (923 ہلاک اور 2589 زخمی) جو کہ اس سے قبل متاثرین کی سالانہ بلند ترین تعداد سے 24 فیصد زیادہ ہے۔ رپورٹ میں کہا گیاہے کہ اس سال دولتِ اسلامیہ کے حملوں کی وجہ سے 899 افراد ہلاک یا زخمی ہوئے ہیں۔ افغانستان میں دولتِ

اسلامیہ ایک قدرے کمزور عسکری گروہ تھا تاہم 2016ء میں اس کی کارروائیوں میں شدید تیزی دیکھی گئی ہے"۔(1)

بی بی سی اپنی ایک رپورٹ میں افغانستان کی بگڑتی صورت حال کے بارے میں یوں لکھتا ہے:

"بی بی سی کو معلوم ہوا ہے کہ افغانستان میں اگست کے مہینے میں پر تشدد حملوں اور کارروائیوں میں روزانہ اوسطاً 74 افراد ہلاک ہوئے جن میں مرد، خواتین اور بچے شامل تھے۔ یہ اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ افغانستان میں پر تشدد واقعات کے نہ رکنے والے سلسلے سے ملک کا بیشتر حصہ متاثر ہو رہا ہے جب کہ 18 سال کی طویل جنگ کے بعد امریکہ افغان امن مذاکرات بھی مشکلات کا شکار ہیں۔ بی بی سی کی تحقیق کے مطابق اگست کے مہینہ میں 611 واقعات میں 2307 افراد ہلاک ہوئے۔ طالبان اور افغان حکومت دونوں نے ہلاکتوں ان اعداد و شمار کی سچائی پر سوال اٹھایا ہے جن کی نشان دہی بی بی سی نے کی ہے۔ مرنے والوں میں سے بیشتر جنگجو تھے جن میں اندازوں سے کہیں زیادہ طالبان شامل تھے جب کہ ہلاک شدگان میں سے 20 فیصد عام شہری تھے۔ پر تشدد واقعات میں 1948 افراد زخمی بھی ہوئے۔ یہ تعداد افغانستان کے زمینی حقائق کی محض ایک جھلک ہے تاہم اس سے ایک ایسے وقت میں تاریک شبیہ ابھر کر آتی ہے"۔(2)

محمد طاہر اپنی ایک رپورٹ میں افغانستان 2018ء میں جنگ کی صورت حال کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اقوام متحدہ کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ افغانستان میں تقریباً 2 دہائیوں سے جاری لڑائی کے دوران صرف سال 2018ء میں ماضی کے مقابلے میں سب سے زیادہ شہری ہلاک ہوئے۔ اعداد و شمار کے مطابق جنگ زدہ ملک میں خود کش حملوں اور بم دھماکوں نے تباہی پھیلائی اور شہریوں کی ہلاکت میں گزشتہ سال کے مقابلے میں 2017ء میں 11 فیصد تک اضافہ ہوا اور 3 ہزار 8 سو 4 افراد ہلاک اور 7 ہزار ایک سو 89 زخمی ہوئے۔ اقوام متحدہ کے مطابق جب تنظیم نے اعداد و شمار جمع کرنا شروع کیے تو پہلی دہائی میں 32 ہزار شہری ہلاک ہوئے، 60 ہزار زخمی ہوئے تھے۔ رپورٹ کے مطابق 2018ء میں تشدد میں اضافہ ہوا اور شہریوں کو جان بوجھ کر ہدف بنانے کی وجہ سے اموات کی تعداد میں بھی واضح اضافہ ہوا۔ عالمی ادارے کی رپورٹ میں بتایا گیا کہ زیادہ تر خود کش حملے طالبان یا داعش سے تعلق رکھنے والے عسکریت پسندوں کی

---

(1) بی بی سی، علاقائی، 2016 میں افغانستان میں شہری ہلاکتیں بلند ترین سطح پر رہیں، ۶ فروری، ۲۰۱۷م
https://www.bbc.com/urdu/regional-38881063

(2) بی بی سی، علاقائی، افغانستان کی جنگ: اگست 2019 میں کتنا جانی نقصان ہوا؟، ۱۷ ستمبر، ۲۰۱۹م
https://www.bbc.com/urdu/regional-49711957

جانب سے کیے گئے۔ رپورٹ میں بتایا گیا کہ سال 2018ء میں امریکا اور افغانستان کی فورسز کی جانب سے فضائی حملوں میں اضافہ بھی شہریوں کی جان لینے کی ایک بڑی وجہ رہی اور ریکارڈ پر ہے کہ پہلی مرتبہ فضائی آپریشنز سے 500 سے زائد شہری ہلاک ہوئے"۔(1)

ڈی ڈبلیو نیوز میں افغانستان کی موجودہ اور آئندہ حالات کے بارے میں انٹیلی جنس ذرائع سے اس طرح لکھتے ہیں:

"جنگ زدہ افغانستان ہی کے بارے میں وہاں کی موجودہ اور مستقبل قریب کی سیاسی اور سکیورٹی صورت حال کے بارے میں نیشنل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر ڈین کوٹس (Dan Coats) نے امریکی سینیٹ کی انٹیلی جنس کمیٹی کی ایک سماعت کے دوران کہا کہ کابل حکومت کے لیے امریکا اور اس کے ساتھی ممالک کی طرف سے فوجی امداد میں مناسب اضافے کے باوجود 2018ء میں اس ملک میں سیاسی اور سکیورٹی صورت حال تقریباً یقینی طور پر آج کے مقابلے میں مزید خراب ہو جائے گی۔ ڈین کوٹس نے امریکی سلامتی کو درپیش خطرات کے بارے میں ملکی قانون سازوں کو اپنے سالانہ اندازوں سے آگاہ کرتے ہوئے کہا افغانستان نے اگر اپنے ہاں مسلح مزاحمت اور عسکریت پسندی کو محدود نہ کیا یا پھر طالبان کے ساتھ کوئی امن معاہدہ طے نہ کیا، تو اسے بیرونی (فوجی) امداد پر اپنا انحصار کم کرنے کے لیے بہت زیادہ جدوجہد کرنا پڑے گی۔ اے ایف پی نے لکھا ہے کہ اسی دوران امریکا کی دفاعی انٹیلی جنس ایجنسی کے سربراہ جنرل وِنسینٹ سٹیوارٹ نے بھی کہا ہے کہ اگر افغانستان کی صورت حال کا تدارک نہ کیا گیا، تو اس طول اختیار کر چکے تنازعے میں امریکی سربراہی میں کام کرنے والے عسکری اتحاد کو حاصل ہونے والی نازک کامیابیوں کے ضائع ہونے کا بھی خطرہ ہو گا۔ جنرل وِنسینٹ نے کہا اگر ہم کوئی تبدیلی نہ لائے تو صورت حال مزید ابتر ہوتی جائے گی۔ یوں ہم ان تمام کامیابیوں سے بھی محروم ہو جائیں گے، جن کے لیے ہم نے گزشتہ کئی برسوں سے بے تحاشا کوشش کیں ۔ اس سماعت کے دوران ڈین کوٹس نے سینیٹ کے ارکان کو مزید بتایا طالبان ممکنہ طور پر مزید کامیابیاں حاصل کرتے رہیں گے، خاص طور پر افغانستان کے دیہی علاقوں میں۔ کابل حکومت کی سکیورٹی فورسز کی کارکردگی کو بہتر بنانے کی کوششیں بھی اس سے کم ثمر آور رہی ہیں، جتنی کہ امید کی گئی تھی"۔(2)

بی بی سی افغانستان کی خراب صورت حال کے بارے میں اقوام متحدہ کی رپورٹ کی روشنی میں تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

(1)روزنامہ وجود، محمد طاہر، افغان جنگ میں شہریوں کی ہلاکتیں ریکارڈ سطح پر پہنچ گئیں، ۲۵ فروری، ۲۰۱۹م
https://www.wujood.com/52962

(2)ڈی ڈبلیو اکیڈمی لاس اینجلس https://p.dw.com/p/2cqUY

"اقوام متحدہ کے مطابق افغانستان میں گذشتہ برس عام شہریوں کے ہلاک اور زخمی ہونے کی تعداد میں 14 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ رپورٹ کے مطابق سال 2013ء میں افغانستان میں تین ہزار شہری ہلاک اور 56 سو زخمی ہوئے۔ اقوام متحدہ کی رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ ملک سے غیر ملکی افواج کے انخلاء اور سکیورٹی کی ذمہ داری افغان فوج کے حوالے کرنے سے عام شہری شدت پسندوں کے حملوں میں زیادہ غیر محفوظ ہو گئے۔ سکیورٹی کی ذمہ داریاں منتقل ہونے سے جھڑپوں کے واقعات میں اضافے کی وجہ عورتوں اور بچوں سمیت عام شہریوں کی ہلاکت کے واقعات میں اضافہ ہوا۔ اقوام متحدہ کے افغانستان کے لیے مشن کی رپورٹ کے مطابق ان واقعات میں پہلے کے مقابلے میں 34 فیصد بچے اور 36 فیصد خواتین زیادہ ہلاک اور زخمی ہوئے۔ 74 فیصد ہلاکتیں غیر ریاستی عناصر کے حملوں کے نتیجے میں ہوئی ہیں۔ ہلاکتوں کے زیادہ واقعات سڑک کنارے نصب بم دھماکوں، طالبان اور افغان سکیورٹی فورسز میں جھڑپوں کے واقعات میں ہوئی ہیں۔ سال 2012ء میں عام شہریوں کی ہلاکت کے واقعات میں کمی آئی تھی جب کہ سال 2011ء سب سے خونی سال رہا جس میں 31 سو کے قریب عام شہری ہلاک ہوئے"۔(1)

بی بی سی اقوام متحدہ کی رپورٹ نشر کرتے ہوئے بچوں کی ہلاکتوں کے بارے میں لکھتا ہے:

"اقوام متحدہ نے کہا ہے کہ افغانستان میں رواں برس کے پہلے چھ ماہ میں ہلاک اور زخمی ہونے والے بچوں کی تعداد 2009ء کے بعد سب سے زیادہ ہے۔ اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق افغانستان میں جنوری اور جون کے درمیان 1601 شہری ہلاک ہوئے جن میں بچوں کی تعداد 388 ہے۔ صرف کابل میں سنیچر کو ہزارہ برادری کی احتجاجی ریلی پر ہونے والے خودکش حملے میں 80 سے زیادہ افراد ہلک ہوئے اور اس حملے کی ذمہ داری خود کو دولتِ اسلامیہ کہنے والی شدت پسند تنظیم نہ قبول کی۔ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے کمشنر زید راد الحسین نے کہا ہے کہ ان کی ٹیم نے گذشتہ چھ ماہ میں پر تشدد واقعات کا نشانہ بننے والے خاندانوں کی پانچ ہزار کہانیاں سنی جس میں ایک تہائی ہلاک یا زخمی ہونے والے بچوں سے متعلق تھیں۔ اقوام متحدہ نے جنوری 2009ء سے افغانستان میں ہلاک یا زخمی ہونے والے شہریوں کا ریکارڈ مرتب کرنا شروع کیا ہے۔ اس وقت سے افغانستان میں تشدد کے واقعات میں 63 ہزار 934 عام شہری زخمی یا ہلاک ہوئے جب کہ ان میں ہلاکتوں کی تعداد 22 ہزار 941 ہے۔ رواں برس کے پہلے چھ ماہ میں تشدد کے واقعات میں 1601 عام شہری مارے گئے جن میں 388 بچے اور 130 خواتین شامل ہیں۔ اسی عرصے کے دوران زخمیوں کی

---

(1) بی بی سی، علاقائی، ۸ فروری، ۲۰۱۴م https://www.bbc.com/urdu/regional/2014/02/140208/

تعداد 3 ہزار 565 ہے جن میں 1121 بچے اور 377 خواتین شامل ہیں۔ پہلے چھ ماہ کے دوران ایک لاکھ 57 ہزار 987 افراد نے ملک کے اندر نقل مکانی کی اور یہ تعداد گزشتہ برس کے مقابلے میں 10 فیصد زیادہ ہے۔ کرنے والوں کی تعداد گزشتہ برس کے مقابلے میں دس فیصد زیادہ تھی اقوام متحدہ نے اس کے ساتھ خبردار بھی کیا کہ یقیناً اعداد و شمار اندازوں سے زیادہ ہو سکتے ہیں"۔(1)

بی بی سی اپنی رپورٹ میں افغانستان کی بگڑتی صورت حال پر اقوام متحدہ کی رپورٹ کے بارے میں مزید لکھتا ہے:

"اقوام متحدہ نے اپنی رپورٹ میں حقوق انسانی کی سنگین خلاف ورزی کے الزامات کا ذکر کیا ہے جس میں بچوں کا مسلح تنازع میں استعمال، بچوں پر جنسی تشدد، ارادی طور پر وکلا، کارکنوں، نمایاں خواتین، قتل کی سزا دینا اور صحت، تعلیمی مراکز پر حملے وغیرہ شامل ہیں۔ افغان حکومت مخالف عناصر ہلاک ہونے والے افراد کی تعداد کے 60 فیصد کے ذمہ دار ہیں جس میں خاص کر طالبان اور دولت اسلامیہ شامل ہیں۔ تاہم رواں برس ہلاک ہونے والے عام شہریوں میں سے 1180 کا تعلق حکومت کی حامی فورسز سے بیان کیا گیا ہے اور یہ تعداد بھی گزشتہ برس کے اسی عرصے سے 47 فیصد زیادہ ہے۔ افغانستان سے 2011ء سے غیر ملکی فوجیوں کا انخلا شروع ہونے اور دسمبر 2014ء میں نیٹو مشن کے اختتام کے بعد سے ملک میں عام شہریوں کی ہلاکتوں کی واقعات میں ہر برس اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ اقوام متحدہ کے افغانستان کے لیے خصوصی مشیر تادمیچی یامموتو نے کہا ہے کہ ہر ہلاکت وعدوں کی ناکامی کی نمائندگی کرتی ہے اور مصیبتیں کم کرنے کے لیے ٹھوس اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ تاریخ اور افغان شہریوں کی مجموعی یادداشت تمام فریقین کو اس تنازع میں ان کے اصل طرز عمل کے بارے میں فیصلہ دے گی"۔(2)

امریکی انٹیلی جنس کی ان رپورٹس اور ذرائع ابلاغ کی جانب سے موجودہ حالات کے بارے میں نشر ہونے والے خبروں کو مدنظر رکھتے ہوئے افغان مہاجرین کا ان حالات میں پاکستان سے نقل مکانی کرنا اور وہاں آباد ہونا خطرات سے خالی نہیں۔ چوں کہ افغانستان میں امن کی مخدوش حالات میں نئی مہاجرین کی آمد اور پھر ان کی آبادکاری تک یہ حالات کو مزید خرابی کی طرف لے جاسکتا ہے اور جو کہ بہت سی قیمتی جانوں کے ضیاع کا سبب بن سکتا ہے۔ لہٰذا اس صورت حال میں اس کا تدارک اور حل اسی طرح نکالا جاسکتا ہے کہ پاکستانی حکومت کی جانب سے اس عمل کو کچھ مدت کے لیے مؤخر کر دیا جائے اور جب افغانستان کے حالات پر امن ہو جائیں اور اس قابل ہو جائیں کہ وہاں نقل مکانی کی جاسکے پھر اس پر عمل درآمد کرایا جائے۔

---

(1) بی بی سی، علاقائی، ۲۵ جولائی، ۲۰۱۶ م / https://www.bbc.com/urdu/regional/2016/07/160725

(2) بی بی سی، علاقائی، ۲۵ جولائی، ۲۰۱۶ م / https://www.bbc.com/urdu/regional/2016/07/160725

الحمدللہ پاکستانی حکومت کی زندہ دلی اور بالغ نظری کی بدولت انھوں نے اپنے ان فیصلوں کو کچھ وقتوں کے لیے مؤخر کر دیا ہے جو اس حوالے سے انتہائی احسن اقدام ہے اور دونوں ممالک کی عوام کے لیے ایک خوش آئند فیصلہ ہے اس کے بہت دور رس نتائج بر آمد ہوں گے جس کا فائدہ دونوں ممالک کو ہو گا۔

واپس جانے والوں کے لیے صحت کے مسائل

افغانستان میں موجودہ حالات اور انفرا سٹکچر کی تباہی کی وجہ سے صحت، تعلیمی اور دوسرے انتظامی امور کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ جہاں تک صحت کا تعلق ہے تو افغانستان میں ہسپتالوں کی حالت اور عوام کی ہسپتالوں تک رسائی کی حالت انتہائی نازک ہے۔ افغانستان میں صحت کی حالت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ زچگی کے مرحلہ کے دوران اموات کی شرح دنیا بھر میں سب سے زیادہ ہے اور اس کی بڑی وجہ ہسپتالوں تک خواتین کی عدم رسائی، غربت اور قدیم روایات ہیں۔

ایک رپورٹ کے مطابق افغانستان میں زچگی کے دوران ہر گیارہ میں سے ایک خاتون ہلاک ہو جاتی ہے اور ایک سروے کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے افغان قائم مقام وزیر صحت ثریا دلیل نے کہا کہ ماں اور بچے کی بہتر صحت کو یقینی بنانے کے لیے ابھی بھی بہت سے اقدامات کرنے باقی ہیں۔ اب اس صورت حال میں جب وہاں کی ہسپتالوں کی یہ حالت ہے تو مزید مہاجرین کا بوجھ پڑے گا تو صحت کے مسائل مزید بگڑ جائیں گے اور بہت سے مسائل جنم لیں گے۔ اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے افغان حکومت کو ہنگامی بنیادوں پر اقدامات کرنے کی ضرورت ہے اور نئی ہسپتالوں کے قیام کی کوشش کرنی چاہیے۔ پاکستانی حکومت کی جانب سے بھی افغان صحت کے مسائل میں کمی اور افغان مہاجرین کی سہولت کی غرض سے کابل، جلال آباد اور لوگر کے علاقے میں ہسپتال تعمیر کیے ہیں جس میں علاج و معالجہ کی سہولت شروع ہو چکی ہے اور اس کو مکمل کرنے کے بعد افغان حکام کے حوالے بھی کر دیا گیا ہے۔ اس طرح کے اقدامات سے اس مسئلہ پر قابو پایا جا سکتا ہے اور غیر ملکی فلاحی تنظیمیں اور این جی اوز بھی اس سلسلے میں اپنا کردار ادا کر کے نئی ہسپتالوں کی تعمیر، صحت کے پیچیدہ مسائل کے حل کے لیے اور عوام میں ان کے بارے میں شعور اجاگر کرنے سے ان مسائل پر قابو پا سکتے ہیں۔

ڈی ڈبلیو نیوز افغانستان میں جنگوں کی وجہ سے افغانستان میں صحت کے مسائل کے بارے میں نشاندہی کرتے ہوئے لکھتا ہے:

> ”عالمی ادارہ صحت کے مطابق سوا دو ملین کے قریب افغان باشندے ڈپریشن اور کئی دیگر کئی طرح کے ذہنی طبی مسائل کا شکار ہیں۔ ڈبلیو ایچ او کا کہنا ہے کہ نفسیاتی مسائل کے شکار افغان شہریوں کی حقیقی تعداد اس سے بھی زیادہ ہو سکتی ہے۔ ملکی دارالحکومت کابل سے موصولہ نیوز ایجنسی ڈی پی اے کی رپورٹوں کے مطابق افغانستان میں ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کی سرگرمیوں کے نگران ڈائریکٹر رچرڈ پیپر کارن نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ اندازوں کے مطابق 2.2 ملین سے زائد افغان باشندوں کو ڈپریشن اور ذہنی انتشار

سمیت کئی طرح کے طبی نفسیاتی مسائل کا سامنا ہے اور عین ممکن ہے کہ ایسے متاثرہ افغان شہریوں کی حقیقی تعداد 2.2 ملین سے بھی کہیں زیادہ ہو۔ تاہم عالمی ادارہ صحت کے تازہ ترین اندازے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ایک ملین سے زائد افغان باشندے ڈپریشن کا شکار رہتے ہیں اور مزید کم از کم 1.2 ملین شہریوں کو ذہنی انتشار، بے چینی اور دوسری قسموں کے نفسیاتی مسائل کا سامنا ہے۔ ڈبلیو ایچ او کے افغانستان کے لیے ڈائریکٹر رچرڈ پیپر کارن کا کہنا ہے افغانستان میں عام شہریوں کی ذہنی صحت کو یقینی بنانے کے لیے ماہرین اور اس شعبے میں حکومتی سرمایہ کاری کی اشد ضرورت ہے"۔(1)

پاکستان سے واپس جانے والوں کے لیے روزگار کا مسئلہ

پاکستان سے ہجرت کر کے جانے والے خاندانوں کو آباد کاری کے بعد پیش آنے والا سب سے بڑا مسئلہ روزگار کا ہے کہ جب وہ یہاں سے اپنے کام کاروبار کو چھوڑ کر وہاں پر جائیں گے تو وہاں ان کے پاس آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں ہوگا جس کی وجہ سے اپنے بچوں کا پیٹ پالنے میں مشکلات سے دوچار ہو جائیں گے اس لیے اس مشکل سے بچنے کے لیے ہجرت کرنے والے مہاجرین کے پاس ایک مناسب رقم کا ہونا ضروری ہے جس کے ذریعے وہ روزگار میسر آنے تک اپنے بچوں کی خوراک کا بندوبست کر سکیں یا کوئی چھوٹا موٹا کام، کاروبار شروع کر سکیں۔

اگر ایسا نہیں ہو گا تو مہاجرین اپنے اور بچوں کے لیے دو وقت کی روٹی کے محتاج ہو جائیں گے اور یہ صورت حال دوسرے مہاجرین کے لیے نقل مکانی میں رکاوٹ کا باعث بنے گی۔ لہذا اس صورت حال میں سب سے بہتر یہی ہو سکتا ہے کہ مہاجرین ہجرت کرتے وقت خود کفیل ہوں اور وہ کسی بھی چیز کے لیے کسی دوسرے کے محتاج نہ ہوں، تاکہ وہ مزید مشکلات میں پڑنے سے محفوظ رہ سکیں۔جب کہ افغانستان میں ابتر صورت حال اور روزگار کے مواقع نہ ہونے کی وجہ سے ہر روز ہزاروں کی تعداد میں نوجوان روزگار کے تلاش میں پاکستان، ایران، ترکی اور یورپی ممالک کی طرف جاتے ہیں اور کئی لوگ یورپ جاتے ہوئے سمندر کی بے رحم موجوں کی وجہ سے اپنی جان کی بازی ہار جاتے ہیں۔اس کی اہم وجہ ملک میں جنگ کی وجہ سے صنعتی زون اور کاروبار و تجارت کا نہ ہونا ہے جس کی بنا پر بے روزگاری میں اضافہ ہے۔

بی بی سی افغانستان میں بے روزگاری کی وجہ سے لوگوں کی باہر ممالک جانے والوں کے بارے میں تجزیہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

> "اس وقت کابل میں اگر کوئی جگہ ہے جہاں صبح سے شام تک ہجوم دیکھا جاسکتا ہے تو وہ ہے ملک کا واحد پاسپورٹ آفس ہے۔ رات سے لائن میں لگنے والا خود کو خوش قسمت سمجھتا ہے اگر اگلی سہ پہر تک درخواست جمع کرانے میں کامیاب ہو جائے۔اور دو سے تین دن میں پاسپورٹ مل جاتا تھا۔ مگر اس ستمبر میں روزانہ پانچ ہزار افغان درخواست دے رہے ہیں اور حصولِ پاسپورٹ کی مدت بھی 40 روز ہو گئی ہے۔

---

(1) https://p.dw.com/p/2ayul

آج کے حالات دیکھتے ہوئے اکثر افغانوں کو یہ 40 دن بھی 40 برس لگ رہے ہیں۔ پر یہ لوگ پاسپورٹ لے کر کریں گے کیا؟ دنیا اب انہیں پہلے کی طرح قبول کرنے کو بھی تیار نہیں۔ یہ وہ سوال ہے جس کا جواب لائن میں کھڑے ہر شخص کو معلوم ہے۔ آخر آپ لاٹری کا ٹکٹ بھی تو خریدتے ہیں جب کہ آپ جانتے ہیں کہ انعام نکلنے کا چانس لاکھ میں ایک ہے۔ ہاں جانتے ہیں کہ یورپ تک پہنچنے کا امکان پانچ فیصد ہے مگر یہاں رہے تو زندگی ہی زیرو ہے۔ اس وقت یورپ کے دروازے پر دستک دینے والے شامی پناہ گزینوں کے بعد دوسرا نمبر افغانوں کا ہے۔ اس برس کے پہلے چھ ماہ کے دوران 78 ہزار افغانوں نے یورپ میں پناہ کی درخواست دی جو کہ پچھلے برس کے پہلے چھ ماہ سے تین گنا زائد اور گزشتہ 15 برس کے کسی بھی سال سے زیادہ ہے"۔(1)

ان حالات میں جب پاکستان اور ایران سے لاکھوں کی تعداد میں مہاجرین واپس اپنے ملک جائیں گے تو ملک کی موجودہ معاشی صورت حال مزید خرابی کی طرف جائی گی جس سے ملکی معیشت ابتری کی طرف جائی گی اور بے روزگاری میں بے تحاشا اضافہ ہوگا۔ ہوسکتا ہے کہ ملک دیوالیہ ہوجائے، کیوں کہ نہ وہاں کاروبار ہے، نہ صنعتی زون اور نہ ہی بیرونی سرمایہ کاری کے ساز گار ماحول ہے کیوں کہ ان چیزوں کے لیے امن وامان کی صورت حال کا بہتر ہونا بے حد ضروری ہے۔

لہذا عالمی اداروں کو چاہیے کہ وہ سب سے پہلے افغانستان میں امن وامان قائم کرنے کے لیے کوششیں کریں۔ پھر افغان حکومت کے ساتھ مل کر کوئی ایسا طریقہ کار بنائیں کہ وہاں روزگار کے مواقع پیدا ہوں تاکہ واپس جانے والے لوگوں کے لیے روزگار کا بندوبست ہوسکے۔ دوسرا یہ کہ افغان حکومت ان مہاجرین کے لیے سرکاری ملازمتوں میں کوئی خاص کوٹہ مقرر کرے جو کہ ان پر صرف ان کا حق ہو۔ اسی طرح دیگر ممالک اور مختلف تنظیمیں بھی افغانستان کی مالی مدد کریں ان مہاجرین کی اپنے ملک میں آبادکاری اور ان کی فلاح وبہبود کے لیے تاکہ یہ لوگ سکون کے ساتھ اپنے ملک میں زندگی گزار سکیں۔

واپس اپنے ملک لوٹنے والے مہاجرین کے بچوں کی تعلیم وتربیت کا مسئلہ

روزگار کے بعد مہاجرین کا سب سے بڑا مسئلہ بچوں کی تعلیم وتربیت کا ہے، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جو بچے یہاں پاکستان میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں جب وہ اپنی تعلیم کو ادھورا چھوڑ کر جائیں گے تو ان کو طرح طرح کی مشکلات سے سامنا کرنا پڑے گا مثلا: درجات کی تعیین، نصاب کی تبدیلی، معیار تعلیم، زبان تعلیم کا فرق، اسناد کی تصدیق اور سب سے بڑھ کر یہاں کی تعلیمی اسناد پر انہی جماعتوں میں داخلے نہ ملنے کے مسائل وغیرہ وغیرہ۔

(1) بی بی سی اردو ڈاٹ کام، کراچی، وسعت اللہ خان، افغان پاسپورٹ اور واڈکا، ۲۹ ستمبر، ۲۰۱۵ م
https://www.bbc.com/urdu/pakistan/2015/09/150929

اب اس صورت حال کو مد نظر رکھتے ہوئے ایسے اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے جس سے ایک قوم کا م مستقبل اپنی تعلیم وتربیت سے محروم نہ رہے، اور اس کے لیے نقل مکانی کے لیے ایسے اوقات اور موسم کا انتخاب کیا جائے کہ بچوں کو یہاں کی تعلیمی اداروں سے اخراج اور وہاں جا کر تعلیمی اداروں میں داخلہ لینے کے دوران وقت کے ضیاع سے بچایا جاسکے اور جہاں تک تعلق ہے نصاب کی مشکلات اور تعلیمی معیار کا تو یہ والدین کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو وہاں کے حالات کے مطابق ڈالنے کی پوری کوشش کریں کہ بچے وہاں کے ماحول میں اپنے آپ کو رنگ کر اپنی مشکلات کو خود حل کرنے کے قابل ہو جائیں، اور بچوں کی تعلیمی درجات کو گرنے سے بچانے کے لیے گھر پر پڑھائی کے مؤثر اقدامات کریں تاکہ بچوں کا جو تعلیمی معیار ہے وہ گرنے نہ پائے۔

اور اس کے ساتھ ساتھ افغان حکومت پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ان مہاجرین بچوں کے تعلیمی مسائل کو حل کرنے میں اپنا کردار ادا کرے اور ان بچوں کے سکولوں میں داخلہ، سرٹیفکیٹ کا اجراء اور نصاب کے متعلق پیش آنے والی مشکلات کا بھی مناسب حل پیش کرے اور اپنے مستقبل کے معماروں کی ترقی میں اپنا کردار ادا کرے۔ اور اس کے ساتھ غیر ملکی ادارے اور مختلف این جی اوز بھی اپنا کردار ادا کریں اور بچوں کی تعلیم وتربیت میں اپنا کردار ادا کریں تاکہ ایک جنگ زدہ ملک میں بچے، نوجوان تعلیم سے محروم نہ ہوں اور آئندہ افغانستان میں یہ لوگ کار آمد شہری بن کر ملک وقوم کی کریں۔

واپس جانے والے مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ

مہاجرین کی ہجرت کے بعد ایک بہت بڑا مسئلہ مہاجرین کی دوبارہ آبادکاری کا ہے، اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ افغان حکومت اس وقت اس پوزیشن مین نہیں ہے کہ وہ مہاجرین کے لیے فوری طور پر ایسے اقدامات اٹھاسکے کہ جس سے مہاجرین کی آبادکاری کو عملی شکل دے سکے، اس لیے اگر ایک بڑی تعداد میں افغان مہاجرین یہاں سے نقل مکانی کر کے جب افغانستان جائیں گے تو وہاں پر ان کو بہت زیادہ مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا اور وہ ان مسائل سے مزید کئی سالوں تک نکل نہیں پائیں گے۔ لہذا اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے اقدامات اٹھائے جائیں جس سے مہاجرین تھوڑے تھوڑے تعداد میں ہجرت کر کے جائیں تاکہ ساتھ ساتھ ان کی آبادکاری کا مسئلہ بھی حل ہوتا رہے اور حکومت افغانستان مہاجرین کے لیے مناسب اقدامات اٹھا سکے۔ اور حکومت پاکستان کی طرف سے بھی جانے والے مہاجرین خاندانوں کے ساتھ کچھ معقول مالی امداد کی جائے جس کی بدولت وہ اپنا گھر ایک بار پھر سے بسانے کے قابل ہو سکیں۔ اور اپنے خاندان کو اس مشکل میں پڑنے سے محفوظ رکھ سکیں۔

انڈیپنڈنٹ اردو نے پاکستان کے دار الحکومت اسلام آباد میں مقیم افغان مہاجرین کا انٹرویوز میں پاکستان کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار درج ذیل الفاظ میں بیان کیے:

> ”نوے کی دہائی میں کابل سے نقل مکانی کرنے والے 61 سالہ توریال شیر زئی کے پانچ بچے پاکستان میں پیدا ہوئے، یہیں پل کر جوان ہوئے اور اب یہاں کے تعلیمی اداروں سے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اسلام آباد

کے جی۔ نائین سیکٹر میں رہائش پذیر توریال کی اپنی مجبوریاں ہیں جس کی وجہ سے وہ یہاں مقیم ہیں لیکن ان کے بچوں کا مسئلہ زیادہ پیچیدہ ہے۔ ان کے لیے پاکستان چھوڑنا یا افغانستان واپس جانا ایک ڈراؤنے خواب سے کم نہیں۔ ان کے 24 سالہ بیٹے غوث کا جو اسلام آباد کی پریسٹن یونیورسٹی سے گریجویشن کر رہے ہیں۔ کہنا ہے کہ وہ افغانستان کبھی بھی جانا پسند نہیں کریں گے۔ اگر پاکستان میں حالات ساز گار نہیں رہے تو پھر میں پاکستانیوں کی طرح امریکہ، کینیڈا یا یورپ میں رہنے کو ترجیح دوں گا۔ توریال کی ایک بیٹی اپنے شوہر کے ساتھ کینیڈا منتقل ہو چکی ہیں اور ایک بیٹا پاکستان میں اُن کے لیے غیر واضح صورت حال کی وجہ سے یورپ جانے کا سوچ رہا ہے۔ خود توریال بھی پناہ گزینوں کی پاکستان میں غیر یقینی صورت حال سے پریشان ہیں۔ ملکی قوانین کے تحت نہ تو وہ کاروبار اپنے نام کر سکتے ہیں اور نہ گاڑی کے قانونی مالک بن سکتے ہیں۔ کاروبار یا گاڑی کو نقصان پہنچنے کی صورت میں قانوناً کسی بھی معاوضے کے دعویدار بھی نہیں ہو سکتے۔ ان کا کہنا ہے کہ افغانستان میں موجودہ صورت حال کے پیش نظر وہ وہاں کاروبار منتقل نہیں کر سکتے۔ وہ پاکستان میں اپنے بچوں کی پڑھائی کا سلسلہ بھی نہیں روکنا چاہتے"۔(1)

پاکستان میں رہنے والے افغان پناہ گزینوں میں سے اکثریت کے مسائل توریال اور ان کے 8 افراد پر مبنی کنبے سے زیادہ شدید ہیں کیوں کہ ان کی بڑی تعداد افلاس کا شکار ہے لیکن توریال کے بچوں کی طرح پاکستان میں پیدا ہونے والے افغان پناہ گزین بچے یہیں رہنے پر خوش ہیں۔ ان کے لیے افغانستان ایک اجنبی ملک ہے، جس کے متعلق وہ زیادہ نہیں جانتے اور ان میں سے کم لوگوں نے وہ ملک دیکھا ہے۔ اسلام آباد، خیبر پختونخواہ، کراچی، کوئٹہ اور ملک کے دیگر علاقوں میں پناہ گزین نوجوانوں کا کہنا ہے کہ ان کی اکثریت پاکستان کی شہریت کی خواہش مند ہے یا کم از کم یہاں مستقل رہائش چاہتی ہے۔

انڈیپنڈنٹ اردو سے بات کرتے ہوئے ضلع ہری پور سے ایک افغان پناہ گزین اپنے تاثرات کو یوں بیان کرتا ہے:

"ہری پور کے پنیاں کیمپ میں رہائش پذیر 34 سالہ سعد اللہ نے انڈپینڈنٹ اردو سے بات کرتے ہوئے کہا کہ وہ پاکستان کی سرزمین پر پیدا ہوئے اور یہیں تعلیم حاصل کرنے کے بعد ہلال احمر پاکستان میں ملازمت اختیار کرلی۔ میرا جی کیوں کر چاہے گا کہ میں باقی زندگی ایک اجنبی ملک افغانستان میں گزاروں۔ پاکستان اگر ہمیں شہریت نہیں دیتا تو کم از کم مستقل رہائش کی اجازت تو دے۔ سعد اللہ کے مطابق ان کا خاندان افغانستان کے جوزجان علاقے سے پاکستان میں پناہ گزین بن کر آیا لیکن وہ اب خود کو افغان سے زیادہ ایک پاکستانی سمجھتے ہیں۔ بر سر روزگار اور پاکستان میں بسنے والے باقی مہاجرین کی نسبت قدرے بہتر زندگی

---

(1) انڈیپینڈنٹ اردو، اسلام آباد، امداد حسین، پاکستان کے افغان بچے: نہ اِدھر کے، نہ اُدھر کے، ۴ مئی، ۲۰۱۹ م
https://www.independenturdu.com/node/6256

گزارنے والے سعد اللہ کی یہاں پر مستقل رہائش کی خواہش تو منطقی نظر آتی ہے۔ لیکن وہ مہاجرین جن کو یہاں زندگی کی بنیادی سہولیات میسر نہیں وہ بھی پاکستان چھوڑنا نہیں چاہتے۔(1)

انڈپینڈنٹ اردو سے بات کرتے ہوئے اسلام آباد میں مقیم افغان پناہ گزین اپنی مشکلات اس طرح بیان کرتا ہے:

"دارالحکومت اسلام آباد میں کشمیر ہائی وے سے متصل آئی۔12 سیکٹر میں واقع پناہ گزینوں کی آبادی میں پینے کا صاف پانی تک میسر نہیں اور نہ ہی وہاں سکول یا ہسپتال کی سہولیات ہیں۔ اس افغان آبادی کے 40 سالہ رہائشی شیر خان نے انڈپینڈنٹ اردو کو بتایا وہ اپنی شعوری زندگی میں کبھی افغانستان نہیں گئے۔ ان کا مزید کہنا تھا جو لوگ بھی افغانستان واپس منتقل ہوتے ہیں ان میں سے چند ہی اپنے فیصلے پر مطمئن ہوتے ہیں۔ اس سیکٹر میں مقیم افغان آبادی کی اکثریتی رائے یہی ہے کہ پاکستان میں وقت گزارنا بہتر ہے کیوں کہ یہاں کم از کم امن تو ہے۔ ماہرین ان لاکھوں پناہ گزین نوجوانوں کے مستقبل کے بارے میں خدشات کا اظہار کر رہے ہیں۔ حقوق انسانی کی سرگرم کارکن فرزانہ باری نے انڈپینڈنٹ اردو کو بتایا افغان پناہ گزینوں کے پاکستان میں طویل قیام کے بعد ہمیں ان کو شہریت کا حق دینے کے لیے سنجیدہ ہونا پڑے گا۔ وہ بچے جو پاکستان میں پیدا ہوئے ان کا مستقبل محفوظ بنانا بھی بنیادی انسانی حقوق کے زمرے میں آتا ہے۔ ان کے مطابق اگر پاکستان کی حکومت اس حوالے سے کوئی مستقل حل نہیں نکالتی تو افغان پناہ گزینوں کے بچوں کا مسئلہ ایک انسانی المیے کی شکل اختیار کر سکتا ہے"۔(2)

ڈی ڈبلیو نیوز سے بات کرتے ہوئے پاکستان سے واپس جانے والی ایک مہاجر خاتون پاکستان کے شہر پشاور میں گزرے ہوئے یادوں کو یوں بیان کرتی ہے:

"پاکستان میں گزشتہ چالیس برس سے رہنے والی نوشین بی بی کو خوف ہے کہ اسے افغانستان بھیج دیا جائے گا۔ پاکستان وہ واحد ملک ہے، نوشین بی بی جس سے واقف ہے، وہ تو اپنے آبائی ملک افغانستان کو جانتی تک نہیں۔ نوشین بی بی کی عمر اس وقت صرف تین برس تھی۔ جب سن 1979ء میں افغانستان میں سوویت فوجی مداخلت کے بعد قریب چھ ملین افغان باشندوں نے سرحد عبور کر کے پاکستان اور ایران میں پناہ لی تھی۔ پاکستان کے شمالی علاقے میں نوشین کے خاندان نے سکونت اختیار کی اور یہیں نوشین بی بی نے اپنی پوری عمر گزاری، شادی کی اور ماں بنی۔ تاہم اب پاکستانی حکومت ملک میں موجود افغان باشندوں کو

---

(1)انڈپینڈنٹ اردو، اسلام آباد، امداد حسین، پاکستان کے افغان بچے: نہ اِدھر کے، نہ اُدھر کے، ۴ مئی، ۲۰۱۹م
https://www.independenturdu.com/node/6256

(2)انڈپینڈنٹ اردو، اسلام آباد، امداد حسین، ۴ مئی، ۲۰۱۹م، ایضا

افغانستان بھیجنے کی کوششوں میں تیزی لا رہی ہے اور اسی تناظر میں پاکستان میں موجود ہزاروں افغان مہاجرین ایک خوف اور بے یقینی کی کیفیت کا شکار ہیں۔ پاکستانی قانون کے مطابق کوئی غیر ملکی خاتون کسی پاکستانی شہری سے شادی کر کے پاکستانی شہریت حاصل کر سکتی ہے، تاہم نوشین بی بی نے کبھی کاغذی کارروائی پوری نہیں کی اور اپنی پیدائشی افغان شہریت تبدیل نہ کی۔ تھومس روئٹرز فاؤنڈیشن سے بات چیت کرتے ہوئے مٹی کے ایک چھوٹے سے گھر میں رہنے والی پانچ سال کے بچے کی ماں نوشین بی بی نے کہا، ”میں تو پاکستان چھوڑنے کا سوچ بھی نہیں سکتی“۔ ان کا کہنا تھا، ”میں اپنے بچوں، اپنے شوہر اور سسرال کو چھوڑ کر کیسے جاؤں؟“۔(1)

مہاجرین کے مسائل اور ان کا تدارک کے لیے پاکستان، افغانستان اور یو این ایچ سی آر کے درمیان معاہدہ

کل جماعتی اجلاس میں شامل سیاسی رہنماؤں نے پناہ گزینوں سے متعلق پاکستان کے اپنے وضع کردہ قوانین کے اطلاق کی پرزور تجویز دی۔ یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ افغان پناہ گزینوں کی حفاظت اور ان کی وطن واپسی پاکستان، افغانستان اور یو این ایچ سی آر کے درمیان ہونے والے ایک سہ فریقی معاہدے کی رہنمائی میں عمل میں لائی جارہی ہے۔ خالد عزیز تجزیات آن لائن میں معاہدے میں شامل رہنماء اصولوں کو یوں لکھتے ہیں:

۱۔ ”وطن واپسی کا عمل پناہ گزینوں کی رضاکارانہ وطن واپسی کے بین الاقوامی طور پر مسلمہ قوانین کی روشنی میں سرانجام دیا جائے گا۔(تمہید۔ سی)

۲۔ اس کے ساتھ ہی عالمی برادری کے تعاون سے افغانستان سماجی و اقتصادی ترقی، انسانی حقوق، قانون کی بالادستی و حکمرانی اور پائیدار سلامتی کے لیے اقدامات کرے گا۔(ای)

۳۔ فریقین نے اس پر آمادگی کا اظہار کیا کہ رضاکارانہ وطن واپسی کا عمل محفوظ اور باعزت طریقے سے سرانجام دیا جائے گا تاکہ افغان پناہ گزین افغانستان میں آباد ہو سکیں۔(ایچ)

۴۔ وطن واپسی رضاکارانہ ہو گی۔(شق ۶)

۵۔ افغان حکومت پر زور دیا گیا کہ وہ اُن اہم مقامی آبادیوں میں ترقیاتی پروگراموں پر توجہ دے گی جہاں پناہ گزینوں کی واپسی ہو رہی ہے۔(شق ۸)

۶۔ پاکستانی اسناد اور دیگر کاغذات کو افغان قوانین کے مطابق مساویانہ حیثیت دی جائے گی۔(شق ۱۰)

---

(1) ڈی ڈبلیو نیوز، عاطف بلوچ، میرا وطن کہاں ہے؟ پاکستان میں افغان مہاجر کی روداد، ۱۹ دسمبر، ۲۰۱۶م
https://p.dw.com/p/2UWFi/

۷۔ افغانستان زیرِ حراست رکھنے، گرفتاری یا قانونی کارروائی کے معاملات سے، جو وطن پلٹ افغانوں سے متعلق ہوں، یو این ایچ سی آر کو مطلع کرے گا۔(شق ۱۲، جز۳)

۸۔ وطن واپس لوٹنے والے تمام افغان باشندے نادرا میں اپنا اندراج ختم کرانے اور افغان سفری دستاویزات (پاسپورٹ) کے اجراء کے لیے پاکستان میں اندراج کے تصدیقی کارڈ دکھائیں گے۔(شق ۱۵، جز۲)"۔(1)

افغان مہاجرین کی مؤثر وطن واپسی کے لیے ایس ایس اے آر کا پیش گی نفاذ

پناہ گزینوں کی جلد وطن واپسی کا حل اس دستاویز کی فراہمی سے ممکن ہے۔ہم جلد وطن واپسی کے لیے ایس ایس اے آر میں بیان کی گئی کچھ اہم صورتوں کا جائزہ لیتے ہیں۔ درج ذیل فہرست ایس ایس اے آر کی شہ سرخیوں سے منتخب ہے:

- ساز گار مواقع پیدا کرنے کے لیے معلومات کی فراہمی اور بڑے پیمانے پر تعاون کا ہونا ضروری ہے تاکہ وطن واپس پلٹنے والے پناہ گزین ان مواقع سے فائدہ حاصل کر کے جلد از جلد اپنی معمول کی زندگی شروع کر سکیں۔
- افغانستان کو وطن واپس لوٹنے والے پناہ گزینوں کے لیے ملازمتوں میں کوٹہ مقرر کرنا چاہیے اور اس مقصد کے لیے پاکستان میں ملازمتوں کے تبادلے کا اہتمام کیا جاسکتا ہے۔

افغانستان کو وطن پلٹ افغانوں، بالخصوص نوجوانوں کی ذاتی کاروبار کے مواقع پیدا کرنے کے لیے حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔

- سرحد پر دونوں اطراف کے افغان پناہ گزینوں کو اُن کے لیے دستیاب وسائل میں بہتری کے لیے مشورہ دیا جاسکتا ہے۔
- یو این ایچ سی آر کو چاہیے کہ وہ تین ماہ تک پناہ گزینوں کی ضروریات کا خیال رکھنے کا بندوبست کرے کیوں کہ یک بار گی دی گئی ۲۰۰ ر ڈالر فی کس انتہائی کم اور نامناسب رقم ہے۔
- وطن واپسی کے عمل میں تیزی کے لیے افغانستان میں قیامِ امن اور قومی سلامتی کو ممکن بنانا سب سے اہم ہے۔ اس صورت میں طالبان سے ایک امن معاہدہ انتہائی ضروری ہے۔
- پناہ گزینوں کو جدید ہنر کاری، جو منڈی میں مانگ رکھتی ہو سکھانے کا عمل فائدہ مند رہے گا۔

---

(1) تجزیات آن لائن، خالد عزیز، ۱۷ اکتوبر، ۲۰۱۷ م، ایضا

➢ پاکستان یا افغانستان ہر دو طرف پناہ گزینوں کو ایذا رسانی اور جبر سے محفوظ رکھنا ضروری ہے۔

پاکستان سے واپس جانے والے افغان مہاجرین کی تعداد

اس وقت پاکستان میں 28 لاکھ افغانی مقیم ہیں جن میں سے 14 لاکھ رجسٹرڈ، 8.5 لاکھ افغان شہریت کارڈ رکھنے والے اور پانچ لاکھ غیر رجسٹرڈ ہیں 32 فیصد افغانی کیمپوں میں 68 فیصد کیمپوں کے باہر شفٹ ہو چکے ہیں۔ رجسٹرڈ افغانیوں میں سے 58 فیصد خیبر پختونخواہ، 23 فیصد بلوچستان، 11 فیصد پنجاب، 4.5 فیصد سندھ، اور 2.4 فیصد اسلام آباد میں رہائش پذیر ہیں۔ 82 فیصد افغانی 1979ء۔80ء میں پاکستان آئے تھے، 74 فیصد پاکستان میں پیدا ہوئے اور ان میں سے 70 فیصد 24 سال سے کم عمر کے ہیں۔

بی بی سی یو این ایچ سی آر کی رپورٹ کے حوالے سے پاکستان سے واپس جانے والوں کی تعداد کو یوں لکھتے ہیں:

> "یو این ایچ سی آر کے ترجمان نے کہا کہ پاکستان سے 2002ء میں افغان مہاجرین کی رضاکارانہ واپسی کا عمل شروع کیا گیا تھا اور اب تک کوئی چار ملین افراد واپس اپنے ملک جا چکے ہیں"۔(1)

روزنامہ جسارت واپس جانے والوں کی تعداد کو زیادہ بتاتے ہیں:

> "وفاقی وزیر سرحدی امور عبد القادر بلوچ نے کہا ہے کہ 2002ء سے اب تک (2018ء) 43 لاکھ افغان پناہ گزین افغانستان واپس جا چکے ہیں"۔(2)

لہذا افغانستان، پاکستان اور یو این ایچ سی آر ان تینوں کو مل کر افغان مہاجرین کو وہاں منتقل کرنے بعد انہیں ان کی بنیادی زندگی کی سہولیات کا بندوبست کرنا چاہیے ان کے ساتھ ہر طرح کا تعاون کرنا چاہیے تاکہ وہ وہاں آباد ہو جائیں وہاں کے ماحول اور موسم سے ہم آہنگ ہو سکیں کیونکہ ایک نئی جگہ پر آباد ہونے میں تھوڑے مشکلات پیش آتی ہیں اگر یہ ممالک اور عالمی ادارے اور مختلف تنظیمیں ان کے ساتھ تعاون کریں گے تو یہ پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔

---

(1) بی بی سی، ۴ اپریل ۲۰۱۷ء/ https://www.bbc.com/urdu/pakistan-39488387

(2) روزنامہ جسارت، اردو، ۱۷ فروری ۲۰۱۸ء/ https://www.jasarat.com/2018/02/17/180217-12-9

نتائج

دین اسلام ایثار اور وفاداری کا دین ہے اور معاشرتی زندگی میں ایک دوسرے سے اخلاص اور تعاون کا درس دیتا ہے اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونے کا حکم دیتا ہے اخلاقیات کی یہ تعلیم تمام مسلمانوں کے لیے ہے اسلامی بھائی چارے کی بنیاد کلمہ اسلام پر ہے ہر مسلمان کلمہ گو خواہ مہاجر ہو یا غیر مہاجر آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ مقالہ ھذا میں ہجرت کے فضائل، انصار کی قربانیاں اور مہاجرین کے مسائل کو پیش کیا گیا ہے۔ تحقیق ھذا کے نتائج ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں۔

1. قرآن وسنت سے ہجرت کے فضائل اور اہمیت کا ثبوت واضح دلائل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے ہجرت مدینہ کے وقت انصار کا سلوک مہاجرین کے ساتھ اور پاکستانی عوام کا افغان مہاجرین کے ساتھ اخلاق اور رویہ ایثار اور قربانی کی روشن مثال ہے۔
2. اسلام کی ابتدائی ہجرتیں اور ہجرت افغانستان کا پس منظر، وجوہ اور مماثلت کو بیان کیا گیا ہے۔ مہاجرین کی مشکلات اور مصائب پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی۔
3. مہاجرین کے مسائل کو حل کرنے کے لیے ان کے شرعی اور قانونی حقوق کی وضاحت کی گئی تاکہ مہاجرین کو اپنے حقوق کا علم ہو اور حکومتیں اپنے فرائض ذمہ داری کے ساتھ ادا کریں۔
4. افغانستان کی تاریخ اور افغان مہاجرین کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے۔ افغان جہاد میں ان کی کفر کے خلاف اور اسلام کی سربلندی کے لیے قربانیوں کو اجاگر کیا گیا ہے۔
5. افغان مہاجرین کے لیے پاکستانی عوام اور حکومت کی طرف سے کی گئی چار دہائیوں پر محیط خدمات کو سراہا گیا ہے۔ پاکستانی عوام اور حکومت کے جذبہ خیر سگالی اور ایثار پر انہیں خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔
6. عالمی اداروں کو افغان مہاجرین کے مسائل کی طرف متوجہ کیا گیا ہے اور اب تک افغان مہاجرین کے لیے ان کی جانب سے کی جانے والی اقدامات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔
7. مقالہ نگار نے مطالعہ کے دوران یہ اخذ کیا کہ اب تک افغان مہاجرین کے بیشتر معاشرتی ومعاشی مسائل کو حل نہیں کیا گیا۔
8. افغان مہاجرین کی واپسی اور آبادکاری سے متعلق افغان حکومت نے کوئی جامع قانون سازی نہیں کی گئی جس کی وجہ سے افغان مہاجرین کو واپس اپنے ملک جانے میں کئی معاشرتی ومعاشی اور سیاسی وسماجی مشکلات کا سامنا ہے۔

سفارشات

1. چار دہائیوں سے زائد عرصہ سے مقیم افغان مہاجرین کو بین الاقوامی قانون کے مطابق شہریت یا مستقل رہنے کی اجازت دی جائے۔
2. اگر انہیں پاکستانی شہریت نہیں دی جاتی اور واپس افغانستان بھیجنے کا فیصلہ کیا جاتا ہے تو پھر عالمی طاقتیں، یو این ایچ سی آر اور افغانستان کی جانب سے ان کے لیے گھروں کا انتظام کیا جائے۔ یہ بات عیاں ہے کہ جنگ زدہ علاقے میں لوگوں کی املاک تباہ ہو چکی ہیں۔
3. افغان حکومت کی طرف سے واپس جانے والے مہاجرین کو گھر بنانے کے لیے زمین اور کاروبار کے لیے بجٹ کا ایک حصہ مقرر کر دیا جائے تاکہ وہ اپنے لیے باعزت طریقے سے ذریعہ معاش قائم کر سکیں۔
4. افغان حکومت کی جانب سے واپس لوٹنے والوں کے لیے سرکاری ملازمت میں سے ایک کوٹہ مقرر کیا جائے تاکہ افغانستان میں ان کے لیے روزگار کا مسئلہ نہ ہو۔
5. یو این ایچ سی آر کی طرف سے واپس جانے والوں کو جو ۲۰۰ ڈالر کرایہ اور دیگر اخراجات کے لیے دیے جاتے ہیں اس میں فی کس ۱۰۰۰ ڈالر تک کا اضافہ کیا جائے تاکہ واپس جانے والوں کے سفری اور دیگر اخراجات مکمل ہو سکیں۔
6. حکومت واپس اپنے ملک جانے والے مہاجرین کو گھر بنانے کے لیے تعمیراتی ساز و سامان اور سال بھر کے لیے اشیائے خور و نوش بھی فراہم کرے۔
7. پاکستانی حکومت کی جانب سے رجسٹرڈ افغان مہاجرین کے لیے ویزا پالیسی میں نرمی کی جائے اور دونوں ممالک میں قلیل عرصہ قیام کرنے والوں کے لیے ٹوکن سسٹم متعارف کرایا جائے تاکہ سرحد کے دونوں اطراف کے لوگ اپنے رشتہ داروں کی غمی اور خوشی میں شریک ہو سکیں۔
8. پاکستان میں مقیم افغان مہاجرین کو پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی جانب سے بلاوجہ ہراساں نہ کیا جائے۔ جرائم پیشہ افراد اور پاک افغان کشیدگی کو بہانہ بنا کر پرامن اور قانون کا احترام کرنے والے افغان باشندوں کو زیرِ عتاب نہ لایا جائے۔ کیوں کہ ماضی میں مشاہدہ کیا گیا ہے کہ جب بھی دونوں ممالک کے درمیان تعلقات خراب ہوتے ہیں تو اس کا اثر افغان مہاجرین پر پڑا ہے، لہذا حکومت اس طرح کے واقعات کے سدباب کے لیے سنجیدہ اقدامات کرے۔

فہارس

۱۔ فہرست آیات

۲۔ فہرست احادیث

۳۔ فہرست اعلام

۴۔ فہرست اماکن

۵۔ فہرست مصادر و مراجع

فہرست آیات

نمبر شمار	آیات	سورۃ/آیات نمبر	صفحہ نمبر
1	إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هاجَرُوا وَجاهَدُوا	البقرة:218	23-25
2	فَالَّذِينَ هاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيارِهِمْ وَأُوذُوا	آل عمران:195	25
3	إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلائِكَةُ ظالِمِي أَنْفُسِهِمْ	النساء: 97	22
4	إِلاَّ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجالِ وَالنِّساءِ وَالْوِلْدانِ	النساء:98	22
5	فَأُولئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ	النساء: 99	22
6	وَمَنْ يُهاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُراغَماً	النساء:100	22
7	يا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ	النساء:1	48
8	وَتَعاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوى وَلا تَعاوَنُوا	المائده: 2	133
9	وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ	الأنفال:30	35
10	إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهاجَرُوا وَجاهَدُوا بِأَمْوالِهِمْ	الأنفال: 72	20-136
11	وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِياءُ بَعْضٍ	التوبة:72	136
12	الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ	التوبة:20	23-26
13	وَالَّذِينَ هاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ	النحل:41	26
14	وَلَقَدْ كَرَّمْنا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْناهُمْ فِي الْبَرِّ	الإسراء:70	48
15	وَقُلْ رَبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ	الإسراء:80	38
16	يا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْناكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثى	الحجرات:13	48
17	وَالنَّجْمِ إِذا هَوى مَا ضَلَّ صاحِبُكُمْ	النجم:1-3	29

فہرست احادیث

نمبر شمار	احادیث	کتب حدیث	صفحہ نمبر
1	أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ، إِلَّا	صحیح بخاری	33
2	أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَأَنَّ الْهِجْرَةَ	صحیح مسلم	24
3	اقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا النَّخِيلَ، قَالَ: لاَ	صحیح بخاری	55
4	أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ وَاقِفٌ بِالْحَزْوَرَةِ	مستدرک حاکم	100
5	بُعِثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَرْبَعِينَ سَنَةً، فَمَكُثَ بِمَكَّةَ ثَلاَثَ عَشْرَةَ سَنَةً	صحیح بخاری	33
6	فَهُوَ المُسْلِمُ، لَهُ مَا لِلْمُسْلِمِ، وَعَلَيْهِ مَا	صحیح بخاری	137
7	فُقَرَاءُ المُهَاجِرِينَ يَدْخُلُونَ الجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِم	صحیح ترمذی	25
8	فَإِنْ أَبَوْا أَنْ يَتَحَوَّلُوا مِنْهَا، فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ	صحیح مسلم	136
9	فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ، وَأَمْوَالَكُمْ، وَأَعْرَاضَكُمْ، بَيْنَكُمْ حَرَامٌ	صحیح بخاری	49
10	لَوْلاَ الهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الأَنْصَارِ	صحیح بخاری	24
11	لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ حَتَّى تَنْقَطِعَ التَّوْبَةُ، وَلَا تَنْقَطِعُ التَّوْبَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا	سنن ابی داوٗد	24
12	وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً، فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ	صحیح مسلم	133
13	مَنْ صَلَّى صَلاَتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا	صحیح بخاری	137
14	من فر بدينه من ارض الى ارض وان كان شبرا	بحار الانوار	21
15	الْمُسْلِمُونَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ	سنن ابی داوٗد	138
16	وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ	سنن ابی داوٗد	21
17	وَلْيَنْصُرِ الرَّجُلُ أَخَاهُ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا	صحیح مسلم	133
18	وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ	صحیح مسلم	137

فہرست اعلام

نمبر شمار	اعلام	صفحہ نمبر
1	اسامہ بن لادن	84
2	احمد شاہ مسعود	81-83
3	اعجاز الحق	81
4	اقبال خان	73
5	برہان الدین ربانی	76
6	ببرک کارمل	73
7	برژنیف	73
8	پیر سید احمد گیلانی	76
9	ترکی الفیصل	81
10	جلال الدین حقانی	77
11	چنگیز خان	85
12	حفیظ اللہ امین	74
13	حاجی بشیر	83
14	حامد کرزئی	85
15	خان عبد الغفار خان	69
16	خان عبد الولی خان	69
17	ڈاکٹر نجیب اللہ	78
18	سردار داؤد خان	69
19	سردار محمد نعیم	68
20	سید عبد اللہ	72
21	شاہ فہد	81

77	شاہ خالد	22
77	صبغت اللہ مجددی	23
68	ظاہر شاہ	24
71	عبدالقادر	25
83	عبدالرشید دوستم	26
72	غلام حیدر رسولی	27
76	غلام محمد نیازی	28
76	گلبدین حکمت یار	29
82	ملا محمد عمر	30
76	محمد یونس خالص	31
76	محمد نبی محمدی	32
71	میر اکبر	33
72	محمد موسی	34
68	نور محمد ترہ کئی	35
85	ہلاکو خان	36

فہرست اماکن

نمبر شمار	اماکن	صفحہ نمبر
1	ارزگان	80
2	ایتھوپیا	70
3	بون	86
4	پنسلوانیا	84
5	پنج شیر	77
6	ترکی	70
7	جنیوا	79
8	چہاردرہ	76
9	چغہ سرائے	75
10	صومالیہ	70
11	قندہار	84
12	قندوز	76
13	قتل عام	76
14	کنڑ	75
15	لغمان	75
16	لیبیا	70
17	مصر	70
18	ہلمند	80
19	یوگنڈا	70
20	یوگوسلاویہ	70

فہرست مصادر و مراجع

کتب تفسیر

- الازہری، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، ۱۴۰۰ھ۔۵/ ۲۷
- بلخی، مقاتل ابن سلیمان، تفسیر مقاتل، دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعۃ الاولی:۱۴۲۳ھ، ۲۰۰۲م، ۳/۱۳۲
- زحیلی، الدکتور وھبۃ، التفسیر المنیر، دار الفکر بیروت۔ لبنان، الطبعۃ الاولی:۱۴۱۱ھ، ۱۹۹۱م،۹/۳۰۴۔۳۰۵
- طبری، محمد ابن جریر، تفسیر طبری، دار السلام مصر، الطبعۃ الرابعۃ:۱۴۳۰ھ،۲۰۰۹م،۵/۳۸۲۵
- عثمانی، مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، معارف القرآن کراچی، ۱۴۲۹ھ، اپریل ۲۰۰۸م،۲/۵۱۱
- قرطبی، محمد ابن احمد، الجامع لاحکام القرآن، مؤسسۃ الرسالہ بیروت لبنان، الطبعۃ الاولی ۱۴۲۷ھ،۲۰۰۶م،
- ۳/ ۴۳۲
- الماوردی، علی ابن محمد، النکت والعیون (تفسیر الماوردی) ، دار الکتب العلمیہ بیروت۔ لبنان،۵ / ۳۹۸۔۳۹۹

کتب احادیث

- ابو داود، سلیمان ابن اشعث، السنن، کتاب الجهاد، باب الهجرة هل انقطعت، المکتبۃ العصریۃ صیدا۔ بیروت، ح: ۲۴۷۹
- بخاری، محمد ابن اسماعیل، الصحیح ،کتاب مناقب الانصار، باب ہجرۃ النبی ﷺ واصحابہ الی المدینہ، دار طوق النجاۃ، الطبعۃ الاولی:۱۴۲۲ھ، ح:۱۰۷۹
- ترمذی، محمد ابن عیسی، السنن، کتاب الزہد عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء ان فقراء المہاجرین یدخلون الجنۃ قبل اغنیائھم، شرکۃ مکتبۃ ومطبعہ مصطفی البابی الحلبی۔ مصر، الطبعۃ الثانیۃ:۱۳۹۵ھ۔۱۹۷۵م، ح: ۲۳۴
- مسلم، مسلم ابن الحجاج، الصحیح ،کتاب الایمان، باب کون الاسلام یھدم ما قبلہ وکذا الہجرۃ والحج، دار احیاء التراث العربی بیروت، ح: ۱۹۲
- مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، دار احیاء التراث العربی بیروت۔ لبنان، الطبعۃ الاولی: ۱۴۱۲ھ ۱۹۹۲م،۱۹/۳۱۴
- نیسابوری، محمد ابن عبد اللہ، مستدرک حاکم، باب مناقب عبد اللہ ابن عدی، دار الکتب العلمیہ بیروت، الطبعۃ الاولی:۱۴۱۱ھ۔۱۹۹۰م، ح: ۵۲۱۰

دیگر کتب

- ابن منظور، جمال الدین ابن محمد مکرم، لسان العرب، دار الصادر بیروت۔ لبنان، ۱۹۵۴م
- ابن حجر، احمد ابن علی، فتح الباری بشرح صحیح البخاری، المطبعہ الخیریہ بمصر۔ القاہرہ، ۱ / ۲۵
- ابن سعد، محمد ابن سعد، طبقات ابن سعد ، مترجم: عبداللہ العمادی، نفیس اکیڈمی کراچی۔
- اعظمی ، مولانا نعمت اللہ ، رحمانی ، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، اقلیتوں کے حقوق اور اسلامو فوبیا، ایفاء پبلیکیشنز نئی دہلی، جون، ۲۰۱۱م
- جرجانی، علی ابن محمد، کتاب التعریفات، دار الکتب العلمیۃ بیروت۔ لبنان، الطبعۃ الأولی: ۱۴۰۳ ھ-۱۹۸۳م ، ۱/۲۵۶
- حلبی، علی ابن برہان الدین، ام السیر سیرۃ حلبیہ، مترجم: مولانا محمد اسلم قاسمی، دار الاشاعت کراچی، ۱۹۹۹م، ۲/۲۳۶
- خان روشن خان، تذکرہ پٹھانوں کی اصلیت اور ان کی تاریخ، مکتبہ روشن خان، تحصیل صوابی، ضلع مردان۔ پشاور، 1981ء۔
- ڈاکٹر، محمد حمید اللہ، پیغمبر اسلام، مترجم: پروفیسر خالد پرویز، بیکن بکس لاہور، ۲۰۱۱م، ۱۹۳
- زبیدی، محمد مرتضی الزبیدی، تاج العروس من جواہر القاموس، دار الفکر بیروت۔ لبنان، ۷/ ۶۰۷
- سید، ریاض احمد، المیہ افغانستان، ہسٹاریکل ریسرچ انسٹیٹیوٹ اسلام آباد، ۱۴۲
- ساگر، طارق اسماعیل، افغانستان پر کیا گزری؟، طاہر سنز پبلشرز لاہور، ۲۰۰۷ء ، ۱۱۸
- صاحبزادہ، حمید اللہ، مختصر تاریخ افغانستان، روز الدین غزنوی پبلشرز کوئٹہ
- طبری، محمد ابن جریر، تاریخ طبری، مترجم: سید محمد ابراہیم، نفیس اکیڈمی کراچی، ۲۰۰۴م ، ۲ / ۱۰۰ تا ۱۰۱
- عینی، محمود ابن احمد، عمدۃ القاری بشرح صحیح البخاری، دار الکتب العلمیہ بیروت۔ لبنان، الطبعۃ الاولی: ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۱م، ۱/ ۵۴
- غلزائی، نصر اللہ، افغانستان ماضی اور حال کے آئینے میں، المنار بک سنٹر لاہور، ۱۲۔۱۳
- غازی، محمود احمد، محاضرات سیرت، الفیصل ناشران وتاجران کتب لاہور، ستمبر ۲۰۰۹م، ۴۰۰
- قاسمی، اختر امام عادل قاسمی، شہریت اور اس سے متعلق مسائل، ۳۶۳۔۳۶۴
- قادری، محمد طاہر، اسلام میں انسانی حقوق، منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۴م، ۱۳۳۔۱۳۴
- کیرانوی، وحید الزمان قاسمی ، القاموس الوحید، ادارہ اسلامیات لاہور، ۱۴۲۲ھ، ۲۰۰۱م
- گیلانی، سید اسعد، افغان مجاہدین، مطبعۃ العربیہ لاہور، ۹۷۔۹۸

- منصور پوری، محمد سلیمان سلمان ، رحمۃ للعالمین ، مکتبہ اسلامیہ لاہور، ۲۰۱۳ء
- مبارک پوری، صفی الرحمن ، الرحیق المختوم، مکتبہ السلفیہ لاہور، صفر ۱۴۲۳ھ، مئی ۲۰۰۲م
- محمد الیاس عادل، تاریخ پاکستان، مکتبہ مشتاق بک کارنر لاہور ، ۲۰۱۱م
- مولانا، محمد اسماعیل ریحان، تاریخ اسلام (زمانہ قبل از اسلام سے دور حاضر 2011ءتک)، المنہل یونیورسٹی روڈ گلستان جوہر کراچی، ۲۰۱۴م
- مکرجی، سادھن مکرجی، افغانستان زوال سے عروج تک، گزاز پریس کراچی، ۱۹۹۱م، ۱۲۰
- ندوی، سید سلیمان، سیر افغانستان، مجلس نشریات اسلام کراچی، ۱۱۵۔۱۱۶
- وزارۃ الأوقاف والشئون الإسلامیۃ ۔ الکویت، الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ، الطبعۃ الثانیۃ ، طبع الوزارۃ، ۴۲/۱۷۷
- ہاشمی، نصیب علی شاہ، اسلام میں ہجرت کا مقام، ادارۃ البحوث والدعوۃ الاسلامیہ کوہاٹ، ۱۹۸۸م، ۳۲۔۳۳

اخبارات اور رسائل

- افغان مہاجرین کا مسئلہ، کلہ بہ زئی (کب واپس جاؤ گے؟)، راشدی، زاھد الراشدی، روزنامہ اوصاف، اسلام آباد، افروری، ۲۰۰۰م
- اذان مجاھد، یحی مجاھد، مہاجرین کا عالمی دن اور دنیا بھر کے مسلمان مہاجر، ص:۸، روزنامہ نوائے وقت، اسلام آباد، ۲۳جون، ۲۰۱۹م
- اردو نیوز، زبیر علی، توصیف رضی ملک، پاکستان کو درپیش نسل در نسل مہاجرین کا پیچیدہ مسئلہ، ۱۹جون۲۰۱۹م
- اور کزئی، رفعت اللہ، بی بی سی اردو، پشاور، ۱۹جنوری۲۰۱۸م
- تسنیم نیوز ایجنسی، پاکستان میں سوا8لاکھ افغان مہاجرین کو مہاجر کارڈ جاری، ۲۱ستمبر، ۲۰۱۹م
- تسنیم نیوز ایجنسی، افغان مہاجرین پاکستان پر بوجھ ہیں، واپس بھیجا جائے، ۱۵اکتوبر۲۰۱۷م
- تجزیات آن لائن، خالد عزیز، افغان پناہ گزین اور ان کی واپسی کا لائحۂ عمل، ۱۷اکتوبر، ۲۰۱۷م
- حد ادب، انوار الحق حقی، بے وطنیت اور وزیر اعظم کا وژن، روزنامہ وجود، پیر ۳۱دسمبر، ۲۰۱۸م
- ڈان نیوز، ٹوٹے رشتے، مالک اچکزئی
- راہ رست، اسرار بخاری، افغان مہاجرین کی واپسی قوم کے لیے ایک چیلنج، روزنامہ نوائے وقت، راولپنڈی، ص:۷، ۲۴دسمبر، ۲۰۱۴م
- ریاض سہیل، بی بی سی اردو، بنگالی اور افغان شہریوں کی شناخت پر تشویش کیوں؟ کراچی، ۱۸ستمبر، ۲۰۱۷م

- روزنامہ نوائے وقت، اسلام آباد، ص:2، 23نومبر، 2018م
- روزنامہ دنیا، اسلام اباد، ص:۲، ۲۵فروری، ۲۰۱۸م
- روزنامہ جنگ، اسلام آباد، ادارتی صفحہ، ۱۱ ستمبر، ۲۰۱۶م
- روزنامہ جنگ، اسلام آباد، محمود میاں نجمی، میگزین، ۱۱مارچ، ۲۰۱۸م، ۴
- روزنامہ وجود، محمد طاہر، افغان جنگ میں شہریوں کی ہلاکتیں ریکارڈ سطح پر پہنچ گئیں، ۲۵فروری، ۲۰۱۹م
- سماء نیوز، اردو، شکیل احمد، فروری، ۲۰۱۹م
- غامدی، جاوید احمد، ماہنامہ، اشراق، طالبان کا عروج وزوال، دسمبر، ۲۰۰۲م
- فداءالرحمان، افغان جہاد۔۔۔ حقائق، چترال افیئرز، ۱۳ستمبر، ۲۰۱۷
- پروفیسر، افتخار احمد، ماہنامہ، سیارہ افغانستان نمبر، افغانستان ایشیا کا کیوبا، ستمبر، ۱۹۸۱م، لاہور
- نگاہ بلند، نغمہ حبیب، افغان مہاجرین یا پاکستان کا امن، روزنامہ مشرق، پشاور، ۷جون، ۲۰۱۹م
- ہلال اردو، ماہنامہ، افغان مہاجرین کی واپسی
- یو این ایچ سی آر، جائزہ رپورٹ، جون، ۱۹۸۰م
- یو این ایچ سی آر، جائزہ رپورٹ، اکتوبر، ۲۰۱۸م
- یشفین جمال، نیوز ٹاک، ایک اہم مسئلہ، جو ترجیحات میں نہیں، روزنامہ نئی بات، ۲۷اگست، ۲۰۱۸م
- World Migrataion Report، اکتوبر، 2018م
- Congrssional Research Serves(CRS)، Rhoda margesson، ۲۶جنوری، ۲۰۰۷م، ۱۴

ویب سائٹس کے لنکس

https://www.unhcr.org/publications/brochures/3b779dfe2/
protecting-refugees-questions-answers.html, U N H C R,
Proticting Refugees:
Questions And Answers, 01February 2002

http://www.pdhre.org/rights/refugees.html,The Human Rights of Refugees: The Pepole's Movement for Human Rights Education (P D H R E)
https://ijrcenter.org/refugee-law/, International Justice Resource Centre, Asylum & The Rights of Refugees
https://www.bbc.com/urdu/pakistan-
4555504
https://www.naibaat.pk/27-Aug-2018/16084
https://www.bbc.com/urdu/pakistan/2016/07/160720
https://www.bbc.com/urdu/pakistan/2016/09/160910
http//www.Tajziat .Com/article/3022
https://www.urdunews.com/node/423176
http://urdu.sahartv.ir/news/pakistan-i350220
https://www.bbc.com/urdu/pakistan/2016/08/160810
https://pakistan.asia-
news.com/ur/articles/cnmi_pf/features/2019/03/07/feature-03
https://pakistan.asia-
news.com/ur/articles/cnmi_pf/features/2019/02/01/feature-01
https://www.nawaiwaqt.com.pk/23-Nov-2018/945530
https://www.tasnimnews.com/ur/news/2019/09/21/2101241
https://www.naibaat.pk/23-Jun-2019/24172
https://jang.com.pk/news/175155-editorial-column-2016-09-11-afghan-mahajreen-wazir-e-azam-ka-durust-muaqqaf
https://www.samaa.tv/urdu/pakistan/2017/02/696147/
https://www.mashriqtv.pk/17-Jun-2019/24654

https://www.unhcr.org/3ae6bd900.pdf / Human Rights and Refugee Protection (RLD 5) October 1995

https://www.hrw.org/sites/default/files/report_pdf/pakistan0217_web.pdf Pakistan Coercion, UN Complicity The Mass Forced Return of Afghan Refugees, page: 15

https://www.bbc.com/urdu/regional-38881063

https://www.bbc.com/urdu/regional-49711957

https://p.dw.com/p/2cqUY

https://www.bbc.com/urdu/regional/2014/02/140208

https://p.dw.com/p/2ayul

https://www.bbc.com/urdu/pakistan/2015/09/150929

https://www.independenturdu.com/node/6256

https**://p.dw.com/p/2UWF**i

https://www.urdunews.com/node/423176

https://www.hilal.gov.pk/urdu-article/https://www.bbc.com/urdu/pakistan-42741584

https://www.wujood.com/5296

https://www.naibaat.pk/27-Aug-2018/16084

https://www.dawnnews.tv/news/1051539

https://www.wujood.com/52536

https://www.tasnimnews.com/ur/news/2017/10/05/1537383

https://www.bbc.com/urdu/pakistan-42741584

https://www.bbc.com/urdu/pakistan-39488387

https://www.jasarat.com/2018/02/17/180217-12-9